۶۹۹

بعون تعالی الکافی الوافی الشافی المعافی

کافیہ مصنفہ علامہ ابن حاجب کا

سلیس اردو ترجمہ مع مطالب جو مسمیٰ بہ شرح کافی وافی کے ہے موسوم بہ

الکفایہ

علی

الکافیہ

مصنفہ عالم بے بدل فاضل اجل [illegible] مولوی [illegible] محمد [illegible] مدرس مدرسہ دار العلوم

[illegible] باہتمام حاجی محمد عباس [illegible]

سید محمد [illegible] مرحوم [illegible] سے

مطبع [illegible] حیدرآباد دکن میں چھپا

۱۳۲۲ھ



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٭ کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی واحد پر دلالت کرنے کے
لئے بنایا گیا ہو اس کے تین قسم ہین - اسم - فعل - حرف - کیونکہ کلمہ یا تو اپنی
معنی پر بغیر کسی اور کلمہ کے دلالت کریگا یا نہین اگر دلالت نکرے تو حرف ہے
جیسے من و الی وغیرہ اور اگر دلالت کرے تو تین زمانون مین سے کسی
ایک زمانہ سے ملکر پایا جائیگا یا نہین اگر کسی زمانہ سے نہ ملے تو وہ اسم ہے
اور اگر کسی زمانہ سے ملے تو وہ فعل ہے اور اس دلیل حصر سے کلمہ کی
تینون قسمون مین سے ہر ایک قسم کی تعریف معلوم ہوگئی کلام وہ لفظ ہے
جو دو کلمون کو شامل ہو اور ان دونون کے درمیان اسناد بھی ہو یعنی ایک
کلمہ کی نسبت دوسرے کی طرف اس طرح پر ہو کہ مخاطب کو فائدہ تامہ
حاصل ہو اور کلام سوا ے دو صورتون کے کسی اور صورت مین بن نہین سکتا

یا تو دو اسمون سے مرکب ہوگا جیسے زید قائمٌ یا ایک اسم اور ایک فعل سے جیسے قام زید اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی فی نفسہٖ پر دلالت کرے اور کوئی ایک زمانہ اسمین نہ پایا جائے اور اس کے خواص مین سے ایک تو لام تعریف ہے جیسے الرجل اور تنوین جیسے جاء زیدٌ اور بتقدیر حرف جر مضاف ہونا جیسے غلام زید اور مسند الیہ ہونا۔ اسم کی دو قسمین ہین معرب و مبنی معرب وہ اسم مرکب ہے جو مبنی الاصل یعنی ماضی و امر حاضر و حرف کے مشابہ نہو اور حکم اس کا یہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اُسکے آخر کی حالت بدلتی جائے خواہ اختلاف لفظی ہو یا تقدیری جیسے جاء زیدٌ و رأیت زیداً و مررت بزیدٍ و ہٰذا عصاً و رأیت عصاً و مررت بعصاً اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے سبب سے معرب کا آخر بدلے تاکہ وہ اختلاف دلالت کرے اُن معانی پر جو کہ بعد دیگر معرب پر آتے جاتے ہین یعنی وہ اختلاف معرب کے فاعل اور مفعول و مضاف الیہ ہونے کو بتلا دیتا ہے اس کے تین قسم ہین۔ رفع نصب۔ جر۔ رفع فاعلیت کی علامت ہے اور نصب مفعولیت کی اور جر مضاف الیہ ہونے کی۔ عامل وہ ہے کہ جس کے سبب سے ایسے معنی پیدا ہون جو اعراب کو چاہنے والے ہون پس مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف کا اعراب حالت رفع مین ضمہ اور حالت نصب مین فتحہ اور حالت جر مین کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے جاءنی رجلٌ و رأیت رجلاً و مررت برجلٍ و جاءنی طلبۃٌ و رأیت طلبۃً و مررت بطلبۃٍ فائدہ یاد رہے کہ رفع و نصب و جر اعرابی حرکات و حروف کے ساتھ خاص ہین اور حرکات بنائی مین مستعمل نہین ہوتے

ف ۱ و ن تعریف مین اختلاف ہے بعض کہتا ہے کہ حرف تعریف (ال) ہے اور مبرد کہتا ہے کہ ہمزہ مفتوحہ حرف تعریف ہے اور سیبویہ کہتا ہے

بخلاف ضمہ وفتحہ وکسرہ کے کہ اکثر حرکات بنائیہ ہین اور بعض وقت حرکات اعرابیہ ہین مستقل ہوتے ہین اور جمع مونث سالم کا اعراب حالت رفع ہین ضمہ اور حالت نصب وجر ہین کسرہ ہوتا ہے جیسے جاءتنی مسلماتٌ ورائت مسلماتٍ ومررت بمسلماتٍ غیر منصرف کا اعراب حالت رفع ہین ضمہ اور حالت نصب وجر ہین فتحہ ہوتا ہے جاءنی احمدُ ورائت احمدَ ومررت باحمدَ اسماے ستہ مکبرہ یعنی ابوک واخوک وحموک وہنوک وفوک وذومال کہ جسوقت تصغیر نہوا اور واحد ہون اور غیر یاے متکلم کی طرف مضاف ہون تو حالت رفع ہین واو اور حالت نصب ہین الف اور حالت جر ہین یا ہوتا ہے جیسے جاء ابوکَ واخوکَ وحموکَ وہنوکَ وفوکَ وذومالٍ رائت اباک واخاک وحاک وہناک وفاک وذامالٍ ومررت بابیک واخیک وحمیک وہنیک وفیک وذی مالٍ کیونکہ اگر انکی تصغیر کی جاےگی تو تینون حالتون ہین اعراب حرکت کے ساتھ ہوگا جیسے جاءنی اخیک ورائت اخیک ومررت باخیک اور اگر یاے متکلم کی طرف مضاف ہونگے تو تینون حالتون ہین اعراب تقدیری ہوگا جیسے جاءنی ابی ورائت ابی ومررت بابی اور اگر مضاف ہی نہون بلکہ بغیر اضافت کے مستعمل ہون تو اعراب بالحرکت ہوگا جیسے جاء اخٌ ورائت اخاً ومررت باخٍ اور تثنیہ اور لفظ کلا وکلتا جسوقت کہ ضمیر کی طرف مضاف ہون اور اثنان واثنتان کا اعراب حالت رفع ہین الف اور حالت نصب وجر ہین یاے ماقبل مفتوح جیسے جاء رجلان وکلاہما واثنان واثنتان ورائت رجلین وکلیہما واثنین واثنتین ومررت برجلین وکلیہما واثنین واثنتین اور اگر کلا وکلتا اسم

ظاہر کی طرف مضاف ہون تو اعراب تقدیری ہوگا جیسے جاء کلا الرجلین
ورائت کلا الرجلین ومررت بکلا الرجلین۔ اور جمع مذکر سالم اور اولو عشرون
اور اُس کے اخوات یعنی ثلثون واربعون وخمسون وستون وسبعون و
ثمانون وتسعون کا اعراب حالت رفع مین واو ماقبل مضموم اور حالت
نصب وجر مین یاے ماقبل مکسور جیسے جاء مسلمون واولو مالٍ وعشرون
ورائت مسلمین واولی مالٍ وعشرین ومررت بمسلمین واولی مالٍ وعشرین
اعراب تقدیری کے دو مقام ہین ایک تو یہ کہ جہان اعراب لفظ مین
ظاہر نہو سکے جیسے عصًا یعنی الف مقصورہ والا اسم کیونکہ الف قابل حرکت
ہی نہین وغلامی یعنی وہ اسم جو مضاف ہو یاے متکلم کی طرف کیونکہ جب یا کی
مناسبت سے اُس کے ماقبل کو کسرہ آجائیگا تو پھر دوسری حرکت اسپر
کیسے آئیگی۔ پس ان دونون صورتون مین اعراب تینون حالتون مین
مقدر رہے گا جیسے ہذا عصًا وغلامی ورائت عصًا وغلامی ومررت بعصًا و
غلامی اور دوسرا مقام تقدیر اعراب کا یہ ہے کہ جہان اعراب کا لفظ مین
ظاہر کرنا ثقیل ہو جیسے قاضٍ یعنی وہ اسم کہ جسکے اخیر مین یائی ہو اور ماقبل
اسکا مکسور کہ اسمین حالت رفع وجر مین اعراب تقدیری ہے اور حالت نصب
مین لفظی جیسے جاء قاضٍ ورائت قاضیًا ومررت بقاضٍ اور جیسے مسلمیّ یعنی
جمع مذکر سالم جسوقت کہ مضاف ہو یاے متکلم کی طرف تو حالت رفع مین
اعراب تقدیری رہے گا اور حالت نصب وجر مین لفظی جیسے جاء مسلمیّ
ورائت مسلمیّ ومررت بمسلمیّ اور ان دونون تقدیری صورتون کے سوا

سب جگہ اعراب لفظی ہوگا غیر منصرف وہ اسم معرب ہے جس مین نو سببون
مین سے دو سبب پائے جائین یا ایک سبب جو قائم مقام ہو دو سببون کے
وہ نو سبب یہ ہین عدل جیسے عمر وصف جیسے احمر تانیث جیسے طلحہ
معرفہ جیسے زینب عجمہ جیسے ابراہیم جمع جیسے مساجد ترکیب جیسے معدیکرب
الف و نون زائدتان جیسے عمران وزن فعل جیسے احمد غیر منصرف
کا حکم یہ ہے کہ اسپر کسرہ و تنوین نہین آتی اور غیر منصرف کو منصرف کرنا
بسبب ضرورت شعری کے جایز ہے خواہ وزن شعر کی رعایت منظور ہو
جیسے ؎ صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّہَا + صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ
صِرْنَ لَیَالِیَا + مین مصائب جو اصل مین غیر منصرف تھا منصرف ہوگیا
کیونکہ اگر غیر منصرف پڑھین تو متفاعلُ ہوگا جو فروعات متفاعلن سے نہین ہے
خواہ رعایت قافیہ کی جیسے ؎ سلامٌ علی خیر الانام و سیدٍ
حبیب اله العالمین محمدٍ + بشیر نذیر ہاشمی مکرم +
عطوف رؤف من یسمی باحمدٍ + مین احمد کو جو غیر منصرف تھا منصرف
بنا کر کسرہ دیا گیا کیونکہ اگر احمد کی دال کو فتحہ رہتا تو قافیہ مین سید و محمد کی دال
کو جو کسرہ آتا ہے اسکے برخلاف ہو جاتا خواہ زحاف کے واقع ہونے سے بچنا
مقصود ہو جیسے ؎ اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ + ہُوَ الْمِسْکُ مَا
کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ + مین نعمان جو غیر منصرف تھا منصرف بنا کر کسرہ دیا گیا۔
کیونکہ اگر فتحہ باقی رہتا تو زحاف واقع ہوتا یا کسی اور دوسرے اسم منصرف کی
مناسبت سے غیر منصرف کو منصرف کرلین جیسے سلاسلًا و اغلالًا کہ اگر

سلاسلاً جو غیر منصرف ہے اغلالاً کی مناسبت سے منصرف کیا گیا اور وہ سبب جو دو سبب کے قائم مقام ہوتے ہین وہ دو ہین ایک جمع منتہی الجموع دوسرے الف مقصورہ وممدودہ جو تانیث کی علامت ہے عدل اسم کا اپنی اصلی صورت کو چھوڑ کر دوسری صورت مین آنا - اسکے دو قسم ہین اگر اسکی اصلی صورت کے چھوڑنے پر کوئی دلیل خارجی قائم ہو تو وہ عدل تحقیقی ہے جیسے ثلث ومثلث کہ اسمین تین تین کے معنی ہین تو معنی مین تکرار ہوئی اور جب معنی مین تکرار ہوئی تو لفظ مین بھی تکرار ہونا ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اصل مین ثلثہ ثلثہ تھا اور اُخر کہ جمع ہے اُخری کی جو مونث ہے آخر کا اور چونکہ یہ اسم تفضیل ہے تو اسکا استعمال یا تو الف لام کے ساتھ ہونا چاہئے یا من کے ساتھ یا اضافت کے ساتھ اور جب ان تینون مین سے یہان کوئی بھی نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اصل مین الاخر تھا یا اُخَر من وجُمَع کہ یہ جمع ہے جمعاء کی جو مونث ہے اجمع کا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب صفت مونث فعلاء کے وزن پر ہو اور اس کا مذکر افعل کے وزن پر ہو اگر وہ صفت ہو تو اس کے جمع فُعْل بسکون عین کے وزن پر آتے ہین اور اگر اسم ہو تو فعالی یا فعلاوات کے وزن پر تو اس قاعدہ کے موافق اسکا وزن جُمْع بسکون میم چاہئے تھا یا جماعی وجمعاوات اور جب انمین سے کوئی بھی نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اصل مین جُمْع بسکون میم تھا یا جماعی وجمعاوات اور اگر اصلی صورت کو چھوڑنے پر دلیل قائم نہو تو وہ عدل تقدیری ہے جیسے عُمَر و زُفَر کہ جس وقت عربون کو دیکھا کہ انکو غیر منصرف پڑھتے ہین اور غیر منصرف کے سبب دو چاہئیں پس

معدولاش کے اسمین ایک سبب علمیت نکلا اور دوسرا کوئی سبب نہ تھا تو
اُنکے قول کے نباہنے کے لیئے عدل تقدیری نکال کر ٹھہرالیا کہ عمر اصل مین
عامر تھا اور زفر زافر تھا اور جو صیغہ کہ وزن پر فَعَالِ کے ہو اور علم ہو ذات
مونث کا اور اس کے آخر مین (ر) نہو جیسے قطام تو وہ بنی تمیم کے پاس
غیر منصرف ہے اور (ر) والون پر قیاس کرکے اسمین بھی عدل کا لحاظ
کیا ہے کہ قطام معدول ہے قاطمہ سے اگرچہ تقدیر عدل کی اسمین کوئی ضرورت
نہین اور اہل حجاز کے پاس یہ مبنی ہے وصف اسم کا ایک ایسی ذات
مبہم پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ لحاظ کی گئی ہو شرط اسکی یہ ہے کہ
واضع نے اسکو اصل مین صفت کے لیئے وضع کیا ہو خواہ استعمال مین وہ
صفت اصلی باقی رہے یا نرہے پس اگر اصل مین صفتی معنی رکھتا ہو اور بعد
استعمال مین اسپر اسمیت غالب آجائے تو اس صفت اصلی مین کوئی نقصان
نہین آتا اسلیئے مررت بنسوۃ اربع مین اربع باوجود اس بات کے کہ
وزن فعل ہے اور صفت بھی غیر منصرف نہین کیا گیا کیونکہ اسمین جو صفت ہے
وہ صفت اصلی نہین ہے بلکہ عارضی ہے اور اسود جو نام ہے سیاہ سانپ
کا اور ارقم خالدار سانپ کا اور ادہم جو نام ہے بیڑی کا یہ تینون وزن فعل
مین اور صفت اگرچہ صفت بسبب غلبۂ اسمیت کے زائل ہوگئی ہے تو بھی چونکہ
اصل وضع مین صفت کے لیئے مقرر کی گئی ہے اسلیئے اس صفت اصلی کے
لحاظ سے غیر منصرف ہین اور افعی جو نام ہے سانپ کا اور اجدل جو نام ہے
شکرہ کا اور اخیل جو نام ہے نقطہ دار پرندہ کا ان کو غیر منصرف پڑھنا ضعیف ہے

ہے کیونکہ افعی کو فعوہ سے جو بمعنی شرارت ہے مشتق لیکر صفت قرار دینا
اور اجدل کو جدل سے جو بمعنی قوت ہے مشتق لینا اور اخیل کو خال سے مشتق لینا
یقینی طور سے ثابت نہین اس لئے غیر منصرف پڑھنا ضعیف ہے اور
چونکہ اسم مین اصل منصرف ہونا ہے اس منصرف پڑھنے کو رجحان حاصل
ہے تانیث اسکی دو قسم ہین ایک تانیث لفظی جو تا کے ساتھ ہو جسکی شرط
صرف علمیت ہے دوسرے تانیث معنوی اسکی دو شرط ہین ایک تو علمیت
اور دوسری وہ شرط کہ جس کے سبب سے غیر منصرف پڑھنا لازم ہوتا ہے
ان تین باتون مین سے ایک کا ہونا ہے یا تو تین حرف سے زیادہ ہو
یا نہین تو متحرک الاوسط ہو یا نہین تو عجمہ ہو حاصل یہ کہ تانیث لفظی مین صرف
علمیت کے ہونے سے غیر منصرف کا حکم آجاتا ہے اور تانیث معنوی مین علمیت اور دوسرے ان تین امر مذکورہ مین سے کسی ایک
کے علمیت کے ساتھ پائے جانے سے غیر منصرف ہوتی ہے پس ہندؔ کو منصرف
بھی پڑھ سکتے ہین اور غیر منصرف بھی منصرف اس لئے کہ شرط وجوبی تانیث
معنوی کے یعنی امور ثلثہ سے کسی ایک کا ہونا) یہان نہین ہے اور
غیر منصرف اس لئے کہ دو سبب موجود ہین تانیث و علمیت اور زینب
و سقر و ماہ و جور غیر منصرف ہین کیونکہ زینب مونث معنوی ہے اور اسمین
علمیت بھی پائی جاتی ہے اور تین حرف سے زیادہ بھی ہے اور سقر مین
علمیت بھی ہے کہ نام ایک طبقہ کا ہے جہنم کے اور دوسرے متحرک الاوسط
بھی ہے اور ماہ و جور دو نو علم ہین کہ نام ہین دو شہر کے اور دوسرے عجمہ
اگر کسی مذکر کا نام مونث معنوی کے ساتھ رکھدین تو اس کے غیر منصرف

ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین حرف سے زیادہ ہونی چاہیئے پس قدم
جس وقت کہ مذکر کا نام رکھا جاوے تو منصرف ہے کیونکہ تین حرف سے
زیادہ نہین ہے - اور عقرب غیر منصرف ہو جاوے گا کیونکہ تین حرف سے
زیادہ ہے معرفہ شرط اسکی یہ ہے کہ علم ہو عجمہ یعنی وہ لفظ جس کو غیر عرب
نے وضع کیا ہو شرط اول اسکی یہ ہے کہ وہ عجمی زبان ہی مین علم ہو اور
دوسری شرط متحرک الاوسط ہے یا یہ کہ تین حرف سے زیادہ ہو پس نوح
منصرف ہے کیونکہ علم تو ہے مگر دوسری شرط نہین پائی جاتی نہ متحرک الاوسط
اور نہ تین حرف سے زیادہ اور شُتُر دیار بکر مین ایک قلعہ کا نام ہے غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین علمیت بھی
ہے اور متحرک الاوسط بھی ہے - اور ابراہیم بھی غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین
علمیت ہے اور تین حرف سے زیادہ ہے - جمع شرط اسکی یہ ہے کہ
منتہی الجموع کا صیغہ ہو - یعنی وہ صیغہ جمع کا کہ الف جمع کے بعد دو حرف
ہون یا تین حرف ہون کہ اُس کا درمیانی حرف ساکن ہو یا ایک ہی حرف
ہو مگر مشدد اور اخیر مین اُس کے تاء نہ ہو مراد منتہی الجموع سے یہ ہے کہ
ایسی جمع کہ جسکی پھر دوبارہ جمع مکسر نہو سکے خواہ وہ ایک ہی دفعہ جمع کیا
گیا ہو یا دو دفعہ جیسے مساجد کہ اسمین الف جمع کے بعد دو حرف ہین اور جیسے
مصابیح کہ اس مین الف جمع کے بعد تین حرف ہین اور ساکن الاوسط ہے
اور فرازنہ منصرف ہے کیونکہ اگرچہ منتہی الجموع کے وزن پر ہے مگر اسکے
اخیر مین تا آگئی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضاجر علم جنس ہے ضبع
کا کہ واحد و کثیر دونون پر بولا جاتا ہے اور اسمین جمع کے معنی نہین پائے جاتے

پس اس کو منصرف پڑھنا چاہیئے حالانکہ غیر منصرف پڑھتے ہین ابن حاجب
نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ حضاجر جسوقت ضبع کا علم ہو تو غیر منصرف ہے کیونکہ
منقول عن الجمع ہے یعنی اصل مین جمع ہے حضجر کی جسکے معنی ہین بزرگ شکم والا
چونکہ کفتار کا بھی پیٹ بڑا ہوتا ہے اسلئے اس کا بھی یہی نام رکھا گیا پس
اس مین اگرچہ بالفعل جمعیت نہین پائی جاتی مگر اصل مین تو جمعیت ہے
حاصل یہ ہوا کہ جمعیت کے دو قسم ہین ایک جمعیت اصلیہ دوسرے جمعیت
حالیہ اور جو غیر منصرف مین معتبر ہے وہ جمعیت اصلیہ ہے پھر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ سراویل اسم جنس ہے واحد وکثیر دونون پر بولا جاتا ہے نہ اسمین
جمعیت حالیہ ہے اور نہ جمعیت اصلیہ پھر اسکو غیر منصرف کیون پڑھتے ہین
اس کا جواب صاحب کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ اگر اسکو غیر منصرف
پڑھین جیسا کہ اکثر استعمال مین ہے تو بعض کے پاس اسم عجمی ہے اور
وزن جمع پر حمل کیا گیا ہے یعنی اگرچہ اسمین نہ جمعیت حالیہ ہے نہ اصلیہ مگر
چونکہ وزن جمع منتہی الجموع کا ہے اس لئے غیر منصرف پڑھا گیا اور بعض
کہتے ہین کہ اسم عربی ہے مگر چونکہ یہ غیر منصرف پڑھا جاتا ہے اس لئے
سروالہ کی جمع قرار دیا گیا ہے اور اگر منصرف پڑھین تو اسمین کوئی جھگڑا
نہین ہے۔ اور جو جمع منقوص کہ وزن پر فواعل کے ہو یائی ہو یا واوی
جیسے جواری و دواعی حالت رفع اور جر مین باعتبار صورت کے یا حذف
ہونے اور تنوین داخل ہونے مین مانند قاضی کے ہے لیکن حالت نصب
مین (ی) متحرک اور مفتوح بلا تنوین ہی رہیگی جیسے جاءتنی جوار و رأیت

حالت نصب مین چونکہ صیغہ منتہی الجموع کا پورا جمعیت کے معنی کے ساتھ پایا جاتا ہے اس لئے غیر منصرف ہونے مین کوئی کلام نہین اور حالت رفع وجر مین چونکہ وزن جمع پر نہین ہے اسلئے غیر منصرف ہونے مین اختلاف ہے

جو اری مررت بجوار ترکیب یعنی دو یا دو سے زیادہ کلمونکا ایک کلمہ بن جانا بغیر کسی حرف کے جز، واقع ہونے کے شرط اسکی یہ ہے کہ علم ہو اور نسبت اضافی و اسنادی نہو جیسے بعلبک کہ نام ہے کسی شہر کا اور مرکب ہے بعل سے جو ایک بت کا نام ہے اور بک سے جو صاحب شہر کا نام ہے دونون ملکر ایک اسم واحد کر لئے گئے اور اُنمین نہ نسبت اضافی ہے اور نہ اسنادی **الف و نون زائدتان** اگر اسم مین پائی جائین تو شرط اسکی یہ ہے کہ علم ہو جیسے عمران اور اگر صفت مین پائے جائین تو بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اسکا مونث وزن پر فعلانہ کے نہونی چاہیئے اور بعض کہتے ہین کہ اسکا مونث فعلی کے وزن پر ہونی چاہیئے اس لئے رحمان مین اختلاف ہے جو لوگ کہتے ہین کہ مونث فعلانۃ کے وزن پر نآئے تو غیر منصرف ہے اُن کے پاس یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث رحمانۃ نہین آیا اور جو لوگ یہ کہتے ہین کہ مونث فعلی کے وزن پہ آوے تو غیر منصرف ہی اور چونکہ اسکا مونث رحمی نہین آیا ہے اس لئے اُنکے پاس منصرف ہے بخلاف سکران کے کہ یہ سب کے پاس غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث سکری ہے نہ سکرانۃ اور ندمان سب کے پاس منصرف ہے کیونکہ اسکا مونث ندمانۃ ہی نہ ندمی یہ اُس صورت مین ہے کہ جسوقت ندمان معنی مین ندیم کے ہو اور اگر معنی مین نادم کے ہو تو سب کے پاس منصرف ہی کیونکہ مونث اسکا ندمی ہے نہ ندمانۃ **وزن فعل** شرط اسکی یہ ہے کہ اسم فعل کے جس وزن پر ہے وہ وزن خاص فعل کا ہو جیسے شَمَّرَ و ضُرِبَ

که شمّر نام گھوڑے کا ہے اور ضُرِبَ نام کسی شخص کا اور یہ دونوں صیغے
خاص فعل کے ہین یا یہ که وزن فعل کے اول حروف اتین مین سے کوئی
ایک حرف ہو اور اس کے اخیر مین (ة) نا آئی ہو اس وجہ سے احمر
غیر منصرف ہے کیونکہ اس کے ابتدا مین الف آیا ہے اور آخر مین
(ة) نہین آئی ہے اور یعملٌ منصرف ہے کیونکہ اسکا مونث یعملة ہے۔

(ف) جس اسم غیر منصرف مین علمیت موثرہ ہو یعنی وہ علمیت جو غیر منصرف
کو غیر منصرف بنانے والی ہو خواہ مستقل ایک سبب ہو یا کسی اور سبب
کی شرط ہو جس وقت اس اسم کو نکرہ کر دینگے تو منصرف ہو جائیگا کیونکہ
یہ ظاہر ہو چکا ہے که علمیت موثرہ ہو کر نہین پائی جاتی مگر اس سبب مین که
جہان علمیت شرط ہے یعنے (تانیث لفظی یا معنوی عجمہ ترکیب الف
نون زائدتان) سواے عدل و وزن فعل کے که اس مین علمیت موثرہ ہوتی ہے
مگر شرط نہین ہے عدل و وزن فعل دونون باہم ضد ہین پس علمیت کے ساتھ
ان دونون مین سے کوئی ایک پایا جائیگا یعنی وزن فعل ہو گا تو عدل
نہوگا یا عدل ہوگا تو وزن فعل نہوگا حاصل اسکا یہ ہوا که اسم غیر منصرف دو
طرح پر ہے ایک تو یہ که اسمین علمیت شرط ہو کر پائی جاے اور دوسرا
یہ که علمیت موثرہ ہو شرط نہو پہلی صورت مین جس وقت وہ اسم نکرہ کر دیا
جاے گا تو منصرف ہو جاے گا کیونکہ جس وقت علمیت چلی جاے گی تو
دوسرا سبب بھی جو شرط تھا علمیت کا موافق اذا فات الشرط فات المشروط
کے چلا جاے گا دوسری صورت مین جس وقت اسم کو نکرہ کر دینگے تب بھی

منصرف ہوجائے گا کیونکہ بسبب نکرہ ہونے کے جسوقت علمیت زائل ہو
ہوجائیگی تو ایک سبب باقی رہجائیگا اور وہ ایک سبب غیر منصرف ہونے
کے لئے کافی نہین ہے۔ اور جو صفت کا صیغہ کہ وصفی معنی رکھتا ہو اور
پھر علم ہوجاسے اور پھر نکرہ ہو تو بعد نکرہ ہونے کے منصرف وغیر منصرف
پڑھے جانے مین اختلاف ہے سیبویہ کہتا ہے کہ غیر منصرف پڑھنا چاہیے
کیونکہ جسوقت علم بنایا گیا تو صفت جو اسکے ضد تھی وہ زائل ہوگئی اور جب
نکرہ کیا گیا تو وہ صفت زائل شدہ کا اعتبار کرکے غیر منصرف پڑھنی چاہیے
کیونکہ صفت اصلیہ کا لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہ رہا اخفش کہتا ہے
کہ صفت علمیت کے سبب سے زایل ہوئی اور علمیت بوجہ تنکیر کے اور زایل
شدہ چیز کو بغیر ضرورت کے لحاظ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اگر صفت
اصلیہ کے لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہو تو اسکے لحاظ کرنے کا کوئی باعث
بھی نہین ہے حالانکہ اسم مین اصل انصراف ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جیسا سیبویہ نے تنکیر کے بعد صفت اصلی کا لحاظ کرلیا ہے ویسا ہی اسکو
لازم ہے کہ حالت علمیت مین بھی اُس صفت اصلیہ کا لحاظ کرکے غیر منصرف
پڑھے جیسے حاتم وغیرہ اسکا جواب مصنف نے اسطرح سے دیا ہے کہ
سیبویہ کو یہ لازم نہین آتا کہ حالت علمیت مین بھی صفت اصلیہ کا لحاظ کرے
کیونکہ اس صورت مین دو متضاد چیزون کا ایک ہی حکم مین لحاظ کرنا لازم
آتا ہے اور یہ ناجائز ہے اور سیبویہ نے جو احمر مین صفت اصلیہ کا لحاظ لیا
ہے تو تنکیر کے بعد ہے نہ حالت علمیت مین اور رہا اسم غیر منصرف جسوقت

اسپر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو کسی اور اسم کی طرف تو منصرف ہو کر
اُسکو کسرہ آتا ہے جیسے بالاحمد۔ وجاء احمدکم مرفوعات۔ فوع وہ اسم ہے
جو فاعلیت کی علامت کو شامل ہو خواہ وہ علامت ضمہ ہو جیسے زیدٌ قائمٌ یا واؤ
جیسے جاء ابوک یا الف جیسے جاء رجلان۔ مرفوعات میں سے ایک فاعل ہے
اور وہ وہ اسم ہے کہ جسکے طرف فعل یا شبہ فعل کی اسناد کی گئی ہو اور وہ
فعل یا شبہ فعل اس اسم کے پہلے آیا ہو اسطرح سے کہ وہ فعل یا شبہ فعل
قائم ہو اس اسم سے جیسے قام زیدٌ کہ اسمیں قام جو فعل ہے قائم ہوا ہے زید
سے اور جیسے زید قائمٌ ابوہ کہ اسمیں قائم جو شبہ فعل ہے قائم ہوا ہے ابوہ
سے اور اصل فاعل کی یہ ہے کہ فعل کے بعد بغیر فاصلہ کے متصل ذکر ہو
اس لئے ضرب غلامہ زید کہنا صحیح ہے اگرچہ اسمیں (ہ) کا مرجع جو زید ہے
باعتبار لفظ کے متاخر ہے لیکن رتبۃً اور معنی کے لحاظ سے مقدم ہے پس
اس قسم کا اضمار جسکو اضمار قبل الذکر لفظاً کہتے ہیں جائز ہے اور ضرب غلامہ
زیداً کہنا ناجائز ہے کیونکہ (ہ) کا مرجع جو زید ہے باعتبار لفظ کے بھی موخر
ہے اور باعتبار رتبہ کے بھی پس اضمار قبل الذکر لفظاً و رتبۃً ناجائز ہے۔
فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا چار صورتوں میں واجب ہے۔ ایک تو یہ کہ
فاعل اور مفعول میں لفظاً اعراب نہ ہو اور قرینہ بھی نہ ہو جیسے ضرب موسیٰ
عیسیٰ۔ دوسرے یہ کہ فاعل ضمیر متصل ہو جیسے ضربت زیداً۔ تیسرے یہ کہ
فاعل کا مفعول بعد الا کے واقع ہو جیسے ما ضرب زیدٌ الا عمراً چوتھے یہ کہ
فاعل کا مفعول ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو الا کے معنی دیتا ہو جیسے

انما ضرب زیدٌ عمراً - اور مفعول کو وجوباً فاعل پر مقدم کرنے کی بھی چار صورتیں
ہین - اول یہ کہ مفعول کی ضمیر فاعل سے متصل ہو جیسے ضرب زیداً غلامہ
دوم یہ کہ فاعل بعد الا کے واقع ہو جیسے ماضرب عمراً الا زیدٌ سوم یہ کہ
فاعل ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو اِلّا کے معنی دیتا ہو جیسے انما ضربَ
عمراً زیدٌ چہارم یہ کہ مفعول فعل سے متصل ہو اور فاعل ضمیر متصل نہ ہو جیسے
ضربک زیدٌ - کبھی فعل کو قرینہ قائم ہونے کی صورت مین جوازاً حذف
کردیتے ہین یعنی سوال محقق یا مقدر کے جواب مین جیسے کوئی شخص کہے
مَنْ قَامَ تو اس کے جواب مین کہتے ہین زیدٌ یعنی قام زیدٌ اور جیسے
اس مصرع مین ؏ لیُبکَ یزیدُ ضارعٌ لخصومتہٖ ۔ کہ ضارع کا فعل
یبکیہ سوال مقدر کے جواب مین حذف ہوا ہے یعنی من یبکیہ
اسے ضارع اور کبھی فعل کو وجوباً حذف کردیتے ہین جس مقام مین
کہ فعل حذف کیا گیا ہو اور پھر ابہام رفع کرنے کے لئے اُس کی تفسیر کی
گئی ہو جیسے اس آیۂ مجید مین وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ کہ یہ
اصل مین ان استجارک احدٌ من المشرکین استجارک تھا احدٌ کا فعل جو
استجارک اول ہے حذف کردیا گیا اور استجارک ثانی سے اسکی تفسیر
کی گئی اور وجوب حذف اس لئے ہے کہ مفسر قائم مقام ہو گیا ہے مفسَّر کے
اور کبھی فعل و فاعل دونون حذف کردیے جاتے ہین جیسے نعم اس
شخص کے جواب مین جو اقام زیدٌ کہے تنازع الفعلان جس مقام مین
کہ پہلے دو فعل ذکر کیے جائین اور ان کے بعد ایک اسم ظاہر ہو اور ان

دونون فعلون کا تنازع واقع ہو اس اسم ظاہر مین یعنی ان دونون فعلون مین سے ہر ایک فعل اُس اسم ظاہر کو اپنا معمول بنانا چاہے تو اس کی چار صورتین ہین اول یہ کہ فاعلیت مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانا چاہے جیسے ضربنی واکرمنی زیدٌ دوم یہ کہ مفعولیت مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے جیسے ضربت واکرمت زیداً سوم یہ کہ فاعلیت و مفعولیت مین تنازع ہو یعنی پہلا فعل اُس اسم کو اپنا فاعل بنانا چاہے اور دوسرا فعل اُسکو اپنا مفعول جیسے ضربنی اکرمتُ زید چہارم یہ کہ مفعولیت و فاعلیت مین تنازع ہو یعنی پہلا فعل اُس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور دوسرا فعل اسکو اپنا فاعل جیسے ضربتُ و اکرمنی زید بصریین فعل ثانی کے عمل دینے کو مختار جانتے ہین اگرچہ فعل اول کو عمل دینا بھی جائز ہے اور کوفیین فعل اول کے عمل دینے کو مختار جانتے ہین اگرچہ فعل ثانی کو عمل دینا بھی جائز ہے پس اگر موافق مذہب بصریین کے فعل ثانی کو عمل دین تو فعل اول کو دیکھنا چاہیے کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہے تو اس فعل مین اسم ظاہر کے موافق فاعل کی ضمیر لانا چاہیے اور ضمیر کو حذف نکرنی چاہیئے بخلاف کسائی کے کہ وہ فاعل کی ضمیر کو حذف کر دیتا ہے اس بنا پر بصریین کے موافق ضرباني واکرمني الزیدان کہنا ہوگا اور موافق کسائی کے ضربني واکرمني الزیدان اور فراء کہتا ہے کہ جب پہلا فعل فاعل کو چاہے تو اُس صورت مین فعل ثانی کو عمل دینا

ناجائز ہے کیونکہ فعل ثانی کو عمل دینے مین یا تو بصریین کے موافق
اضمار قبل الذکر لازم آئے گا - یا کسائی کے موافق فاعل کو حذف
کرنا ہوگا پس ایسی حالت مین فعل اول کو عمل دینا واجب ہے تا ان
دونون قباحتون سے بچ رہین جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر
پہلا فعل مفعول کو چاہتا ہے اور وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو مفعول کو حذف کرنا
چاہئے جیسے ضربت واکرمنی زیدٌ اور اگر افعال قلوب سے ہو تو مفعول
کو ظاہر کرنا چاہئے جیسے حسبنی منطلقاً وحسبت زیداً منطلقاً کہ اسمین حسبنی کا
دوسرا مفعول یعنی پہلا منطلقاً ظاہر کیا گیا کیونکہ افعال قلوب کے مفعولون مین
سے کسی مفعول کو حذف کرنا اور مفعول مین اضمار قبل الذکر دونون ناجائز ہین
اور اگر موافق کوفیین کے فعل اول کو عمل دین تو فعل ثانی کو دیکھنا چاہئے
کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہتا ہے تو فعل ثانی مین فاعل کی
ضمیر لانی چاہئے جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر مفعول کو چاہتا ہے اور
وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو فعل ثانی مین مفعول کی ضمیر لانا اور حذف
کرنا دونون جائز ہین مگر مختار یہ ہے کہ ضمیر لائین جیسے ضربنی واکرمته زیدٌ
اگرچہ ضربنی واکرمت زیدٌ جائز ہے اور اگر ضمیر لانے اور حذف کرنے سے
کوئی مانع ہو یعنی مثلاً وہ فعل افعال قلوب سے ہو تو مفعول کو ظاہر کرنا واجب
ہے جیسے حسبنی وحسبتهما منطلقین الزیدان منطلقاً کہ اسمین حسبنی کو عمل دیکر
الزیدان کو اسکا فاعل بنایا اور منطلقاً کو اسکا مفعول اور حسبتهما مین پہلے مفعول
کو مضمر کیا اور اسکے دوسرے مفعول منطلقین کو ظاہر کیا اور چونکہ کوفیین نے

فعل اول کو عمل دینے کے مختار ہونے پر امرا القیس کے قول سے جو

ولو انما اسعی لادنی معیشة + کفانی ولم اطلب قلیل من المال

ہے اسطرح سے استدلال کیا تھا کہ اس شعر مین کفانی ولم اطلب دو فعل ہین جو قلیل من المال مین تنازع کرتے ہین اور پہلا فعل اسکو اپنا فاعل بنانا چاہتا ہے اور دوسرا فعل اپنا مفعول تو امرا القیس نے جو افصح شعرار عرب سے ہے فعل اول یعنی کفانی کو عمل دیکر قلیل من المال کو اسکا فاعل قرار دیا پس اگر فعل اول کو عمل دینا مختار نہوتا تو ایسا فصیح شاعر غیر مختار کو کیون اختیار کرتا مصنف نے بصریین کی طرف سے جواب دیا ہے کہ کفانی ولم اطلب قلیل من المال تنازع الفعلین کی قسم سے نہین ہے ورنہ معنی بگڑ جاتے ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ (لو) اگر فعل مثبت پر داخل ہو خواہ وہ شرط ہو یا جزاء یا شرط وجزار پر کوئی اسم معطوف ہو تو اسکو منفی کر دیتا ہے اور اگر منفی پر داخل ہو تو اسکو مثبت کر دیتا ہے تو اس قاعدہ کے موافق چونکہ یہان اسعی وکفانی پر جو فعل مثبت ہین لو داخل ہوا ہے اسلئے اسعی کے معنی عدم سعی اور کفانی کے معنی عدم کفایت کے ہونگے اور چونکہ لم اطلب فعل منفی پر بھی لو داخل ہوا ہے کیونکہ کفانی پر معطوف ہے تو اسکے معنی طلب کے ہونگے حاصل معنی یہ ہوگا کہ تھوڑی معیشت کے لئے مین نے کوشش نکی اور مجھے تھوڑا مال بس نہوا اور مین نے تلاش کی یہ معنی باہم منافی ہین پس اس شعر مین تنازع واقع نہین ہوا بلکہ قلیل من المال فاعل ہے کفانی کا اور لم اطلب کا مفعول محذوف ہے یعنی لم اطلب الغنی والمجد جیسا کہ اس کے پیچھے آنیوالے شعر سے معلوم ہوتا ہی

ولکنما اسعی لمجد موثل ✣ وقد یدرک المجد المؤثل امثالی ✣ حاصل معنی اسکا یہ ہے مین پائدار بزرگی کے حاصل کرنے مین کوشش کیا کرتا ہون اور مجھ جیسے لوگ ایسے ہی بزرگی کو حاصل کیا کرتے ہین **مفعول مالم یسم فاعلہ**۔ وہ مفعول ہے کہ جسکا فاعل محذوف ہوا ور وہ مفعول اُس فاعل کی جگہ مین رکھدیا جاسے شرط اسکی یہ ہے کہ معروف کے صیغہ کو خواہ وہ ماضی ہو یا مضارع مجہول بنالین جیسے ضَرَبَ زیدٌ عمراً مین ضرب عمرٌ و لضرب زیدٌ عمراً مین یضرَبُ عمرٌ اور علمت یعنی دو مفعول کو چاہنے والے فعل کا دوسرا مفعول و اعلمتُ یعنی تین مفعول کو چاہنے والے فعل کا تیسرا مفعول مفعول مالم یسم فاعلہ نہین بن سکتا کیونکہ علمت کی دوسرے مفعول کی اسناد پہلے مفعول کی طرف اسناد تام ہے پس اگر فعل کی بھی اسناد تام اسکی طرف ہو تو اسکا مسند و مسندالیہ ہونا ایک حالت مین لازم آتا ہے یہی حال اعلمت کے تیسرے مفعول کا ہے پس علمت زیداً فاضلاً مین عُلِمَ زیدٌ فاضلاً ہوگا نہ عُلِمَ فاضلٌ زیداً اور اعلمت زیداً عمراً فاضلاً مین اُعْلِمَ زیدٌ عمراً فاضلاً یا اُعْلِمَ عمرٌ زیداً فاضلاً ہوگا نہ اُعْلِمَ فاضلٌ زیداً عمراً اور مفعول لہ و مفعول معہ بھی نائب فاعل نہین بن سکتے کیونکہ مفعول لہ مین نصب کا ہونا ضروری ہے اور نائب ہونے سے نصب جاتا رہے گا اور مفعول معہ مین واو ہونا ضروری ہے اور واو کے ہوتے ہوے فاعل کی جگہ مین آنہین سکتا کیونکہ واو انفصال پر دلالت کرتا ہے اور فاعل اتصال پر اور جہان کہین کہ مفعول بہ اور دوسرے اُن مفعولون کے ساتھ پایا جاسے جو مفعول مالم یسم فاعلہ بن سکتے ہین تو وہان

مفعول بہ ہی مفعول مالم یسم فاعلہ بنے گا - کیونکہ مفعول بہ فاعل کے ساتھ
زیادہ مشابہ ہے پس ضرب عمرو زیدا یوم الجمعۃ امام الامیر ضربا شدیدا فی دارہ
مین ضُرِبَ زیدٌ یومَ الجمعۃ امام الامیر ضربا شدیدا فی دارہ ہوگا اور اگر مفعول بہ نہو
اور دوسرے مفعول پائے جائین تو سب برابر ہین جسکو چاہین مفعول مالم یسم
فاعلہ بنالین اور اعطیت مین یعنی وہ فعل جو دو مفعول کو چاہتا ہو اور دوسرا مفعول اُس
پہلے مفعول کا غیر ہو تو ایسے فعل کے پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا اولی
ہے بہ نسبت دوسرے مفعول کے کیونکہ پہلے مفعول مین فاعلیت کے
معنی پائے جانے کے سبب سے فاعل کے مشابہ ہے پس اعطیت زیداً
درہماً مین اُعطِیَ زیدٌ درہماً کہنا بہتر ہے بہ نسبت اُعطِیَ درہمٌ زیداً کے - اور
مرفوعات مین سے **مبتدا و خبر** بھی ہین **مبتدا** وہ اسم ہے جو عوامل لفظی سے
خالی ہو اور مسند الیہ ہو یا ایسا صفت کا صیغہ جو حرف نفی یا استفہام کے
بعد واقع ہو اور اپنے مابعد کے اسم ظاہر کو رفع دے جیسے زیدٌ قائمٌ مثال
مبتدا کے پہلے قسم کی ما قائمٌ الزیدان و اقائم الزیدان مثال ہے اُس صفت
کے صیغہ کی جو حرف نفی و استفہام کے بعد آیا ہے اگر صفت کا صیغہ اپنے
مابعد کے اسم مفرد کے موافق ہو یعنی صفت کا صیغہ بھی واحد ہو اور اسکے
مابعد کا اسم بھی واحد ہو تو وہان دونو وجہ جائز ہین یعنی صفت کو مبتدا بنا دین
اور اسکے مابعد کو اسکا فاعل قائم مقام خبر اور صفت کو خبر مقدم اور مابعد کو
مبتدا موخر پس یہان تین صورتین نکلتی ہین اول اقائمان الزیدان اسمین الزیدان
مبتدا اور اقائمان خبر مقدم دوم اقائم الزیدان اسمین الزیدان صفت کا فاعل

معنی ابتدا ... جزو دوم ... اور بعض نحوی کہتے ہین ابتدا عامل ہے ... سیبویہ کی طرف بھی منسوب ہے اور بعض کہتے ہین کہ مبتدا عامل ہے خبر مین

ہوگا قائم مقام خبر سوم اقائم زید اسمین دونون وجہ جائز ہین جیسا ابھی گذرا خبر وہ اسم ہے
جو عوامل لفظی سے خالی ہوا ور مسند بہ ہوا ور وہ صفت کا صیغہ نہو جو مبتدا کی تعریف مین
مذکور ہوا ہے اصل مبتدا کی یہ ہے کہ خبر سے پہلے ہو اسلئے فی دارہ زید کہنا صحیح ہے
کیونکہ (ہ) کا مرجع زید اگرچہ لفظا مین موخر ہے مگر رتبۃً مقدم اور صاحبہا فی الدار کہنا
ناجائز ہے کیونکہ ہا کا مرجع جو دار ہے لفظاً بھی موخر ہوا ور رتبۃً بھی جو نادرست ہے اور
مبتدا کی اصل معرفہ ہے مگر کبھی نکرہ بھی مبتدا بنجاتا ہے جسوقت کہ کسیطرح
سے اسمین خصوصیت پیدا ہوجاے مثلاً نکرہ موصوف ہو کسی صفت سے
جیسے ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ یہین عبد شامل تھا مومن اور کافر
دونون کو جسوقت کہ موصوف ہوا مومن سے تو اسمین خصوصیت آگئی
یا یہ کہ نکرہ حرف استفہام و یا تردید کے ساتھ مذکور ہو جیسے ارجلٌ فی
الدار ام امراۃ کہ متکلم جانتا ہے کہ کوئی ایک ان دونون مین سے گھر مین
ہے مگر یہ نہین جانتا کہ خاص وہ مرد ہی ہے یا عورت تو گویا متکلم دو معلوم
چیزونمین سے ایک کی تعیین کا سوال کرتا ہے پس رجلٌ اور امرۃٌ دونونمین تخصیص آگئی یا یہ کہ نکرہ حرف
نفی کے بعد واقع ہو جیسے ما احدٌ خیرٌ منک کیونکہ نکرہ جب نفی مین آتا ہے تو فائدہ استغراق کا دیتا ہے یعنی نفی تمام افراد
کو گھیر لیتی ہے تو گویا تمام افراد حکم مین مرد احد کے ہین اسپر نفی کا حکم کیا گیا ہے یا یہ کہ نکرہ جو مبتدا
واقع ہوا ہے وہ دراصل فاعل ہوا ور فاعل مین تخصیص پیدا ہونیکے سبب سے اس نکرہ مین خصوصیت
آجاے جیسے شرٌّ اھرّ ذاناب کہ استعمال کیا جاتا ہے جگہ مین ما اھرّ ذاناب الا شرٌّ کے اور
شرٌّ مین ما و الا کے بعد آنیکی وجہ سے تخصیص آگئی ہے اس سبب سے شرٌّ اھرّ ذاناب
مین بھی خصوصیت آگئی یا یہ کہ خبر کے مقدم ہونے سے مبتدا

ہین خصوصیت آجاے جیسے فی الدار رجل یا یہ کہ نکرہ مین متکلم کی طرف
منسوب ہونے کے سبب سے خصوصیت آجاے جیسے سلامٌ علیک
کہ اصل مین سلمتُ سلامًا تھا فعل کو حذف کرکے سلامٌ کو رفع دیا گیا تاکہ دوام
و استمرار پر دلالت کرے پس گویا سلام کرنے والا کہتا ہے کہ سلامی ای
سلامٌ من قبلی علیک اور خبر کبھی جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زیدٌ ابوہ قائم اور
کبھی فعلیہ جیسے زیدٌ قام ابوہ اور خبر مین ایک ایسی ضمیر چاہیے جو مبتدا کی
طرف راجع ہو اور کبھی اس ضمیر کو حذف بھی کر دیتے ہین جیسے البرّ الکرُّ
بستین درہمًا والثمن منوان بدرہم ای الکر منہ ومنوان منہ اور جسوقت کہ خبر
ظرف ہو تو اکثر نحوئین یعنی بصریین کے پاس جملہ مقدر رہتا ہے اور بعض یعنی
کوفیین کہتے ہین کہ اسم مفرد مقدر ہے وجہ اکثر کی یہ ہے کہ ظرف کے لئے
ایک ایسا متعلق چاہیے جو اس ظرف مین عمل کرتا ہو اور اصل عمل کرنے مین
فعل ہے اور بعض کی دلیل یہ ہے کہ اصل خبر مین افراد ہے تو اسم مفرد ہی
مقدر رکھنی چاہیئے ۔ مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا چار صورتون مین واجب ہے
اوّل یہ کہ مبتدا ایسے معنی کو شامل ہو جو ابتداء کلام مین آتے ہون مثلاً
مبتدا مین استفہام کے معنی پائے جائین جیسے من ابوک دوم یہ کہ مبتدا
و خبر دونون معرفہ ہون جیسے زید المنطلق سوم یہ کہ مبتدا و خبر دونون
تخصیص مین مساوی ہون جیسے اسن منی افضل منک چہارم یہ کہ مبتدا
کی خبر فعل واقع ہو جیسے زیدٌ قام اور چار صورتون مین خبر کو مبتدا پر مقدم
کرنا واجب ہے اول یہ کہ خبر شامل ہو ایسے معنی کو جو ابتداء کلام مین

آتے ہوں جیسے این زیدٌ دوم یہ کہ خبر مبتدا کی مصحح ہو یعنی خبر بسبب اپنے
مقدم ہونے کے مبتدا مین مبتدا بن کی صلاحیت پیدا کر دے جیسے فی
الدار رجلٌ سوم یہ کہ مبتدا مین متعلق خبر کی ایک ضمیر ہو جو راجع ہو اس متعلق
کی طرف جیسے علی التمرۃ مثلہا زبدًا کہ مثلہا مین جو مبتدا ہے ایک ضمیر ہے
پھرتی ہے تمرۃ کی طرف جو متعلق خبر ہے چہارم یہ کہ انّ مفتوحہ مع اپنے
اسم وخبر کے مبتدا واقع ہو اور یہ خبر اُس مبتدا کی خبر ہو جیسے عندی انک
قائمٌ اور ایک مبتدا کے لئے کئی خبر بھی ہو سکتی ہین جیسے زیدٌ عالمٌ عاقلٌ فاضلٌ
کبھی مبتدا معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے اسوقت اسکی خبر پر (ف) کا داخل
ہونا صحیح ہے کیونکہ اس صورت مین مبتدا مشابہ شرط کے اور خبر مشابہ جزا
کے ہے اور جزا پر (ف) آیا کرتی ہے اسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ
مبتدا اسم موصول ہو اور اسکا صلہ فعل یا ظرف واقع ہو جیسے الذی یاتینی
فلہ درہم والذی فی الدار فلہ درہمٌ دوم یہ کہ مبتدا نکرہ ہو اور فعل یا ظرف اسکی
صفت واقع ہو جیسے کلُّ رجلٍ یاتینی فلہ درہمٌ وکلُّ رجلٍ فی الدار فلہ درہمٌ
جو مبتدا ایسا ہو کہ جسکی خبر پر (ف) آسکتی ہو اگر اسپر لیتَ ولعلَّ داخل ہوں
تو پھر اس خبر پر بالاتفاق (ف) داخل نہین ہوسکتی پس لیت ولعلّ الذی
یاتینی او فی الدار فلہ درہمٌ کہنا صحیح نہین ہے اور بعض نحوئین یعنی سیبویہ نے
انَّ مکسورہ کو بھی لیتَ ولعلَّ کے ساتھ شریک کر دیا ہے یعنی جسطرح سے
کہ لیت ولعل خبر پر (ف) کے داخل ہونے کو منع کرتے ہین اسی طرح انّ
مکسورہ بھی خبر پر (ف) کے آنے کو منع کرتا ہے اور اگر قرینہ قائم ہو تو مبتدا کو

حذف کرنا جائز ہے جیسے چاند دیکھنے والے کا پکار کر کہنا الہلال واللہ یعنی
ہذا الہلال واللہ اور اگر قرینہ قائم ہو تو خبر کو حذف کرنا جائز ہے جیسے
خرجت فاذا السبع ای خرجت فاذا السبع واقف اور جس مقام پر کہ خبر کی جگہ
پر کوئی اور چیز لازم کر دی گئی ہو تو وہاں خبر کا حذف کرنا واجب ہے اسکی
چار صورتیں ہیں اول یہ کہ مبتدا بعد لولا کے واقع ہو جیسے لولا زید لکان کذا
ای لولا زید موجود کہ اسمیں جواب لولا کا جو لکان کذا ہے موجود کی جگہ میں رکھا گیا ہے جو خبر
دوم یہ کہ مبتدا مصدر ہو اور منسوب ہو صرف فاعل کی طرف یا صرف مفعول کی طرف یا
فاعل و مفعول دونوں کی طرف اور بعد اسکے حال واقع ہو جیسے ذہابی راجلا مثال ہے مصدر کے فاعل
کی طرف منسوب ہونیکی اور ضربی زیدا قائما مثال ہے مصدر کے مفعول کی طرف منسوب ہونیکی اور ضربی
زیدا قائما یا قائمین مثال ہے مصدر کے فاعل مفعول دونوں کی طرف منسوب ہونیکی در تقدیر ضربی زیدا
قائما کی ضربی زیدا حاصل اذا کان قائما ہے۔ حاصل جو خبر ہے وہ حذف ہو گیا۔ اور پھر اذا اسمع
اپنی شرط (کان) کے جو حال کا عامل ہے حذف ہو گیا اور حال میں چونکہ
معنی ظرفیت کے پائے جاتے ہیں اسلئے وہ قائم کیا گیا جگہ میں اذا کان
کے جو ظرف ہے پس حال قائم مقام ظرف کے ہے جو قائم مقام ہے خبر کے
تو حال قائم مقام خبر کے ہوا ہو سوم وہ مبتدا کہ جسکی خبر مقارنت کے معنی کو شامل ہو
اور اس کی خبر پر کسی چیز کا عطف کیا جائے اوس واو کے ذریعہ سے جو بمعنی
مع ہے جیسے کل رجل وضیعتہ ای کل رجل مقرون مع ضیعتہ کہ مقرون کو
جو خبر ہے حذف کر کے ضیعتہ کو جو معطوف اسپر ہے اسکی جگہ پر رکھ دیا
چہارم مبتدا مقسم بہ ہو اور خبر اسکی قسم جیسے لعمرک لافعلن کذا ای لعمرک

قسمی لافعلنّ کذا کہ قسمی کو جو خبر ہے حذف کرکے جواب قسم کو جو لافعلن کذا ہے اسکے جلسئے پر رکھد یا مرفوعات مین سے خبر انّ اور اس کے اخوات کی بھی ہے جو ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے جیسے ان زیدًا قائمٌ اور مقصود دخول حروف سے یہ ہے کہ یہ حروف مبتدا و خبر پر داخل ہوکر لفظًا و معنًی اثر پیدا کرین تو پھر تعریف ٹوٹ نہین سکتی اگر کوئی انّ زیدا یقوم ابوہ سے اعتراض کرے کہ یقوم یہان مسند نہین ہے باوجودیکہ اسپر انّ داخل ہے کیونکہ یقوم یہان اس وجہ سے کہ اس کی اسناد ابوہ کی طرف ہے انّ کا مدخول ہی نہین ہے بلکہ پورا جملہ یقوم ابوہ انّ کا مدخول ہے اور انّ کی خبر کا حکم مبتدا کے خبر کے مانند ہے مفرد و جملہ و نکرہ و معرفہ ہونے مین مگر ایک صورت مین خلاف ہے کہ مبتدا کی خبر مبتدا سے پہلے آسکتی ہے اور ان کی خبر اس کے اسم سے پہلے نہین آتی ہان اگر انّ کی خبر ظرف ہو تو اسم کے پہلے آسکتی ہے ان الینا ایابہم خبر لای نفی جنس کی لا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے جیسے لا غلام رجلٍ ظریفٌ فیہا اور اکثر حذف ہوا کرتی ہے جیسے لا الہ الا اللہ اسے لا الہ موجودٌ الا اللہ بنی تمیم لای نفی جنس کی خبر کو لفظ مین کبھی باقی نہین رکھتے بلکہ حذف کرنا واجب سمجھتے ہین یا یہ مراد ہے کہ لای نفی جنس کو خبر کا محتاج نہین سمجھتے نہ لفظًا نہ تقدیرًا پس لا اہل و لا مال کے معنی انتفی الاہل و المال کے ہین اسم ما و لا مشبہتین بلیس کا ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے ما زیدٌ قائمًا و لا رجلٌ

جیسے ان من البیان لسحرا و ان من الشعر لحکمۃ ۱۲

افضل منک اور لیس کا عمل لا کے معنی میں شاذ ہے کیونکہ لا کو لیس کے ساتھ کم مشابہت ہے اس لئے کہ لیس حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور لا مطلق نفی کے لئے بخلاف ما کے کہ وہ حال کی نفی کے لئے ہے۔

منصوبات

منصوبات وہ اسم ہے جسمیں مفعولیت کی علامت پائی جائے اون منصوب میں سے ایک مفعول مطلق ہے اور وہ ایک اسم ہے جس کے پہلے ایک صیغہ فعل کا ہو اور یہ اسم اوس فعل مذکور کے فاعل کا فعل ہو اور وہ فعل اس اسم کے ہم معنی بھی ہو۔ کبھی مفعول مطلق تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جلست جلوسًا۔ کبھی نوعیت کے لئے جیسے جلستُ جلسۃً اور کبھی عدد کے لئے جیسے جلست جلسۃ۔ اور مفعول مطلق جو تاکید کے لئے آتا ہے صرف واحد ہوگا نہ تثنیہ ہوگا نہ جمع بخلاف اوس مفعول مطلق کے جو نوعیت یا عدد کے لئے آتا ہے اسکا تثنیہ بھی آئے گا اور جمع بھی۔ کبھی مفعول مطلق کے لفظ الگ ہوتے ہیں اور فعل کے لفظ الگ مگر معنی ایک ہی ہوتے ہیں جیسے قعدت جلوسًا اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے خیر مقدم کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر سے آیا ہو یعنی قدمت قدومًا خیر مقدم اور مفعول مطلق کے فعل کو وجوبًا حذف کرنے کی دو قسم ہیں یا تو سماعی جیسے سقیاً یعنی سقاک اللہ سقیاً رعیاً یعنی رعاک اللہ رعیًا خیبتہً یعنی خاب خیبتہً جدعًا یعنی جدع جدعًا حمدًا یعنی حمدت حمدًا شکرًا یعنی شکرتُ

شکراً عجباً یعنی عجبت عجباً یا قیاسی ہے اسکے کئی مقام ہین اول یہ کہ مفعول
مطلق مثبت ہوا ور بعد نفی کے یا ایسے حرف کے بعد ہو جو نفی کے معنی دیتا ہو
اور وہ نفی یا وہ حرف جو نفی کے معنی مین ہو ایسے اسم پر داخل ہو کہ مفعول
مطلق ترکیب مین اوس اسم کے خبر واقع نہو۔ یا مفعول مطلق مکرر ذکر کیا جاے
جیسے ما انت الا سیراً یعنی تسیر سیراً و ما انت الا سیر البرید یعنی تسیر سیر البرید۔ یہ
دونون مثالین اُس مفعول مطلق کی ہین جو نفی کے بعد آیا ہے مگر پہلی مثال
مین مفعول مطلق مفرد ہے اور دوسری مثال مین مضاف۔ و انما انت سیراً یعنی
تسیر سیراً۔ یہ مثال اوس مفعول مطلق کی ہے جو نفی کے معنی والے حرف
کے بعد آیا ہے و زیدٌ سیراً سیراً یعنی یسیر سیراً سیراً یہ مثال ہے اوس مفعول
مطلق کی جو مکرر آیا ہے دوم یہ کہ پہلے ایک جملہ ذکر کیا جاے اور اوس جملہ کے
مضمون کی غرض کی تفصیل مین مفعول مطلق واقع ہو۔ فشدوا الوثاق فاما منّاً
بعد و اما فداءً اس مثال مین شدوا الوثاق جملہ ہے اور اس کا مضمون شدِ وثاق
اور غرض اس سے یا تو احسان رکھنا ہے یا فدیہ دینا اسکی تفصیل مین منّاً و
فداءً آیا ہے جو مفعول مطلق ہے یعنی تمنّون منّاً و تفدون فداءً سوم یہ کہ
مفعول مطلق کو اس غرض سے ذکر کرین کہ اوس سے کسی اور چیز کو تشبیہ دین
اور وہ ایک فعل ہو اعضاء و جوارح سے اور بعد ایک ایسے جملہ کے ہو کہ جسمین
مفعول مطلق کے ہم معنی ایک اسم مذکور ہو اور اوس جملہ مین اوس چیز کی طرف
پھرنے والی ضمیر ہو کہ جس سے اوس اسم کے معنی قائم ہون جیسے مررت
بہ فاذا لہ صوتٌ صوتَ حمار یعنی یصوت صوت حمار و مررت بہ فاذا لہ

صلح صلاح الکلی یعنی بصرخ صراخ الکلی چہارم مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اس جملہ
سے سواے اُس مفعول مطلق کے کسی اور معنی کا احتمال نہو جیسے لہٗ علیّ الف
درہم عترافاً یعنی اعترافاً اس قسم کے مفعول مطلق کو تاکید نفسہ کہتے ہین پنجم
مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اس جملہ سے سواے اس مفعول
مطلق کے دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو۔ جیسے زیدٌ قائمٌ حقاً یعنی احقُّ حقاً
اسکو تاکید لغیرہ کہتے ہین ششم مفعول مطلق تثنیہ کا صیغہ ہو اور مضاف ہو
فاعل یا مفعول کی طرف جیسے لبیک اَلبُّ لک الباً بین اسمین سے فعل الب
حذف کرکے الباً بین کو جو مصدر تھا اسکی جگہ پر رکھدیا۔ پھر الباً بین کو جو ثلاثی
مزید تھا حروف زائد گراکر مجرد کرلیا اور مضاف کیا طرف لک کے باضافت معنوی
اور (ب) کو (ب) مین ادغام۔ اسی طرح سعدیک یعنی اسعدک اسعادین
مگر فرق اتنا ہے کہ اُسعِدُ اپنی ذات سے بغیر ذریعہ حرف جر کے متعدی ہوتا ہے
اور الب لام کے ذریعہ سے متعدی ہوتا ہے۔

مفعول بہ

وہ اسم ہے جسپر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضربت زیداً اور کبھی مفعول بہ فعل
سے پہلے آتا ہے جیسے اللہَ اَعبُدُ اور کبھی مفعول بہ کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے
جسوقت کہ قرینہ قائم ہو یا تو حذف کرنا جائز ہے جیسے زیداً کہنا جواب مین
اس شخص کے جس نے من اضرب سے سوال کیا ہو یعنی اضرب زیداً یا
حذف کرنا واجب ہے اسکے چہار مقام ہین اول سماعی جیسے امرأً ونفسہٗ

یعنی اترک امرأ ونفسہٗ وانتھوا خیراً لکم یعنی انتھوا عن التثلیث واقصدوا خیراً لکم اہلاً وسہلاً یعنی اتیتَ اہلاً ووطِئتَ سہلاً اور باقی تین قیاسی ہین اوّل منادی وہ اسم ہے جسکو اپنی طرف متوجہ کرنا مطلوب ہو بذریعہ ایک ایسے حرف کے جو قائم مقام ادعو کے ہو خواہ وہ حرف لفظ مین موجود ہو یا مقدر ہو اگر منادی مفرد ہو یعنی مضاف ومشابہ مضاف نہو اور معرفہ ہو خواہ حرف ندا کے داخل ہونیسے پہلے ہی معرفہ ہو یا بعد تو علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے جیسے یا زیدُ ویا رجل ویا زیدان ویا زیدون اور اگر منادی پر لام استغاثہ داخل ہو تو مجرور ہوتا ہے جیسے یا لزیدٍ اور اگر منادی کے اخیر مین الف استغاثہ ہو اور اسپر لام استغاثہ داخل نہو تو مفتوح ہوتا ہے جیسے یا زیداہ اور اگر منادی مین یہ دونون مذکورہ صورتین نہون یعنی مفرد معرفہ بھی نہو اور نہ لام والف استغاثہ ہو بلکہ مضاف ہو یا مشابہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب ہوتا ہے جیسے یا عبداللہ یا طالعاً جبلاً ویا رجلاً **مبنی منادی کے مفرد توابع** یعنی تاکید اور صفت اور عطف بیان اور وہ معطوف بحرف کہ جسپر یا نہ آسکے یعنی معرف باللام معطوف لفظ کے لحاظ سے مرفوع ہوتے ہین اور محل کے لحاظ سے منصوب جیسے یا تمیم اجمعون واجمعین ویا زیدُن العاقل والعاقل ویا غلامُ بشرٌ وبشراً ویا زید والحارثُ والحارث اور معرف باللام معطوف مین اختلاف ہے خلیل کہتا ہے کہ رفع دینا مختار ہے اور ابو عمر کہتا ہے کہ نصب دینا مختار ہے اور ابو العباس مبرد دونون مین محاکمہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وہ معرف باللام معطوف مانند الحسن کے ہو

یعنی ایسا اسم ہو کہ اس سے الف لام تعریف علیحدہ ہو سکے تو خلیل کی رائے کے موافق رفع دینا مختار ہے اور اگر اس اسم سے لام تعریف علیحدہ نہو سکے جیسے النجم والصعق تو ابو عمرو کی رائے کے موافق نصب دینا مختار ہے

اور منادی مبنی کے مضاف توابع یعنی تاکید وصفت وعطف بیان منصوب ہوتے ہین جیسے یا تمیم کلہم و یا زید ذا المال و یا رجل ابا عبد اللہ

اور اگر منادی کے توابع بدل ہون یا ایسا معطوف ہو کہ جسپر یا آسکے یعنی معرف باللام نہو تو اسکا حکم بعینہ منادی مستقل کا سا ہے مفرد ہون یا مضاف مثلاً مضاف ہون یا نکرہ جیسے مثال بدل کی یا زید عمرو و یا زید اخا عمرو و یا زید طالعاً جبلاً یا زید رجلاً صالحاً مثال معطوف کی یا زید و عمرو و یا زید و اخا عمرو و یا زید طالعا جبلاً و یا زید و رجلا صالحاً اور اگر منادی علم ہو اور موصوف ہو لفظ ابن یا ابنۃ کے ساتھ اور وہ ابن یا ابنۃ مضاف ہو کسی دوسرے علم کی طرف تو اس منادی کو فتح دینا مختار ہے اگرچہ ضمہ بھی جائز ہے جیسے یا زید و ابن عمرو اور جسوقت معرف باللام اسم پر حرف ندا بڑھا کر اسکو منادی بنانا چاہین تو حرف ندا اور اس اسم کے بیچ مین لفظ ایّھا یا ایّتھا یا ایھذا زیادہ کرنا چاہیے جیسے یا ایھا الرجل و یا ہذا الرجل و یا ایھذا الرجل اور چونکہ یا ایھا الرجل مین مقصود بالندا الرجل ہے اسلئے اسکے مرفوع پڑھنے کو عربون نے لازم کیا ہے اور اسی طرح اسکے جو توابع ہونگے انکو بھی رفع دینا لازم ہے کیونکہ یہ منادی معرب کے توابع ہین جیسے یا ایھا الرجل والظریف و یا ایھا الرجل ذو المال۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ معرف باللام اسم پر یا اللہ ندا داخل نہین ہو سکتا تو

تو پھر یا اللہ پر کیسے داخل ہوا۔ جواب اسطرح سے دیا ہے کہ حرف ندا کا
لام تعریف کے ساتھ جمع ہونا ایک صورت مین جایز ہے اور وہ یہ ہے کہ
لام تعریف عوض مین ہو کسی حرف محذوف کے اور پھر کلمہ کو وہ لام لازم
ہو گیا ہو اور یہ صورت خاص لفظ یا اللہ ہی مین ہے کیونکہ اصل اسکی الالٰہ
ہے ہمزہ تخفیفاً حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض مین لام تعریف بڑھا کر اللہ
کر لیا گیا **اور جس ترکیب مین** منادی مفرد معرفہ مکرر واقع ہوا اور پھر وہ
مضاف ہو کسی اسم کی طرف جیسے یا تیمُ تیمَ عدیٍّ تو اسمین اختیار ہے کہ اول
کو ضمہ دین یا نصب اور دوسرے کو صرف نصب ہی رہے گا۔ اور اگر
منادی یاے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس یاے کو فتح دینا بھی جایز ہے
جیسے یا غلامیَ اور اسکو ساکن کرنا بھی جائز ہے جیسے یا غلامی اور یا کو گرا کر اسکی
ماقبل کے کسرہ پر اکتفا بھی کر سکتے ہین اگر ماقبل اسکے کسرہ ہو جیسے یا غلامِ اور
اس یا کو الف سے بھی بدل سکتے ہین جیسے یا غلاما اور ان سب صورتون مین
حالت وقف مین ہا بڑہایا جاتا ہے جیسے یا غلامیہ و غلامیہ و غلامہ و غلاماہ
اور عربون نے اپنے محاورات مین یا ابی و یا امی کو یا غلامی کے مانند چار
صورتون مین استعمال کیا ہے اور علاوہ ان کے اسمین اور بھی کئی صورتین
ہین ایک یا ابتِ و یا امتِ یعنی یا کو تا سے بدل کر اس کو فتح بھی دے سکتے
ہین اور کسرہ بھی دوسرے یا ابتا و یا امتا یعنی تا کے بعد الف بڑھا دین مگر یا جو
اصل مین تھی واپس نہین لا سکتے پس یا ابتی و یا امتی نہین ہو سکتے اور
جسوقت لفظ ابن یا ابنۃ کو مضاف کرین خاص لفظ ام یا عم کیطرف تو یا غلامی

کے مانند اسمین بھی چار صورتین جائز ہین جیسے یا ابن امیّ یا ابن عمّی وابن ام وابن عم دیا ابن امّا ویا ابن عمّا اور علاوہ ان کے اسمین ایک اور صورت بھی جائز ہے جیسے یا ابن امَّ ویا ابن عمَّ یعنی یا ابن اما ویا ابن عما مین سے لام کو حذف کرکے اسکے ماقبل کے فتحہ پر اکتفا کرین **منادی کی ترخیم** جائز ہے خواہ ضرورت شعر ہو یا نہو اور غیر منادی ترخیم ضرورت شعری ہی کے سبب سے ہوگی اور ترخیم منادی اس کو کہتے ہین کہ منادی کے آخر کو تخفیف کے لئے حذف کرین اور شروط اسکے یہ ہین کہ منادی مضاف نہو اور مستغاث نہو اور جملہ نہو اور منادی علم ہو اور تین حرف سے زیادہ یا ایسا اسم ہو کہ اسکے اخیر مین تاے تانیث ہو۔ پس اگر منادی کے اخیر مین دو حرف زائد ہون اور ان دونون کی زیادتی ایک زیادتی کے حکم مین ہو یعنی وہ دونون حرف ایک ہی وقت زیادہ کئے گئے ہون جیسے اسماء بروزن فعلاء جسوقت کہ مشتق ہو وسم سے موافق مذہب سیبویہ کے نہ بروزن افعال مشتق اسم سے اور جیسے مروان یا منادی نکے اخیر مین ایک حرف صحیح اصلی ہو کہ اس سے پہلے مدہ زائدہ ہو اور اس منادی مین چار سے زیادہ حرف ہون تو ان دو قسمون مین اخیر کے دونون حرف حذف ہو جاتے ہین جیسے یا اسماء مین یا اسم دیا مروان مین یا مرو اور اگر منادی مرکب ہو دو اسمون سے تو اخیر اسم کو حذف کردیتے ہین جیسے بعلبک مین یا بعل اور اگر منادی ان تین مذکورہ قسمون کے سوا ہون تو صرف ایک ہی حرف گرایا جاتا ہے جیسے

یا حارِثُ مین یا حارُ اور وہ منادیٰ جس مین ترخیم ہو حکم مین اُس منادیٰ
کے ہے جو اپنے سب اجزا کے ساتھہ موجود و قائم ہے موافق اکثر
استعمال کے تو اس اعتبار سے منادیٰ کو ترخیم کرنے کے بعد بھی اعراب
رہیگا جو پہلے تھا پس یا حارِثُ مین یا حارِ بکسرِ را کہا جائیگا اور یا ثمُودُ مین
یا ثمُوُ بواو بعد ضمہ اور یا کروان مین یا کرو بواو بعد فتحہ اور کبھی ترخیم
کئے ہوئے منادیٰ کو مستقل اسم ٹھیرا کر منادیٰ مستقل کا اعراب دیتے
ہین جیسے یا حارِث مین یا حارُ بضم را یا ثمود مین یا ثمی اِس قاعدے سے
کہ واو واقع ہوا طرف مین بعد ضمہ کے اِس لئے واو یا سے بدلا اور
ماقبل مکسور ہوگیا اور یا کروان مین یا کرا یعنے واو الف سے بدلا
بسبب ماقبل کے فتحہ کے اور عربون نے صیغہ ندا یعنے (یا) کو مندوب
مین استعمال کیا ہے اور مندوب وہ اسم ہے کہ جس پر درد و حسرت
ظاہر کی جائے بذریعہ حرف (یا) یا (وا) کے اور مندوب خاص ہے
(وا) کے ساتھہ کہ وا منادیٰ مین استعمال نہین کیا جاتا اور یا منادیٰ اور
مندوب دونو مین مشترک ہے اور مندوب کا حکم معرب اور مبنی ہونے
مین منادیٰ کے مانند ہے اور مندوب کے اخیر مین مد صوت کے
لئے الف بڑہانا بھی جائز ہے جیسے وا زیدا ہین اگر الف بڑہانے
سے کسی دوسرے صیغہ کے ساتھہ التباس ہو جائے تو اوس الف کو
ایک ایسے حرف مد سے بدل لین جو آخر مندوب کے حرکت کے
موافق ہو جیسے کسی حاضر عورت کے غلام پر ندبہ کرنا مقصود ہو تو

مثلاً مفرد معرفہ ہو تو مضموم ہوگا جیسے یا زید اور مضاف یا شبہ مضاف ہو تو منصوب جیسے یا عبد اللہ و یا طالعا جبلا

واغلامکیۂ کہنا چاہیے نہ واغلامکاہ کیونکہ اس صورت مین حاضر
مرد کے غلام کے ندبہ سے التباس ہوتا ہے اور اسی طرح جس وقت
مردون کی ایک جماعت حاضر کے غلام پر ندبہ کرین تو واغلامکموہ چاہیے
نہ واغلامکماہ کیونکہ اس صورت مین دو حاضر مرد کے غلام کے ندبہ سے
التباس ہوتا ہے اور حالت وقف مین اخیر مین حرف ندبہ کے ہا بھی
بڑہانا جائز ہے جیسے وازیداہ اور مندوب معروف ومشہور اسم ہی
ہن سکتا ہے نہ غیر مشہور پس وارجلاہ نہین کہہ سکتے کیونکہ رجلٌ نکرہ ہے
معروف ومشہور نہین ہے۔ مندوب اگر موصوف وصفت واقع ہو تو
الف موصوف مین بڑہانا چاہیے نہ صفت مین جیسے وازیداہ الطویل
اور وازید الطویلاہ کہنا صفت مین الف بڑہاکر نا جائز ہے بخلاف
یونس نحوی کے کہ صفت مین الف بڑہاکر وازید الطویلاہ کہنا جائز
سمجھتا ہے اگر قرینہ قائم ہو تو منادی سے حرف ندا کو گرانا جائز ہے
جیسے یوسف اعرض عن ہذا یعنے یا یوسف وایہا الرجل یعنے یا ایہا الرجل و
ایہذا الرجل یعنی یا ایہذا الرجل مگر جسوقت منادی اسم جنس ہو یا اسم اشارہ ہو یا مستغاث
ہو یا مندوب ہو تو ان صورتون مین حرف ندا کو حذف کرنا جائز
نہین حاصل اسکا یہہ ہے کہ معرفہ کے اقسام مین سے ایک تو علم ہے
جیسے اوپر کے مثال مین ہے دوسرے وہ اسم جو مضاف ہو کسی ایک
معرفہ کیطرف جیسے غلام زید افعل کذا تیسرے اسم موصول جیسے
من لا یزال محسنا احسن الی چوتھے ضمیر جیسے یا ایاک ویا انت انہ سے

یا حذف ہو سکتا ہے باقی اور چیزون سے ناجائز ہے اور اَصْبِحْ
یا لَیْلُ مین اصبح لیلُ اور افتدِ یا مخنوقُ مین افتدِ مخنوقُ
اور اطرق یا کروان مین اطرق کراکہنا حرف ندا کو حذف کرکے باوجود
اسبات کے کہ یہہ اسم جنس مین شاذ ہے۔ اور قرینہ قائم ہونے
سے کبہی منادی بھی جوازاً حذف ہوجاتا ہے جیسے الا یا اسجدوا یعنے
الا یا قوم اسجدوا دوسرا مقام مفعول بہ کے فعل کو وجوباً حذف
کرنیکا۔ ما اُضْمِرَ عاملہُ علی شرایطۃ التفسیر ہے یعنے وہ مفعول بہ
جسکا عامل مقدر ہو اس شرط پر کہ اسکے بعد کا فعل اوس عامل مقدر کی تفسیر
کرے جسکی تفصیلی تعریف یہہ ہے کہ ما اضمر عاملہ علی شرایطۃ التفسیر
وہ اسم ہے کہ جسکے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل
اپنی ضمیر یا اپنی ضمیر کے متعلق مین عمل کرنے کے سبب سے اوس
اسم مین عمل کرنے سے باز رہے اس طور پر کہ اگر فعل یا شبہ فعل
بعینہ یا اسکا کوئی مناسب فعل خواہ مرادف ہو یا لازم اوس اسم
کے پہلے لایا جائے تو اوسکو نصب دے جیسے زیداً ضربتُہ یعنے
ضربتُ زیداً ضربتُہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنی ضمیر مین
عمل کرتا ہے اور بعینہ وہی فعل اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب
دے سکتا ہے و زیداً امات بہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنے
ضمیر مین عمل کرتا ہے اور اوس فعل کا ایک مناسب مرادف
اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب دیسکتا ہے و زیداً ضربتُ غلامہ

یہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے متعلق ضمیر مین اور اوس
فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیا کرتا ہے وزیداً
حَبَسْتُ علیہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے اپنی ضمیر
مین اور اوس فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیکاتا
پس ان سب صورتون مین (زیداً) منصوب ہے بسبب ایک ایسے
فعل مقدر کے کہ اوس کے بعد کا فعل اوس فعل مقدر کی تفسیر کرتا
ہے پہلے مثال مین ضَرَبْتُ مقدر ہے اور دوسرا ضَرَبْتُ مفسِّر ہے
ضَرَبْتُ مقدر کا دوسری مثال مین جاوَزْتُ مقدر ہے اور مَرَرْتُ
بہ اوسکا مفسر ہے تیسری مثال مین اَهَنْتُ مقدر ہے اور ضَرَبْتُ
غلامَهُ اوسکا مفسر ہے چوتھی مثال مین لَابَسْتُ مقدر ہے اور
حَبَسْتُ علیہ اوس کا مفسر ہے تنبیہ جس اسم مین اضمار علی شریطۃ
التفسیر کا احتمال ہوا وس مین احتمالی پانچ صورتین نکلتی ہین
مین رفع مختار ہے بعض مین نصب اور بعض مین رفع واجب ہے
اور بعض مین نصب اور بعض مین رفع ونصب دونون جائز ہین
پس ما اُضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کو مبتدا قرار دیکر رفع دینا
مختار ہے جبوقت کہ رفع کے خلاف کا قرینہ نہووے یعنے نصب کا قرینہ
راجح نہو جیسے زیدٌ ضربتُه کہ اس مین اگر زید کو مرفوع پڑہین
تو فعل کو حذف کرنے کی ضرورت نہین اور اگر منصوب پڑہین تو
فعل کو حذف کرنا پڑیگا اس لئے رفع کو رجحان حاصل ہے نصب پر

یا یہہ کہ رفع ونصب دونون کا قرینہ راجح ہو لیکن رفع کا قرینہ
اقوی ہو نصب کے قرینہ سے یہہ اوس صورت مین ہے کہ جسوقت
(امّا) اسم پر داخل ہو اور فعل مین طلب کے معنی نہ ہو لقیتُ القوم
وامّا زیدٌ فاکرمتُہ اگر زید کو رفع دین تو زید فاکرمتہ جو جملہ
اسمیہ ہے اوس کا عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے اور
اگر اوس کو نصب دین تو زیدًا فاکرمتُہ جو جملہ فعلیہ ہے اوس کا
عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے مگر اس مین زید کو رفع
پڑھنا اقوی ہے کیونکہ امّا کے بعد اکثر مبتدا آیا کرتا ہے یا یہہ کہ اذا
جو مفاجات کے لئے ہے وہ اسم پر داخل ہو جیسے خرجتُ فاذا
زید یضربُہ عمرٌو اس مین بھی رفع مختار ہے کیونکہ اذا مفاجاتیہ
اکثر جملہ اسمیہ پر آتا ہے اگر ایک جملہ فعلیہ کا عطف دوسرے جملہ
فعلیہ پر بسبب مناسبت کے دیا جائے جیسے خرجتُ فزیدًا لقیتُہ
یا اسم حرف نفی کے بعد آوے جیسے ما زیدًا ضربتُہ یا بعد حرف
استفہام کے ہو جیسے ازیدًا ضربتَہ یا بعد اذا شرطیہ کے جیسے اذا
عبد اللّٰہ تلقَہ فاکرمہُ یا بعد حیثُ کے آوے جیسے حیثُ زیدًا
تجِدُہ فاکرِمہ یا امر و نہی کے پہلے آوے جیسے زیدًا اضربْہُ و
عمرًا لا تکرِمہُ تو ان سب صورتون مین اسم کو نصب دینا مختار
ہے کیونکہ یہہ فعل کے موقع ہین یعنے حرف نفی و حرف استفہام
و اذا شرطیہ و حیث و امر و نہی مین فعل آیا کرتا ہے اور اگر اسم کو

رفع دینے کی صورت مین خوف ہو اسبات کا کہ مفسر صفت کے
ساتھہ مشابہ ہو جاے تو اس وقت بھی نصب دینا مختار ہے جیسے
اِنَّا کُلَّ شَیٔیٍ خَلَقۡنَاہُ بِقَدَرٍ اگر کل کو رفع دین اور مبتدا بنائین اور
خلقناہ کو اسکی خبر تو اگرچہ معنی مقصود نکل آتے ہین یعنے ہر چیز پیدا
کیا ہے ہم نے اس کو موافق اندازہ کے مگر یہہ بھی احتمال ہوسکتا ہے
کہ خلقناہ صفت ہو (لشیٔی) کی اور (بقدر) اوسکی خبر تو اس صورت
مین معنی بگڑ جاتے ہین کیونکہ اس کے یہہ معنی ہوے کہ ہر چیز ایسی
جسکو ہمنے پیدا کیا ہے وہ اندازہ کے موافق ہے خواہ ہمارے
غیر کی پیدا کی ہوئی چیز اندازہ کے موافق ہو یا نہ ہو اور حالت
نصب مین سوائے معنی صحیح کے کوئی دوسرا احتمال ہی نہین
یعنے پیدا کیا ہمنے ہر چیز کو اندازہ کے موافق اور جس صورت مین
کہ عطف کیا جاے اوس جملہ کا جس مین اسم ما اُضمر عامله علیٰ شریطۃ
التفسیر ہے ایسے جملہ اسمیہ پر جس کی خبر جملہ فعلیہ واقع ہو تو
اوس اسم کو رفع و نصب دینا دونو برابر ہے جیسے زیدٌ قامَ
وعمراً اکرمتُهٗ پس اگر عمراً کو رفع دین تو جملہ اسمیہ ہوگا اور عطف
ہوگا بڑے جملہ یعنے زیدٌ قامَ پر جو جملہ اسمیہ ہے اور اگر نصب دین
تو جملہ فعلیہ ہوگا اور عطف ہوگا چھوٹے جملہ یعنے قامَ پر جو جملہ فعلیہ ہے
اور اگر اسم مذکور بعد حرف شرط یا حرف تحضیض کے واقع ہو تو اوسکو
نصب دینا واجب ہے جیسے اِنْ زیداً ضاربتهٗ ضاربك و الّا زیداً

ضربته اور (آ زیدٌ ذُھبَ بہ) اگرچہ بظاہر شبہ پڑتا ہے کہ اِین
اسم چونکہ حرف استفہام کے بعد آیا ہے تو نصب دینا مختار ہے
مگر بعد غور کرنے کے معلوم ہوتا ہے کہ اضمار علی شریطۃ التفسیر کے
قسم سے ہی نہین ہے کیونکہ اگر اسکا فعل ذُھبَ بہٖ یا اوس کا کوئی
مناسب جیسے اُذْھِبَ وغیرہ زید کے پہلے لایا جاوے تو اوسکو
نصب نہین دیسکتا پس ایسی صورت مین زید کو مبتدا ٹھہرا کر رفع
دینا واجب ہے اور اسی طرح (کُلّ شیئٍ فعلوہُ فی الزُّبُر) بھی
اضمار علی شریطۃ التفسیر سے نہین ہے کیونکہ اگر اسباب سے
قرار دین تو اس کی تقدیر یہ ہوگی فعلوا کل شیئٍ فی الزبر
اگر زبر کو متعلق فعلوا کے لین تو معنی بگڑ جاتے ہین کیونکہ معنی
یہہ ہونگے کہ اُن لوگون نے نامہ اعمال مین عمل کیا ہے حالانکہ
نامہ اعمال مین کراماً کاتبین کا عمل ہے نہ لوگون کا اور اگر فی الزبر
کو شئی کی صفت لین تب بھی معنی مقصود فوت ہوجاتے ہین کیونکہ
اس وقت یہہ معنی ہونگے کہ جو کچھ نامہ اعمال مین موجود ہے اوسکو
اُن لوگون نے کیا ہے پس ایسی صورت مین کُلّ شئی کو رفع دیکر
مبتدا بناتے ہین اور جملہ فعلوہ کو صفت لین شئی کی اور فی الزبر کو
خبر مبتدا کی یعنے ہر چیز ایسی کہ جس کو اُن لوگون نے کیا ہے وہ نامہ
اعمال مین موجود ہے اور الزانیۃ والزانی فاجلدوا کُلّ واحد
منہما مائۃ جلدۃٍ اس مین موافق اس قاعدہ مذکورہ کے کہ اگر

اسم مذکور امر یا نہی سے پہلے آئے تو نصب دینا مختار ہے لہذا ہمر
الزانیۃ والزانی کو بھی نصب دینا مختار ہونا چاہیے تہا مگر چونکہ
سب قاریون کا اتفاق ہے اس کے رفع پڑہنے پر تو مجبوراً اس
قاعدہ مذکورہ سے نکالنے کے لیے نحویون نے اس کی توجیہ
کی ہے چنانچہ مبتزو کے پاس فا اسمین شرط کے معنی مین ہے کیونکہ
الف لام الزانیۃُ والزانیُ مین مبتدا ہے اور موصول ہے جو
متضمن ہے معنی شرط کو اور الزانیۃُ والزانی جو اسم فاعل ہے
اور صلہ ہے بمنزلہ شرط کے ہے پس خبر مبتدا کی مانند جزا کے
ہے اور فَا دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ شرط سبب ہے
جزا کا اور اس قسم کا فَا اپنے ماقبل مین عمل نہین کرسکتا تو پہر وہ
شرط اضمار علی شریطۃ التفسیر کی کہ اگر فعل اسم کے پہلے آئے تو
اوس کو نصب دیںگے باقی نہین رہی اس لیے اس باب سے
خارج ہے پس سوائے رفع دینے کے کوئی چارہ نہین اور سیبویہ
کے پاس یہہ دو جملہ مستقل ہین یعنے حکم الزانیۃ والزانی فیما
یُتلٰی علیکم بعد اور فاجلدوا دوسرا جملہ ہے اوس حکم موعود
کے بیان کرنے کے لیے اور فَا سببیت کے لیے ہے یعنے
ان ثبت زنا ہما فاجلدوا جب دو جملے ٹہرے تو ایک جملہ کا
جزدوسرے جملے کے جزمین عمل نہین کرسکتا پس فاجلدوا الزانیۃ
والزانی کے پہلے آکر نصب نہین دیسکتا تو شرط اضمار ہی باقی نہی

اور رفع دینا واجب ہوگیا اور اگر (فا) شرط کے معنے مین نہوتا
یا وجملہ نہ ہوتے تو قاعدہ مذکورہ کے تحت مین یہ آیہ باقی رہتا اور
پھر نصب دینا مختار ہوتا مگر چونکہ سب قرّاء نے رفع پر اتفاق کرلیاہی
اس لئے نصب باطل اور رفع واجب ہے ۔ مفعول بہ کے وجوباً
فعل حذف ہونیکا تیسرا موقع تحذیر ہے یعنے وہ اسم ہے کہ جس کا
عامل اتق وبعّد وغیرہ مقدر ہو اور اس کو بسبب مفعولیت کے
نصب دیا گیا ہو اور اوس کو اوس کے مابعد سے ڈرانے کے
لئے ذکر کرین یا یہہ کہ محذر منہ دوبارہ مذکور ہو جیسے ایاك والا
سد وایاك وان تحذف یہہ دونون تحذیر کے پہلی قسم کی
مثالین ہین یعنے بعّد نفسك من الاسد والاسد من نفسك وبعد
نفسك عن الحذف والحذف عن نفسك اور جیسے الطریق
الطریق یہہ مثال تحذیر کے دوسرے قسم کی ہے یعنے اتق
الطریق الطریق اور ایاك والاسد وایاك وان تحذف
مین سے واو کو گراکر اوس کی جگہہ (من) رکھکر ایاك من
الاسد وایاك من ان تحذف کہنا صحیح ہے اور ایاك
من ان تحذف مین من کو مقدر رکھکر ایاك ان تحذف
کہہ سکتے ہین کیونکہ اَنْ وَ اَنَّ سے حرف جر کا حذف کرنا موافق
قیاس کے ہے اور ایاك من الاسد مین من مقدر رکھکر ایاك
الاسد نہین کہہ سکتے کیونکہ یہان من کا مقدر رکھنا ناجائز ہے

مفعول فیہ وہ زمان یا مکان ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور
اور اوس کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ فی مقدر ہو اور
ظروف زمانی تمام خواہ مبہم ہوں یا محدود فی کے مقدر ہونے کو
قبول کرتے ہیں جیسے صُمتُ دھراً و افطرتُ الیوم اور ظروف
مکانی اگر مبہم ہوں تو فی مقدر رہتا ہے جیسے جلستُ خلفک
اور اگر مبہم نہ ہوں بلکہ محدود ہوں تو فی مقدر نہیں رہتا ہے جیسے
جلستُ فی المسجد۔ اور ظروف مکان مبہم کی شش جہت اپنے
امام۔ خلف۔ یمین۔ شمال۔ فوق۔ تحت۔ سے تفسیر کی گئی ہے
اور عند و لدی اور جو مشابہ ہوں ان کے جیسے دون و سوی
کو ابہام ہونے کے سبب سے اور لفظ مکان کو بوجہ کثرت
استعمال کے ظرف مکان مبہم پر حمل کر لیا ہے اور دخلتُ الدار کے
اسم کو بھی بسبب کثرت استعمال کے موافق مذہب صحیح کے ظرف مکان
مبہم پر محمول کیا ہے اور بعض نحویوں کے پاس دخلتُ کے مابعد
کا اسم مفعول بہ ہے اور مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے بسبب ایک
عامل مقدر کے جیسے متی سرتَ کے جواب میں یوم الجمعة کہنا
یعنے سرتُ یوم الجمعة اور مفعول فیہ کو موافق اضمار علی شریطة
التفسیر کے بھی نصب ہوتا ہے جیسے یوم الجمعة صمتُ فیہ
یعنے صمتُ یوم الجمعة صمتُ فیہ (مفعول لہ) وہ اسم ہے
جسکے حاصل کرنے کے لئے یا اوس کے موجود ہونے کے سبب سے

فعل واقع ہو جیسے ضربتہٗ تادیباً یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکی حاصل کرنے کے لئے فعل واقع ہوا ہے وقعدتُ عن الحرب جُبناً یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکے موجود ہونے کے سبب سے فعل واقع ہوا ہے اس مین زجاج نحوی کا اختلاف ہے کہ مفعول لہ اوسکے پاس مصدر یعنے مفعول مطلق ہے پس اوسکے موافق ضربتہٗ تادیباً وقعدتُ عن الحرب جبناً کے یہہ معنی ہونگے ادّبتہٗ بالضرب تادیباً وجبنتُ فی القعود عن الحرب جُبناً اور مفعول لہ کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ لام مقدر ہو اور جس وقت مفعول لہ فعل ہو ایسے فعل کے فاعل کا کہ خود مفعول لہ جسکے علت ہو اور مفعول لہ اور فعل دونون کے وجود کا زمانہ ایک ہی ہو تو لام کا حذف کرنا جائز ہے جیسا مثال مذکور مین مفعول معہ وہ اسم ہے جو ذکر کیا جائے بعد واو کے تا کہ فعل کے معمول کو اپنے ساتھہ لے لے خواہ فعل لفظی ہو یا معنوی جیسے استوی الماءُ والخشبۃَ اگر فعل لفظی ہو اور اسم کا عطف اوس فعل پر جائز ہو تو وہان دو صورتین جائز ہین یعنے اوس اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب بھی دیسکتے ہین اور اوس اسم کا عطف فعل پر بھی کرسکتے ہین جیسے جئتُ انا وزیدٌ وزیداً اور اگر فعل لفظی ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو مفعول معہ ٹھہرا کر نصب دینا واجب ہے جیسے جئتُ وزیداً اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف ہی کرنا واجب ہے جیسے مالزیدٍ وعمرٍو لیئے ماصنع زیدٌ وعمرٌو اور اگر فعل معنوی

عطف کے یہان ... فعل ... [illegible]

ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب دینا واجب ہے
جیسے مالك وزیدًا یعنے ما تصنع وزیدًا وما شانك وعمرًا یعنے
ما تصنع وعمرًا حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول کی ہیئت بیان کرتا
ہے خواہ فاعل لفظی ہو یا معنوی جیسے ضربتُ زیدًا قائمًا کہ اس مین
قائمًا حال ہے صرف فاعل سے یا صرف مفعول سے اور وہ دونو حقیقۃً
لفظ مین موجود ہین اور جیسے زیدٌ فی الدار قائمًا کہ اس مین قائمًا
حال ہے ضمیر فاعل سے اوس فعل کے جو لفظ مین موجود نہین ہے بلکہ
حکمًا موجود ہے یعنے زیدٌ حصل فی الدار قائمًا اور جیسے ہذا زیدٌ
قائمًا کہ اس مین قائمًا حال ہے اوس مفعول سے جو معنوی ہے یعنے
اُشیر زیدًا قائمًا اور حال کا عامل یا تو فعل ہوتا ہے جیسے
ضربتُ زیدًا قائمًا وزید فی الدار قائمًا یا شبہ فعل جیسے
زیدٌ ذاہب راکبًا یا معنے فعل جیسے ہذا زیدٌ قائمًا
اور شرط حال کی یہ ہے کہ نکرہ ہو اور ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے
اگر یہان اعتراض پڑے کہ ارسلہا العراك ومررت بہ وحدہٗ
مین العراك حال ہے (ہا) سے اور وحدہٗ حال ہے (بہ) کی ضمیر
سے حالانکہ یہہ دونو معرفہ ہین اور اوپر بیان کیا ہے کہ حال نکرہ
ہوتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ اس کی تاویل کر لی گئی یعنے
ارسلہا العراك در اصل تعترك العراك تہا اور مررت
بہ وحدہٗ اصل مین بینفرد وحدہٗ تہا یعنی یہہ مفعول مطلق

یہان عطف جائز نہو سکنے کی وجہ یہہ ہے کہ ضمیر مجرور پر عطف بغیر اعادہ جار کے جائز نہین ۱۲

ہے فعل محذوف کا پس یہان جملہ حال واقع ہوا ہے نہ کہ مفرد یا یہ
کہ العراک وحدہ اگرچہ معرفہ ہین مگر رکھے گئے ہین جگہ مین نکرہ کے
اے معترکتہ ومنفرداً اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم
کرنا واجب ہے جیسے جا رنی راکباً رجل کیونکہ اگر مقدم نکرین تو حالت
نصب مین صفت کے ساتھہ التباس ہوجاتا ہے اور حال عامل
معنوی پر متقدم نہین ہو سکتا بخلاف ظرف کے کہ اس مین مقدم
ہو سکتا ہے بعضے اگر عامل ظرف ہو تو اخفش کے بنا بر حال اوسپر
مقدم ہو سکتا ہے بشرطیکہ مبتدا حال پر مقدم ہو پس زید فی الدار
قائماً مین زید قائماً فی الدار کہہ سکتے ہین اور قائماً زید فی الدار
قائماً فی الدار زید ناجائز ہے اور سیبویہ کے پاس تقدیم حال
کے ظرف پر کسیصورت مین جائز نہین خواہ مبتدا حال پر مقدم ہو
یا نہ ہو اور موافق مذہب صحیح کے مجرور ذوالحال پر بھی حال
مقدم نہین ہو سکتا پس جاءتنی ضاربۃ زید مجرداً عن الثیاب
مین جاءتنی مجرداً عن الثیاب ضاربۃ زید کہنا صحیح نہین ہے
اور جو کوئی اسم کسی ہیئت پر دلالت کرے خواہ مشتق ہو یا جامد
وہ حال بن سکتا ہے جیسے ھذا بسراً اطیب منہ رطباً مین
بسراً بسبب حالت بسریت کے اور رطباً بوجہ حالت رطبیت کے
حال واقع ہوے ہین حال کبھی جملہ خبریہ ہوتا ہے اگر جملہ اسمیہ حال
ہو تو واو اور ضمیر دونون لاسکتے ہین جیسے جاءنی زید و ابوہٗ

راکبً یا صرف واو جیسے کنتُ نبیًّا وآدم بین الماء والطین
یا صرف ضمیر مگر یہہ ضعیف ہے جیسے کلمتہ فوہ الیٰ فی اور
حال اگر مضارع مثبت ہو تو صرف ضمیر کافی ہے جیسے خرج زیدٌ
یُسرعُ اور اگر حال جملہ اسمیہ و مضارع مثبت کے سوا ہو یعنے
مضارع منفی یا ماضی مثبت یا ماضی منفی ہو تو واو و ضمیر دونوں لاویں
یا صرف واو یا صرف ضمیر جیسے جاءنی زیدٌ وما یتکلم غلامُہٗ و
جاءنی زیدٌ وما یتکلم عمرٌو وجاءنی زیدٌ ما یتکلم غلامُہٗ
جاءنی زیدٌ وقد خرج غلامُہٗ وجاءنی زیدٌ وقد خرج عمرٌو
وجاءنی زیدٌ قد خرج غلامُہٗ ۔ وجاءنی زیدٌ وما خرج غلامُہٗ
وجاءنی زیدٌ وما خرج عمرٌو وجاءنی زیدٌ ما خرج غلامُہٗ حال
اگر ماضی مثبت ہو تو اوس پر قد کا بڑہانا ضروری ہے خواہ
لفظ میں ظاہر ہو جیسے جاءنی زید قد رکب غلامہ یا مقدر
ہو جیسے جاؤکم حصرت صدورہم یعنے قد حصرت اور اگر
قرینہ پایا جاوے تو حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے
راشدًا مھدیًا کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر کا ارادہ رکہتا
ہو یعنے سِر راشدًا مھدیًا اور اگر حال موکدہ ہو یعنے
اپنے ماقبل کے جملہ کے مضمون کی تاکید کرتا ہو تو اوس کے عامل کو
حذف کرنا واجب ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ حال جملہ اسمیہ کے
مضمون کو ثابت کرے جیسے زیدٌ ابوک عطوفًا یعنے اُحِقّہٗ

عطوفاً تمیز وہ اسم ہے جو دور کردے اوس ابہام کو جو ذات
مذکورہ یا مقدرہ مین قائم ہو پس اگر ذات مذکورہ کے ابہام
کو دور کرے تو وہ اکثر مفرد مقداری ہوتی ہے اور وہ مقدار
یا تو عدد مین ہوگی جیسے عشرون درہماً یا غیر عدد مین عام
اس سے کہ وزن ہو یا کیل ہو یا ذراع ہو یا مقیاس جیسے رطل
زیتاً و منوان سمناً و علی التمرۃ مثلہا زبداً پہلی مثالمین اسم
تنوین کے ساتھ اور دوسری مثالین نون تثنیہ کے ساتھ ہے اگرچہ
دونو مین مقدار وزنی ہے اور تیسری مثالمین اضافت کے ساتھ
ہے اور مقیاسی ہے کیونکہ اسم کا تمام ہونا تنوین سے ہوتا ہے یا نون
سے یا اضافت سے اور قفیزان برا مین مقدار کیلی ہے
اور ذراع ثوباً مین مقدار مساحتی ہے اگر تمیز جنس ہو تو مفرد لائی
جاییگی مگر یہہ کہ اوس جنس سے انواع مقصود ہون تو اوس صورت
مین تثنیہ اور جمع آسکتی ہے جیسے عندی رطلان زیتین
او زیوتاً پس اگر مفرد مقداری تنوین یا نون تثنیہ کے ساتھ
ہو تو اوس کو تمیز کیطرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے رطل زیتٍ
و منوا سمن اور اگر تنوین و نون تثنیہ نہ ہو بلکہ نون جمع یا اضافت
ہو تو پھر اضافت جائز نہین اور تمیز ذات مذکورہ مفرد غیر مقداری
سے بھی ہوتی ہے جیسے خاتم حدید اس قسم کی تمیز مین نصب
و جر یا اضافت دونو جائز ہین مگر جر زیادہ آیا ہے اور اگر تمیز ذات

اسم مبہم وہ ہے جس کے معنی پورے ظاہر نہ ہون [illegible]
اضافت مضاف نہین ہو سکتا ۱۲

وہ چیز جو ایسی ہو کہ جس کے اجزا متشابہ ہون اور ہیئت کے علاوہ ہو کر تبدیل نہ کیا جائے جیسے پانی وغیرہ وغیرہ ۱۲

مقدرہ یعنے نسبت کے ابہام کو دور کرے تو وہ ذات مقدرہ یا تو جملہ
یا مشابہ جملہ مین ہوگی جیسے طاب زیدٌ نفسًا یہہ مثال ہے جملہ کی اور
تمیز خاص منتصب عنہ کی ہے و زیدٌ طیبٌ ابًا یہہ مثال ہے مشابہ
جملہ کی اور تمیز منتصب عنہ اور متعلق منتصب عنہ دونون کی ہوسکتی
ہے و ابوۃً و دادًا و علمًا مصنف نے یہان جملہ و مشابہ جملہ کی تمیز کے
پانچ پانچ مثالین دیہن ہین جیسے طابَ زیدٌ نفسًا و ابًا و ابوۃً
و دادًا و علمًا و زیدٌ طیبٌ نفسًا و ابًا و ابوۃ و دادًا و علمًا
نفس مثال ہے عین غیر اضافی کی جو خاص ہے منتصب عنہُ سے
اور دوار مثال ہے عین غیر اضافی کی جو متعلق ہے منتصب عنہ کے
اور ابہ مثال ہے عین اضافی کی جو منتصب عنہ سے خاص بھی ہوسکتی
ہے اور متعلق منتصب عنہ کے بھی۔ اور ابوۃ عرض اضافی ہے
جو متعلق ہے منتصب عنہُ کے اور علم عرض غیر اضافی ہے جو متعلق
ہے منتصب عنہ کے الاضافۃ ہی النسبۃ العارضۃ للشیئ
بالقیاس الی نسبۃ اُخری کالابوۃ والبنوۃ یا وہ ذات
مقدرہ اضافت مین ہوگی جیسے یعجبنی طیبہ نفسا و ابا و ابوۃ
و دادًا و علمًا للہ درہ فارسًا یہہ مثال ہے اسبات کی کہ
تمیز کبھی صفت مشتق بھی ہوتی ہے اور اگر تمیز ایسا اسم ہو
جو منتصب عنہ کی تمیز بن سکے تو جائز ہے کہ منتصب عنہ اور اسکے
متعلق دونون کی تمیز ہو جیسے طاب زید ابًا اس مین اگر طیب

جوہر قائم بالذات ہو اور اس کو عین کہتے ہین اور جو قائم بالغیر ہو وہ عرض ہے اور جوہر کہ علاقہ اسکا کسی غیر سے نہو وہ غیر اضافی ہے اور اگر علاقہ غیر سے نہ رکھے ... وہ غیر اضافی

... شبہ ... منتصب عنہ ... نصب ... معنی ... متعلق کی

کی اسناد زید کے طرف ہو اس اعتبار سے کہ وہ باپ ہے
عمرو کا تو اَباً منتصب عنہ زید کی تمیز ہوگی اور اگر طیب کی اسناد
متعلقِ زید یعنے اوس کے باپ کیطرف ہو تو اَباً متعلق منتصب عنہ
کی تمیز پڑے گی اور اگر تمیز منتصب عنہ کی تمیز نہ بن سکے
تو وہ متعلقِ منتصب عنہ کی تمیز ہوگی جیسے طاب زیدٌ ابوۃً
علماً دارًا ان دو نو صور تون مین تمیز مطابق ہوگی مقصود کے
مفرد و تثنیہ و جمع ہونے مین جیسے طاب زید اَباً و الزیدان
ابوین و الزیدون اباءً اگر جس وقت تمیز جنس ہو تو مفرد
ہی لائی جائے گی خواہ مقصود واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع جیسے
طاب زید علماً و الزیدان علماً و الزیدون علماً ہان
اگر جنس سے معنی جنسی مقصود نہ ہو بلکہ انواع مقصود ہو تو تمیز
مفرد و تثنیہ و جمع لائی جائیگی جیسے طاب زید علماً و الزیدان
علمین و الزیدون علوماً۔ اور اگر تمیز صفت مشتق ہو تو
وہ خاص منتصب عنہ ہی کی تمیز ہوگی نہ اوسکے متعلق کی اور
مفرد و تثنیہ و جمع و مذکر و مونث ہونے مین اوس کے مطابق
ہوگی جیسے للہ درہٗ فارساً و للہ درھما فارسین و للہ
درھم فوارس اور جب تمیز صفت ہوتی ہے تو اوس مین حال
کا بھی احتمال ہوتا ہے جیسے طاب زیدٌ فارساً مین فارساً
تمیز بھی ہو سکتی ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے یعنے حال کو نہ

فائدہ اور تمیز اپنے عامل پر جس وقت کہ وہ اسم تام ہو بالاتفاق
مقدم نہیں ہو سکتی پس عندی درهماً عشرون وزیتاً رطل کہنا
صحیح نہیں ہے اور مذہب اصح یہہ ہے کہ تمیز اپنے عامل پر جسوقت
کہ وہ فعل ہو ۵۲ مقدم نہیں ہو سکتی پس طاب زیدٌ اباً بمعنی اباً طاب
زیدٌ کہنا درست نہیں ہے بخلاف مازنی ومبرد کے کہ ان دونو
کے پاس تمیز اپنے عامل پر اگر وہ فعل صریح ہو یا اسم فاعل ومفعول تو
مقدم ہو جاوے گی اور اگر فعل صریح نہ ہو جیسے فجرنا الارض عیوناً
یعنے انفجرت عیونہا یا جیسے امتلأ الاناءُ ماءً یعنے ملأہ
الماءُ تو اس صورت مین عامل پر اپنے مقدم نہو گی ۔ مستثنے
کے دو قسم ہین ایک متصل دوسرا منقطع مستثنے متصل وہ اسم ہے جو بذریعہ
الّا یا اوسکے اخوات حاشا وخلا وغیرہ کے متعدد ۵۳ مین سے نکالا جائے خواہ
وہ متعدد لفظ مین موجود ہو جیسے جاءنی القوم الا زیداً یا مقدر ہو
جیسے ماجاءنی الا زید یعنے ماجاءنی احدٌ الا زید مستثنے
منقطع وہ اسم ہے جو بعد الّا اور اس کے اخوات کی مذکور ہو
اور متعدد سے نہ نکالا جائے جیسے جاءنی القوم الا حماراً ۔ اگر
مستثنے بعد ایسے الّا کے واقع ہو جو صفت کے لئے نہ ہو اور
کلام موجب یعنے ایسے کلام مین ہو جس مین نفی ونہی واستفہام
نہ ہو جیسے جاءنی القوم الا زیداً یا مستثنے مستثنے منہ پر مقدم
ہو جیسے جاءنی الا زیداً القوم و یا مستثنے منقطع ہو موافق

۵۱ بعض قسم کی تمیز پر بعض وقت (من) زائد ہوتا ہے جیسے لله دره من فارس وعز من قائل اسوقت عامل کا اشتغال نہیں ہے کیونکہ عامل پر (من) زائد نہیں ہوتا ۱۲

۵۲ [illegible]

۵۳ متعدد سے مراد وہ چیز ہے جس مین کئی اجزا ہون یا افراد متعدد ہون جیسے ماجاءنی احدٌ الا زیداً یا اجزا متعدد ہون جیسے اشتریت العبد الا نصفہ ۱۲

اکثر لغات کے جیسے جاء نی القوم الاحمارًا یا مستثنےٰ بعد عدا و خلا کے ہو موافق اکثر استعمال کے جیسے جاء نی القوم عدا زیدًا وخلا زیدًا یا بعد ماخلا وماعدا کے ہو جیسے جاء نی القوم ماخلا زیدًا وماعدا عمرًا یا بعد لیس کے ہو جیسے جاء نی القوم لیس زیدًا یا بعد لا یکون کے ہو جیسے جاء نی القوم لا یکون زیدًا تو ان سب صور تون مین مستثنےٰ کو نصب دینا واجب ہے اور جس وقت مستثنےٰ بعد اِلّا کے کلام غیر موجب مین ہو اور مستثنےٰ منہ مذکور ہو تو اوس کو مستثنےٰ ٹھراکر نصب بھی دیسکتے ہین اور مستثنےٰ سے بدل قرار دینا مختار ہے جیسے مافعلوہ الّا قلیل وقلیلاً کہ اس مین قلیلا کو مستثنےٰ بناکر منصوب پڑہ سکتے ہین اور قلیلٌ کو (مافعلو) کی ضمیر سے بدل قرار دیکر مرفوع پڑہنا مختار ہے اور جیسے مامررت باحدٍ الّا زیدٍ وزیدًا وماراَیتُ احدًا الّا زیدًا اور اگر مستثنےٰ منہٗ مذکور نہ ہو اور مستثنےٰ کلام غیر موجب مین ہو تو اوس مستثنےٰ کو عامل کے موافق اعراب دیا جاتا ہے اور ایسے مستثنےٰ کو مُفَرّغ کہتے ہین اور اس مین کلام غیر موجب کی جو قید لگائی گئی ہے صرف اس غرض سے ہے کہ پورا فائدہ حاصل ہوجائے کیونکہ اکثر کلام غیر موجب مین معنے درست ہوا کرتے ہین اور کلام موجب مین بہت کم جیسے ماضربنی الّا زیدٌ۔ کہ اگر اس کو کلام موجب بناکر ضربنی الا زید کہا جائے تو معنی درست نہ ہونگے کیونکہ اس وقت یہہ معنے ہون گے کہ مجکو سوائے زید کے

سب لوگوں نے مارا اور یہہ ٹھیک نہین ہے ۔ مگر جس وقت کلام موجب
ہی مین معنی درست ہو جائین تو پھر غیر موجب کے قید کی ضرورت نہین
جیسے قرات الیوم الا کذا یعنے قرات ایام الاسبوع او الشہر الا
یوم کذا اور چونکہ مستثنے مفرغ کلام موجب مین بن نہین سکتا تا وقتیکہ
اوس کے معنے درست نہ ہولین اس لئے ما زال زید الا عالما کہنا
ناجائز ہے کیونکہ زال مین معنے نفی کے ہین اور جب اس پر ما پڑھا
یا گیا تو نفی کی نفی ہوئی جو اثبات کا فائدہ دیتی ہے تو اس جملہ کے یہہ
معنے ہوئے ثبت زید دائما علی جمیع الصفات الا صفة العلم ۔
یعنے زید مین سوائے صفت علم کے باقی اور سب صفات موجود ہین
اور یہہ معنے درست نہین اور جس وقت مستثنے مستثنے منہ کے لفظ
سے بدل نہ بن سکے تو مستثنے منہ کے محل و موضع سے بدل بنایا جائیگا
جیسے ماجاءنی من احد الا زید مین جو نفی کے معنے تھے وہ الّا
کے آنے سے ٹوٹ گئے تو کلام مثبت ہو گیا پس اگر زید کو احد کے
لفظ سے بدل ڈالین اور یون کہین ماجاءنی من احد الا زید
تو چونکہ بدل مبدل منہ کے جگہ مین قایم ہو سکتا ہے اس لئے یہ کلام
حکم مین ہوگا جاءنی من زید کے اور اس مین من زاید ہوگا جو خلاف
جمہور ہے کہ من استغراقیہ کلام مثبت مین زاید نہین ہوتا پس
اس مثال مین زید کو احد کے محل سے جو مرفوع ہے بدل بنا کر رفع
دیا گیا اور لا احد فیہا الا عمرو و ما زید شیئا الا شئی لا یعبابہ

مثال اول مین عمراً کو احد کے لفظ سے اور مثال ثانی مین شئی ثانی
کو شئے اول کے لفظ سے بدل نہین بنا سکتے کیونکہ ما و لا نفی کا عمل
کرتے ہین اور الّا کے آنے سے نفی ٹوٹ گئی تو کلام مثبت ہو گیا اور
کلام مثبت مین ما و لا عامل نہین بنائے جا سکتے پس مثال اول مین عمرٌ
کو لا احد کے محل سے اور مثال ثانی مین شئے ثانی کو شئے اول کے محل سے بدل بناکر
رفع دیا گیا بخلاف لیس زید شیئاً الا شیئاً کے کہ اسمین شئی ثانی کو شئے اول کے لفظ سے بدل
قرار دے سکتے ہین کیونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور الا آنے سے اگر نفی ٹوٹ
جائے تو اوسکے عمل مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ لیس جس کے سبب سے عمل کرتا
ہے یعنے فعلیت وہ تو باقی ہے اور چونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور ما و لا نفی کا اس لئے
لیس زید الا قائماً کہنا جائز ہے کیونکہ اگرچہ الّا سے نفی ٹوٹ گئی مگر فعلیت
تو باقی ہے و ما زید الا قائماً کہنا جائز نہین ہے کیونکہ ما نفی کا عمل
کرتا ہے اور الّا کے آنے سے اوسکی نفی ٹوٹ گئی پس کلام مثبت ہو گیا
اور اوس کا عمل باطل ہو گیا اور اگر مستثنٰے بعد غیر و سوی و سواء
کے آئے تو مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم غیر زید و سوی
زید و سواء زید اور بعد حاشا کے آئے تو اکثر استعمال مین
مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم حاشا زید اور بعض لوگ اسکو
نصب دیتے ہین جیسے جاء نی القوم حاشا زیداً اور غیر
جس وقت استثنا کے معنی مین مستعمل ہو تو اوس کا اعراب
مستثنٰے با لا کے اعراب کے مانند ہے موافق تفصیل سابق کے مثلاً

جاء نی القوم الا زیدا ہین اگر الا کی جگہ لفظ غیر رکھدین تو زیدا
کو جو اعراب تہا وہی اعراب غیر کو ہوگا اور کہا جائیگا جاء فی القوم
غیر زید ا اسیطرح جاء نی الا زیداً القوم ہین جاء نی غیر
زید ن القوم کہینگے علی ہذا القیاس اور غیر اصل ہین موضوع صفت
کے لئے ہے بعض وقت الا استثنا ئید کی جگہ ہین اوسکا استعمال ہوتا ہے
جسطرح سے کہ الا جو موضوع ہے استثنا کے لئے کبہی اوس کا استعمال غیر
صفتی کی جگہ ہین ہوتا ہے اور الا کا غیر صفتی کی جائے ہین استعمال
کیا جانا اوسیوقت ہوگا جبکہ الا بعد واقع ہو ایک ایسی جمع کے جو نکرہ ہو
اور محصور نہ ہو کیونکہ اس صورت ہین استثنا متعذر ہے جیسے لو
کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا اس آیہ ہین الا بعد آیا ہے -
آلہۃ کے جو جمع ہے اور نکرہ غیر محصور ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ الہۃ
ہین یقینی طور سے داخل نہین ہے تو پہر یہہ الا استثنا کے لئے نہین
ہوسکتا اور دوسرا مانع یہ ہے کہ اگر الا کو استثنائے معنی ہین لین تو اس
آیت کے معنی بگڑ جاتے ہین یعنے یہ معنی ہونگے لو کان فیہما الہۃ مستثنے
عنہا اللہ لفسدتا اگر ہوتے آسمان و زمین ہین کئے اللہ جن ہین سے
اللہ مستثنے ہے تو انتظام بگڑ جاتا تو اس سے یہہ نکلا کہ اسمین ایسے خدا
ہین جن ہین سے اللہ مستثنے نہین ہے اور یہ مخالف ہے ثبوت وحدانیت
کے پس اس آیہ ہین الا غیر صفتی کے معنی ہین استعمال ہوا ہے یعنے
اگر ہوتے آسمان و زمین ہین کئی خدا ایسے جو مغایر ہین اللہ کے تو انتظام

بگڑ جاتا اس سے یہہ نکلا کہ آسمان و زمین مین ایسے کئے خدا ہی
نہین جو اللہ کے مغایر ہین جب مغایرت کی نفی ہوگئی تو تعدد جو
اس کو لازم تہا اوس کی بہی نفی ہوگئی پس وحدانیت ثابت ہوگئی
اور اس صورت کے سوا کسی اور صورت مین الا کو غیر
صفتی کی معنی مین استعمال کرنا ضعیف ہے اور اعراب سوی
وسواء کا نصب ہے بنا بر ظرفیت کے موافق مذہب اصح کے
جیسے جاء نی القوم سوی زیدٍ وسواء زیدٍ بجائے مکان
زید کے اور کوفیین حالت رفع و نصب و جر مین غیر کے مانند اس کو
اعراب دیتے ہین خبر کان اور اوس کے اخوات کی مسند
ہوتی ہے بعد ان حروف کے داخل ہونے کے جیسے کان زید
قائماً اور اس کی خبر کا حال مبتدا کی خبر کے مانند ہے مگر اسکی
خبر جس وقت معرفہ ہو تو اسم پر مقدم ہو سکتی ہے جیسے کان
المنطلق زیدٌ اور کبھی خبر کان کا عامل یعنے کان حذف کر دیا
جاتا ہے جس صورت مین کہ لفظ اِنْ کے بعد ایک اسم ہو
پہر اس کے بعد ف ہو اور بعد اسکے ایک اور اسم ہو
جیسے اَلنَّاسُ مجزیون باعمالھم ان خیراً فخیرٌ وان شراً
فشرًا اس طرح کی صورت مین چار صورتین نکلتے ہین اول یہہ
کہ پہلے اسم کو نصب دین اور دوسرے اسم کو رفع جیسے
ان خیراً فخیر وان شراً فشرٌ یعنے ان کان عملہ خیراً

فجزاءُہٗ خیرٌ و ان کان عملہ شرًا فجزاءُہٗ شرٌ دوسرا یہہ کہ دونو
اسم کو نصب دیں جیسے ان خیرًا فخیرًا وان شرًا فشرًا یعنے
ان کان عملہ خیرًا فکان جزاءُہٗ خیرًا وان کان عملہ شرًا
فکان جزاءُہٗ شرًا سوم یہہ کہ دونو اسم کو رفع دیں جیسے ان خیر
فخیر وان شرٌ فشرٌ یعنے ان کان فی عملہ خیرٌ فجزاءُہٗ خیرٌ و
ان کان فی عملہ شر فجزاءُہٗ شرٌ چہارم یہہ کہ پہلے اسم کو رفع دیں
اور دوسرے اسم کو نصب جیسے ان خیرٌ فخیرًا وان شرٌ فشرًا
یعنے ان کان فی عملہ خیر فکان جزاءُہٗ خیرًا وان کان فی
عملہ شرٌ فکان جزاءُہٗ شرًا اور واجب ہے حذف کرنا خبر کان کے
عامل یعنے کان کا جس مقام میں کہ کان کو محذوف کرکے اوس کے عوض
میں لفظ ما بڑہادیں جیسے امّا انت منطلقًا انطلقتُ یعنی لان
کنت منطلقًا انطلقت اس میں امّا انت دراصل لان کنت
تہا لام قیاسًا حذف ہوگیا کیونکہ لام کو ان پر سے حذف کرنا قیاسی
ہے پہر کلمہ کان کو اختصار کے لئے حذف کیا اور ضمیر متصل منفصل
بن گئی اور لفظ ما بعد اُن کے کان کی جگہ میں زیادہ کیا اور
نون میم میں مدغم ہوگئی یہہ اس صورت میں ہے کہ جس وقت
امّا انت کے ہمزہ کو مفتوح پڑہیں اور اگر مکسور پڑہیں اور
اما انت منطلقا انطلقت کہیں تو اس کی اصل ان کنت
منطلقا انطلقتُ ہوگی کان کو اختصارًا حذف کیا تو ضمیر متصل

منفصل بن گئی اور لیئنہ ما بعد ان کے کان جگہ بیچ بڑھا یا گیا پھر نون
وہم میں ادغام ہوکر اننا انت ہو گیا۔ اسم انّ اور اس کے اخوات
مسند الیہ ہوتا ہے ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے
انّ زیداً قائمٌ منصوبات میں سے ایک لا نفی جنس کا
اسم ہے جو مسند الیہ ہوتا ہے بعد لا کے داخل ہونے کے
اور بعد لا کے بلا فاصلہ واقع ہوتا ہے نکرہ مضاف ہوکر یا مشابہ
مضاف لا غلام رجل ظریف فیہا یہ مثال ہے نکرہ مضاف
کی و لا عشرین درھما لک یہ مثال ہے نکرہ مشابہ مضاف
کی اگر اسم لا کا مفرد ہو یعنے نہ مضاف ہو نہ مشابہ مضاف
ہو تو علامت نصب پر مبنی ہوتا ہے جیسے لا رجل فی الدار
ولا مسلمات فی الدار ولا مسلمین ولا مسلمین لک اور
اگر معرفہ ہو یا لا اور اسم لا میں فاصلہ آگیا ہو تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے جیسے لا زیدٌ فی الدار
ولا عمرٌو ولا غلام زید فی الدار ولا عمرو ولا فی الدار
رجل ولا امرأة ولا فی الدار غلام رجل ولا امرأة ولا فی الدار زید ولا عمرو ولا
فی الدار غلام زید ولا عمرو اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ
اوپر بیان کیا ہے کہ اسم لا کا جب معرفہ ہوتا ہے تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے مالانکہ اس جملہ قضیۃ ولا
اباحسن لہا میں ابا حسن باوجود اس بات کے کہ معرفہ ہے نہ اس کو

رفع دیا گیا ہی نہ مکرر لایا گیا ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی اس طرح سے کہ ابا حسن اگرچہ لفظ مین معرفہ ہے مگر مراد اس سے
یہاں ایک فیصلہ کرنے والا شخص نکرہ مراد ہے یعنے لا فیصل
لہا اور جس وقت لا عطف کے طور پر مکرر ہو اور ہر لا کے بعد
ایک نکرہ ہو بلا فاصلہ جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اوس مین
پانچ صورتین جائز ہین - اوّل یہہ کہ لا کے بعد کے دونوں اسمونکو
فتح دین جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس صورت مین دونون لا
نفی جنس کے ہونگے اور لا قوۃ کا عطف لاحول پر عطف مفرد کا
مفرد پر ہوگا اور خبر محذوف ہوگی لاحول ولا قوۃ موجودٌ الا
باللہ یا عطف جملہ کا جملہ پر اے لاحول الا باللہ ولا قوۃ الا باللہ
اور خبر جملہ اولی کی محذوف رہیگی - دوم یہہ کہ پہلے اسم کو فتح دین اور
دوسرے کو نصب جیسے لاحول ولا قوۃ اس مین پہلا لا نفی جنس کا
اور دوسرا زایدہ تاکید نفی کے لئے - سوم یہہ کہ پہلے کو فتح دوسرے
کو رفع جیسے لاحول ولا قوۃ اس مین پہلا لا نفی جنس کا اور دوسرا
زاید - چہارم دونو اسم کو رفع جیسے لاحول ولا قوۃ اس
صورت مین یہہ جواب ہوگا الغیر اللہ حول و قوۃ کا اس لئے
سوال کے مطابقت کے واسطے جواب مین بھی رفع دیا گیا پنجم پہلے
کو رفع دین اور دوسرے کو فتح مگر اول کو رفع ضعیف ہے جیسے
لاحول ولا قوۃ اس مین پہلا معنے مین لیس کے ہوگا جو ضعیف ہے

اور دوسرا لا نفی جنس کے لئے اور جسوقت لا نفی جنس پہ ہمزہ داخل
ہو تو لا کے عمل مین کچھہ تغیر نہین آئے گا اور معنی اس ہمزہ کے یا تو استفہام
کے ہونگے جیسے الا رجل فی الدار یا عرض کرکے معنے ہونگے جیسے لا
نزول عندی یا تمنی کے جیسے الا ماء اشربہ لا نفی جنس کے اسم مبنی
کے پہلے صفت جو مفرد ہو اور اسم سے متصل ہو بلا فاصلہ وہ مبنی علی
الفتح ہو سکتی ہے اور اس کو معرب قرار دیکر باعتبار محل بعید کے رفع اور
باعتبار لفظ یا محل قریب کے نصب بہی دیسکتے ہین جیسے لا رجل ظریف
وظریف وظریفا اور نہ معرب ہے یعنے اگر لا کے اسم معرب کی صفت
اول ہو جیسے لا غلام رجل ظریفا یا یہہ کہ لا کے اسم مبنی ہی کی صفت
ہو مگر صفت اول نہ ہو جیسے لا رجل ظریف کریم فی الدار - یا یہہ کہ
صفت مضاف ہو جیسے لا رجل حسن الوجہ یا یہہ کہ صفت اور اسم
لا بین فاصلہ آگیا ہو جیسے لا غلام فیہا ظریفٌ تو ان سب صورتون
مین صفت کو معرب قرار دیکر رفع دین یا نصب اور اگر معطوف نکرہ ہو
اور لا اوس مین مکرر نہ آیا ہو تو لا نفی جنس کے اسم مبنی پر لفظ کے
اعتبار سے عطف دیکر اوس کو منصوب پڑھ سکتے ہین اور محل کے
اعتبار سے عطف دیکر مرفوع جیسے لا اب وابنًا وابنٌ اور اگر معطوف
معرفہ ہو تو رفع واجب ہے جیسے لا غلام لک والفرس اور لا اباله
ولا غلامی لہ یعنے وہ ترکیب کہ جسمین لا نفی جنس کے اسم کے
بعد لام اضافت آوے اور اوس اسم پر احکام اضافت کے

جاری کئے جاوین مثلاً یہہ کہ لا اباین کا الف باقی رکھا جاوے ولا غلامین سے نون حذف کیجاوے تو استعمال اسکا جائز ہے بسبب مشابہ ہونے اسم لا کے ان دو نو ترکیبون مین مضاف کے ساتھ اور مشابہ اس سبب سے ہے کہ اسم لا مضاف کے ساتھ اس کے اصل معنے مین شریک ہے یعنے جو معنی اختصاص کے حالت اضافت مین پائے جاتے ہین وہ اس ترکیب مین بھی ہین اور چونکہ یہہ دو نو ترکیبین مضاف کے مشابہ ہونے کے سبب سے جائز ہین اس لیے لا ابا فیھا کہنا جائز نہین کیونکہ اس مین اب کو دار کے ساتھ کوئی اختصاص نہین تاکہ اس کی اضافت دار کے طرف صحیح ہو اور یہہ دو نو ترکیبین یعنے لا اباله ولا غلامی له درحقیقت مشابہ مضاف ہین نہ مضاف ورنہ اس کے معنے بگڑ جائینگے وجہ اس کی یہہ ہے کہ ان دو نو ترکیبون کے معنے بحالت اضافت بغیر کسی خبر کو مقدر لینے کے حاصل نہین ہوتے یعنے لا اباه موجود ولا غلامیه موجودان دوسرے وجہ یہہ ہے کہ حالت اضافت مین اب معلوم اور غلامین معلومین کی نفی ہوگی نہ جنس اب و غلامین کی اور مقصود جنس اب و غلامین ہی کی نفی ہے بخلاف سیبویہ کے کہ وہ ان دو نو ترکیبون مین اسم لا کو درحقیقت مضاف جانتا ہے اور کہتا ہے کہ مضاف و مضاف الیہ کے درمیان جو لام آیا ہے بہہ تاکید ہے لام مقدر کے اور لا کا اسم اکثر حذف ہو جایا کرتا ہے جیسے لا علیك یعنے لا باس علیك خبر اوس ما و لا کی جو لیس کے مشابہ ہین ان

دو نو حرفوں کے داخل ہونے کے بعد وہ مسند ہوتی ہے اور ما و لا
کے خبر کا خبر ہونا اہل حجاز کے محاورات بین ہے اور بنو تمیم نہ اس کے
اسم کو اسم جانتے ہین نہ خبر کو خبر بلکہ اس کو مطلق مبتدا و خبر کہتے
ہین جیسے پہلے تھے اور اگر ان لفظ ما کے ساتھہ بڑھا یا جائے جیسے
ما ان زید قائم یا نفی الا کے سبب سے ٹوٹ جائے جیسے ما زید
الا قائم یا خبر ما کی اسم کے پہلے آجائے ما قائم زید تو ان صورتون
بین ما کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور جس وقت ما و لا کے خبر پر کسی
اسم کا عطف ایسے حرف کے ذریعہ سے دین جو معنی ثبوتی کا فائدہ دیتا
ہے جیسے ما زید مقیما بل مسافر و ما عمرو قائما لکن قاعد تو اوس
اسم معطوف کو رفع دینا واجب ہے مجرورات - مجرور وہ اسم
ہے جو مضاف الیہ کی علامت کو شامل ہو مضاف الیہ وہ اسم ہے جسکے طرف
کوئی چیز بذریعہ حرف جر کے منسوب ہو خواہ وہ حرف جر لفظ بین موجود ہو جیسے
مادت بزید یا مقدر ہو مگر مقصود ہو جیسے غلام زید کہ اصل بین غلام لزید تھا اور شرط
حرف جر کی تقدیر کے یہہ ہے کہ مضاف اسم ہو اور اوسکی تنوین بسبب اضافت کے ساقط ہو گئی
ہو اضافت کے دو قسم ہین معنوی و لفظی اضافت معنوی وہ ہے کہ مضاف ایسا صفت کا صیغہ
نہ ہو جو اپنے معمول کے طرف مضاف ہو یعنے فاعل یا مفعول کیطرف عام اس
کہ مضاف صفت ہی نہو جیسے غلام زید یا صفت ہو مگر معمول کے طرف مضاف نہ ہو جیسے
مصر و کریم البلد - اسکے تین قسم ہین اول اضافت بمعنے لام یعنے لام مقدر
ہو یہہ اوس صورت بین ہے کہ جس وقت مضاف الیہ مضاف کی جنس سے

نہ ہو اور نہ مضاف کا ظرف ہو جیسے غلام زید یعنے غلامٌ لزید دوم اضافت
بمعنے مِن یہہ اوس صورت مین ہے کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس سے
ہو جیسے خاتم فضۃ یعنے خاتم من فضۃ ف یاد رہے کہ مضاف
الیہ کی جنس مضاف ہونے سے مراد یہہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف
اور غیر مضاف دونون پر صادق ہو بشرطیکہ مضاف بہی غیر مضاف
الیہ پر صادق آئی پس ان دونون مین عموم وخصوص من وجہ کی
نسبت ہے سوم اضافت بمعنی فی یہہ اوس صورت مین ہے کہ
مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہو جیسے ضرب الیوم یعنے ضرب
فی الیوم اور اضافت بمعنے فی قلیل الاستعمال ہے اور اضافت
معنوی کا فائدہ یہہ ہے کہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف مین تعریف
پیدا کر دیتی ہے جیسے غلام زید اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف
مین تخصیص پیدا کرتی ہے جیسے غلام رجل اور شرط اضافت معنوی کی
یہہ ہے کہ مضاف مین تعریف نہ ہو اور وہ ترکیب جس کو کوفیین نے
جائز رکھا ہے یعنے عدد معروف باللام مضاف ہو طرف معرف باللام معدود
کے جیسے الثلثۃ الاثواب والخمسۃ الدراہم والمائۃ الدینار
ضعیف ہے کیونکہ عدد کے معرف باللام ہوتے ہوئے معرفہ کیطرف
مضاف کرنا تحصیل حاصل ہے اور دوسرے یہہ کہ فصحا کے کلام مین عدد
بغیر لام تعریف کے مضاف ہوتا ہے جیسے قول ذی الرمہ کا مصرع ثلث الاثافی والدیار البلاقع اور اضافت
لفظی وہ ہے کہ مضاف صفت کا صیغہ ہو اور اپنے معمول کیطرف مضاف ہو جیسے ضارب زید

کہ اس مین اسم فاعل مضاف ہوا ہے اپنی معمول اسم مفعول کیطرف
اورحسن الوجہ کہ اس مین اضافت صفت مشبہ کی ہوئی ہے اپنی
معمول اسم فاعل کیطرف اور اضافت لفظی صرف تخفیف لفظ کا فائدہ
دیتی ہے نہ تعریف وتخصیص کا یا تو تخفیف صرف لفظ مضاف مین ہوگی
جیسے ضاربُ زید کہ در اصل ضاربٌ زیداً تھا بسبب
مضاف ہونے کے تنوین ضاربٌ کی جو مضاف ہے جاتی رہی یا
صرف لفظ مضاف الیہ مین جیسے القائم الغلام کہ اصل مین القائم
غلامہ تھا جس وقت قائم کو غلام کیطرف مضاف کیا تو ضمیر غلامُہ کی
حذف ہوگئی اور قائم مین مستتر ہوگئی یا مضاف مضاف الیہ دونوں کے
لفظ مین ہوگی جیسے زیدٌ قائمُ الغلام کہ اصل مین زیدٌ قائمٌ
غلامُہُ تھا قائم سے جو مضاف ہے تنوین جاتی رہی اور غلامُہُ
جو مضاف الیہ ہے اوس مین سے ضمیر حذف ہو کر قائمٌ مین مستتر ہوگئی
اور چونکہ اضافت لفظیہ تخفیف لفظ کا فائدہ دیتی ہے نہ تعریف وتخصیص کا
اس لئے مررت برجل حسن الوجہ کہنا جائز ہے کیونکہ یہہ اصل مین
حسنٌ وجہُہٗ تھا حسن کی تنوین بسبب تخفیف لفظ کے گرگئی اور
تعریف وتخصیص نہین پیدا ہوئی تو حسن الوجہ نکرہ رہا پس حسن الوجہ ترکیب
اضافی صفت اور رجلٍ اوسکا موصوف دونوں نکرہ ہین اور اس مین
کوئی نقصان نہین اور مررت بزیدٍ حسن الوجہ ناجائز ہے
کیونکہ حسن الوجہ نکرہ ہے اور زید معرفہ اور صفت وموصوف مین

مطابقت شرط ہے اور الضاربا زید والضاربو زیدٍ جائز ہے کہ اصل
مین الضاربان زیداً والضاربون زیداً تھے بسبب مضاف
ہونے کے نون تثنیہ و جمع کا حذف ہوگیا تو لفظ مین تخفیف حاصل ہوگئی
جو اضافت لفظی سے مقصود تھا اور الضارب زیدٍ کہنا ناجائز ہے
کیونکہ الضاربُ کی تنوین الف لام تعریف کے داخل ہونے کے
سبب سے چلی گئی ہے نہ اضافت کے سبب سے تو تخفیف لفظی نہ ہوئی
اس مین فرّا کا اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ جائز ہے اوس کے موئد
تین دلیلین ہین اول یہہ کہ الضارب زید اصل مین ضارب
زیداً تھا پہلے اضافت کے سبب سے ضارب کی تنوین جاتی رہی
اور بعد اس کے الف لام تعریف بڑھا یا گیا تو تخفیف ضارب کے
تنوین کی اضافت کی سبب سے ہوئی نہ الف لام سے اسکا جواب صاحب
کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ الف لام تعریف کو موخر خیال کرنا
اور اضافت کو مقدم خلاف ظاہر ہے کیونکہ الف لام بمنزلہ جز کلمہ کے
ہوتا ہے اور اضافت خارج ہوتی ہے تو الف لام کا پہلے لحاظ کرنے
چاہیئے اور اضافت کا پیچھے دوم یہہ کہ الواھبُ المائۃ الھجان
وعبدِھا جو اعشے کا شعر ہے اس مین عبدھا مجرور ہے اور اس کا
عطف ہوا ہے المائۃ پر تو یون عبارت ہوجائے گی الواھب
عبدھا جو الضاربُ زید کے مانند ہے جس وقت ایسے شاعر
بلیغ نے ایسی ترکیب کا استعمال کیا ہے تو پھر الضارب زید کو کیون

ناجائز رکہین جواب اسکا مصنف نے یہہ دیا ہے کہ الواہب المائة
الهجان وعبدها سے دلیل لانا ضعیف ہے کیونکہ عبدہا کے واو کے
مجرور پڑہنے پر کوئی نص نہین ہے بلکہ باعتبار محل کے منصوب بھی
ہوسکتا ہے اور مفعول معہ بھی سوم یہہ کہ الضاربُ الرجلِ والضاربُہ
جائز ہین حالانکہ یہہ دونو الضارب زید کے مانند ہین جب وہ
جائز ہین تو اس کو بھی جائز رکہنے چاہئے جواب یہہ دیا ہے کہ الضارب
الرجل ناجائز ہونا چاہئے تھا مگر الحسن الوجہ مین جو الوجہ کو مضاف
الیہ قرار دیکر مجرور پڑہنے کی ایک صورت پسندیدہ ہے اوس پر
قیاس کرکے اس کو بھی جائز کر دیا کیونکہ الضاربُ الرجل والحسن الوجہ
دونو مشترک ہین اسبات مین کہ مضاف صفت و معرف باللام ہے اور
مضاف الیہ جنس و معرف باللام بخلاف الضارب زید کے کہ یہین
مضاف الیہ جنس نہین ہے اور اسی طرح الضاربک والضاربی
والضاربہ وغیرہ بھی ناجائز ہونا چاہئے تھا بسبب تخفیف لفظی
نہونے کے موافق مذہب سیبویہ کے جو قائل ہے اسبات کا
کہ الضاربک مین الضاربُ مضاف ہوا ہے ضمیر کے طرف مگر
ضاربک پر قیاس کرکے الضاربک کو جائز کیا گیا وجہ اسکی یہہ ہے
کہ اسم فاعل و اسم مفعول جس وقت نکرہ ہون اور اون کو اون کے
مفعولون کے ساتہہ جو ضمائر متصل ہون ملانا چاہین تو اسم فاعل اسم
مفعول کو مضاف کرتے ہین مفعول کیطرف بغیر لحاظ کرنے تخفیف

لفظ کے جیسے ضارباک میں ضارب جو اسم فاعل ہے اپنے مفعول
ضمیر متصل کے طرف مضاف ہے اگرچہ تخفیف لفظی نہیں ہے اور جب
ضاربُک کو باوجود تخفیف لفظ نہ ہونے کے جائز کر دیا تو الضاربُک
کو بھی اسی پر قیاس کر کے جائز رکھدیا کیونکہ ان دونوں میں اسم فاعل
مضاف ہوا ہے ضمیر متصل کے طرف بخلاف الضارب زید کے
کہ اس میں اسم فاعل ضمیر کے طرف مضاف نہیں ہے بلکہ اسم معرفہ
کیطرف مضاف ہے۔ موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف نہیں ہوتا
اور نہ صفت اپنی موصوف کے طرف یعنے جس کلام میں ترکیب وصفی
پائی جاسکے اور سکے ہونے ہوئے ترکیب اضافی کے معنے اسمیں
نہیں آسکتے اور اگر اعتراض کیا جائے کہ مسجد الجامع وجانب
الغربی وصلوٰۃ الاولیٰ وبقلۃ الحمقاء۔ ان سب ترکیبوں میں
موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف ہوا ہے کہ مسجد موصوف اور
الجامع اس کی صفت اور جانب موصوف ہے اور الغربی اسکی
صفت اور صلوٰۃ موصوف ہے اور الاولیٰ اس کی صفت اور
بقلۃ موصوف اور الحمقاء اس کی صفت حالانکہ وہ بیان کیا ہے
کہ موصوف اپنی صفت کے طرف مضاف نہیں ہوتا جواب اس کا
یہ ہے کہ ان سب ترکیبوں کی تاویل کی گئی ہے اس طرح سے کہ مسجد
الجامع معنی میں ہے مسجد الوقت الجامع کے یعنے یہاں لفظ الوقت
مقدر ہے جو موصوف ہے الجامع کا اور مسجد مضاف ہی الوقت کے

طرف تو جامع نہ مضاف الیہ ہے مسجد کا نہ صفت ہے اس کی۔ اسیطرح
جانب الغربی معنی مین ہے جانبُ المکان الغربی کے وصلوٰۃ الاولیٰ
بمعنے صلوٰۃ الساعۃ الاولیٰ اور بقلۃ الحمقاء بمعنے بقلۃ حبۃ الحمقا
اور اگرچہ کوئی اعتراض کرے کہ جرادٌ قطیفۃ و اخلاقِ ثیاب اصل مین
قطیفۃ جرادٌ و ثیابٌ اخلاقٌ ہے اس مین صفت مقدم کی گئی ہے
موصوف پر اور مضاف ہوئی ہے طرف موصوف کے حالانکہ اوپر بیان
کیا تھا کہ صفت موصوف کیطرف مضاف نہین ہوتی جواب اسکا یہہ ہے
کہ اس کی تاویل اسطرح سے کی گئی ہے کہ جب عربون نے قطیفۃ جرادٌ
مین سے قطیفۃ کو حذف کیا تو جرادٌ ایک اسم غیر صفتی ہو گیا اور معنی
ابہام کے اوس مین پیدا ہو گئے اور جب ان کو مقصود ہوا کہ اس مین
تخصیص پیدا کرین تو اس کو مضاف کردیا قطیفۃ کیطرف پس اس وقت
اضافت جرادٌ کی قطیفۃ کے طرف صفت ہونے کے اعتبار سے
نہین ہے بلکہ باعتبار اوسکے مبہم ہونے کے اسیطرح اخلاقُ ثیاب
اور جو اسم کہ مشابہ ہو دوسرے اسم کے ساتھہ عمومیت اور خصوصیت
مین تو اوس اسم کی اضافت دوسرے اسم کیطرف نہین ہوسکتی
بسبب نہ حاصل ہونے فائدہ اضافت کے خواہ دونون اسم مترادف
ہون جیسے لیث واسد کہ ذات وحقیقۃ مین مترادف ہین اور حبس
منع کہ معنی مین مترادف ہین یا یہہ کہ مترادف نہون بلکہ متساوی
فی الصدق ہون یعنے دونون اسم ایک چیز پر صادق آنے مین برابر

ہوں جیسے انسان و ناطق بخلاف کل الذ ا ہم دعاین الشبی کے
یہہ اضافت جائز ہے کیونکہ ان دونوں میں اضافت عام کی خاص
کے طرف ہوتے ہے اور جو اضافت سے مقصود تہا مثلاً تخصیص وہ
حاصل ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ سعید کرز باوجود اسبات کے
کہ ایک ہی مسمی کے دو نام ہیں اور مشابہ ہے لیث اسد کے ایک کی
اضافت دوسرے کے طرف ہو گئی حالانکہ اوپر بیان کیا ہے کہ اس
قسم کی اضافت صحیح نہیں ہے۔ جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی ہے اسطرح سے کہ سعید سے مراد مدلول اور کرز سے مراد لفظ
ہے یعنے جس وقت ہم نے جاءنی سعید کرز کہا تو اسکے یہہ معنی ہوئے
کہ سعید جو لفظ کرز کا مدلول ہے وہ میرے پاس آیا اور اسم صحیح یعنی
وہ اسم جسکے اخیر میں حرف علت نہ ہو یا ملحق بصحیح یعنے وہ اسم
جس کے اخیر میں واو یا یا ہو ما قبل اسکا ساکن ہو ان دونو اسموں سے
اگر کسیکو یاء متکلم کیطرف مضاف کریں تو اس کے آخر کو کسرہ دیا
دیا جاتا ہے اور یا یا تو مفتوح ہو گی یا ساکن جیسے ثوبیؔ و دلوی
وظبیی و دلوی اور اگر اسم کے اخیر میں الف ہو تو یار متکلم
کیطرف مضاف کرنے کے وقت وہ باقی رہتا ہے جیسے عصای
و رحای اور بنی ہذیل اس الف کو اگر تثنیہ کے لئے نہ ہو تو یا سے
بدلتے ہیں اور یا کو یا میں ادغام کرتے ہیں جیسے عصیَّ و رحیَّ
اور اگر اسم کے اخیر میں یا ہو تو یار متکلم میں ادغام کی جائے گی جیسے

مسلمیّ بحالت نصب وجر اور اگر اسم کے اخیر مین واو ہو تو یا سے بدلتا ہے
اور یا یا مین ادغام کیجاتی ہے جیسے مسلمیّ بحالت رفع اور ان تینون
صورتون مین یعنے اگر اسم کے آخر مین الف ہو یا واو ہو یا یا یاے متکلم
کو فتح دیا جاتا ہے تاکہ التقاے ساکنین لازم نہ آجاے اور اسماے ستہ
مکبرہ مین سے اگر اخٌ و ابٌ کو یاے متکلم کیطرف مضاف کرین تو اخی وابی
کہا جائیگا یعنے ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا ہے وہ واپس
نہین لایا جائیگا اور مبرد اخیّ وابیّ کہنے کو جائز جانتا ہے یعنے وہ
کہتا ہے کہ ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا تھا اوس کو حالت
اضافت مین واپس لاکر یا سے بدلین اور پھر یا کو یا مین ادغام کرین
اور حمٌ وھنٌ کو جس وقت یاے متکلم کیطرف مضاف کرین تو حمی وہنی کہا
جائیگا یعنے محذوف واپس نہ لایا جائیگا اور فمٌ کو جس وقت یاے متکلم کیطرف
مضاف کرین تو موافق اکثر استعمال کے فِیّ کہا جائیگا یعنے اس کے
اخیر مین سے جو واو حذف ہوا تھا اوس کو واپس لاکر یا سے بدلین
اور یا کو یا مین ادغام کرین اور بعض لغات مین فمی آیا ہے یعنے
میم جو در عوض واو کے ہے باقی رکھین اور ان پانچون اسمون کو یعنی
اب واخ وحم وھن وفم کو جس وقت مضاف نکرین تو اخٌ وابٌ
وھنٌ وحمٌ وفمٌ کہا جائیگا اور فم کے فا کو تینون حرکتین دے سکتے ہین
لیکن فتح زیادہ فصیح ہے بہ نسبت ضمہ وکسرہ کے اور حم کبھی مانند ید کے
پڑھا جاتا ہے جیسے ہذا حمٌ اوحماک رأیت حماً ادحماک ومررت بحمٍ

اوحمٰك اور کبھی مانند خبا کے جیسے ہذا حمٌ اوحمٰك ورأیت حمًا اوحمٰك ومررت بحماءٍ اوحمٰك اور کبھی مانند دلو کے واو کے ساتھ جیسے ھذا حمْوٌ اوحموك ورأیت حمْوًا اوحموك ومررت بحمو اوحموك اور کبھی مانند عصا کے الف کے ساتھ جیسے ھذا حمًا اوحماك ورأیت حمًا اوحماك ومررت بحما اوحماك۔ اور حَمٌ کا بَدٌ وخباءٌ ودلوٌ وعصا کے مانند مستعمل ہونا مطلق ہے یعنے اضافت مین ہون یا غیر اضافت مین اور ھَنٌ مانند یدٌ کے آتا ہے خواہ حالت اضافت مین ہو یا نہو جیسے ھذا ھَنٌ وھنك ورأیت ھنًا وھنك ومررت بھن وھنك اور ذو ضمیر کے طرف مضاف نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسم جنس کے طرف مضاف ہوتا ہے اور بے اضافت کے بھی استعمال نہین ہوتا۔ التوابع۔ تابع وہ دوسرا اسم ہے جو اپنے پہلے اسم کا سا اعراب رکھتا ہو اور اوس پہلے اسم کو جو اعراب جس حیثیت سے دیا گیا ہو وہی اعراب اوسی حیثیت سے اس دوسرے اسم کو بھی آئے نعت وہ تابع ہے جو عام طور سے دلالت کرتا ہے اوس معنے پر جو اپنی متبوع مین پائی جاتے ہین اور فائدہ نعت کا اکثر یا تو نکرہ مین تخصیص کا پیدا ہوتا ہے یا توضیح معرفہ مین جیسے رجلٌ عالم وزید الظریف اور نعت کبھی صرف مدح کے لئے بھی آتی ہے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا صرف مذمت کے لئے جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یا صرف تاکید کے لئے جیسے نفخة واحدةً اور نعت خواہ مشتق ہو یا غیر مشتق اوسکی صفت واقع ہونے مین کوئی فرق

نہین مگر جسوقت کہ لفت غیر مشتق ہو تو اوس مین یہہ شرط ہے کہ اوس کی
وضع اپنی متبوع کے معنے پر تمام استعمالات مین دلالت کرنیکی غرض سے
ہو جیسے تمیمی و ذو مال کہ تمیمی ہمیشہ ہر استعمال مین دلالت کرتا ہے اسبا
پر کہ ایک ذات قبیلہ بنی تمیم کے طرف منسوب ہے اور ذو مال دلالت
کرتا ہے کہ ایک ذات صاحب مال ہے یا یہہ کہ بعض استعمال مین اپنی
متبوع کے معنی پر دلالت کرے اور بعض استعمال مین دلالت نکرے تو
جس صورت مین کہ اپنی متبوع کے معنے پر دلالت کرے گی تو صفت واقع
ہو سکتی ہے ورنہ نہین جیسے مررت برجل ای رجل یعنے کامل فی الرجولیة
اس ترکیب مین ای رجل کامل رجولیت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے
صفت واقع ہو سکتا ہے اور ای رجل عندک چونکہ اس معنی پر دلالت نہین
کرتا ہے اس لیے صفت نہین ہو سکتا اور اسیطرح مررت بھذا الرجل
چونکہ ہذا ایک ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور الرجل ذات معین پر
اور خصوصیت ذات معین کی بمنزلہ اوس معنے کے ہے جو ذات مبہم مین
پائی جاتے ہین اس لئے الرجل ہذا کی صفت بن سکتا ہے اور اسی طرح
مررت بزید ہذا ای بزید المشار الیہ دلالت کرتا ہے اوس معنی پر
جو ذات زید مین پائی جاتے ہین اس لئے زید کی صفت بن سکتا ہے
اور کبھی نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آتی ہے اوس وقت جملہ مین ایک ضمیر کا
ہونا ضروری ہے جو راجع ہو اوس نکرہ کے طرف جیسے جاء نی رجل
ابوہ قائم صفت کبھی تو باعتبار حال موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے

مررت برجلٍ حسنٍ اوس کو صفت بحال موصوف کہتے ہین اور کبھی باعتبار
حال متعلق موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے مررت برجلٍ حسنٍ غلامہٗ
اوس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہین اور صفت اول یعنے صفت
بحال موصوف ہین صفت دس چیزون ہین اپنی موصوف کے تابع ہوتی
ہے۔ رفع۔ نصب۔ جر۔ تعریف تنکیر۔ افراد۔ تثنیہ۔ جمع
تذکیر۔ تانیث اور دوسری صفت یعنے صفت بحال متعلق
موصوف ہین صفت پہلے کے پانچ یعنے رفع و نصب و جر و تعریف
و تنکیر ہین اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے اور پچھلے پانچ یعنے افراد
و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث ہین فعل کے مانند ہوتی ہے یعنے اوس
صفت کے فاعل کو دیکھینگے۔ اگر مفرد یا تثنیہ یا جمع ہو تو صفت بھی مفرد
لائی جائیگی جیسا کہ فعل مفرد لایا جاتا ہے جیسے مررت برجل قاعدٍ
غلامہٗ و مررت برجلین قاعدٍ غلاماھما و مررت برجال قاعدٍ
غلمانھم اور اگر فاعل مذکر ہو یا مونث حقیقی بلا فصل ہو تو صفت فاعل کے
مطابق لائی جائے گی جیسے مررت بامراۃٍ قائمٍ ابوھا و مررت
برجل قائمۃٍ جاریتہٗ اور اگر فاعل مونث غیر حقیقی ہو یا یہہ کہ حقیقی ہو
مگر فصل کے ساتھہ ہو تو اختیار ہے کہ صفت کو مذکر لائین یا مونث جیسے
مررتُ برجل معمورٍ او معمورۃٍ دارہٗ و مررت برجل قائمٍ او قائمۃٍ
فی الدار جاریتہٗ اور چونکہ صفت بحال متعلق موصوف کا افراد و تثنیہ
و جمع و تذکیر و تانیث ہین فعل کے مطابق ہونا ضروری ہے اس لئے قائم

رجلٌ قاعدٌ غلمانہ مستحسن ہے جیسے یقعد غلمانہ کہنا مستحسن ہے
اور قام رجلٌ قاعدون غلمانہٗ کہنا ضعیف ہے کیونکہ وہ بمنزلہ
یقعدون غلمانہ کے ہے اور قام رجلٌ قعودٌ غلمانہٗ جائز ہے
ضعیف ہے نہ مستحسن اور ضمیر نہ خود موصوف ہوسکتی ہے نہ کسی اور
اسم کی صفت اور موصوف یا تو صفت سے بڑھکر باعتبار تعریف کے
خاص ہو یا یہہ کہ صفت کے برابر ہو اس سبب سے معرف باللام
کی صفت سوا ے معرف باللام یا اوس اسم کے جو معرف باللام کے طرف
مضاف ہو کوئی اور چیز واقع نہین ہوسکتی جیسے جاء نی الرجل الفاضل
وجاء نی الرجلُ صاحب الفرس اور اسم اشارہ کی صفت جو معرف
باللام ہی لازم کی گئی ہے اوس کی وجہ یہہ ہے کہ اسم اشارہ مین ایسا
ابہام وضعی ہوتا ہے جو خواہش کرتا ہے اسبات کی کہ جنس صاف طور سے
معلوم ہو جاسے اور سوائے معرف باللام کے کسی اور چیز سے وہ ابہام اٹھ
نہین سکتا اس وجہ سے مارت بہذا الابیض کہنا ضعیف ہے کیونکہ
الابیض عام ہے کسی جنس کے ساتھہ خاص نہین اور مارت بہذا العالم
کہنا مستحسن ہے کیونکہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مشار الیہ انسان ہے
بلکہ ایک مرد ہے عطف یعنے معطوف بالحرف وہ تابع ہے جو اپنی
متبوع کے ساتھہ مقصود بالنسبتہ ہوتا ہے یعنے کلام مین جو نسبت
ہوتی ہے اوس سے جیسا تابع مقصود ہوتا ہے ویسا ہی متبوع بھی
مقصود ہوتا ہے اور تابع اور متبوع کے درمیان دس حروف عطف

ہین سے کوئی ایک حرف آتا ہے جیسے قام زیدٌ وعمروٌ اور جس وقت
ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم کا عطف کیا جائے تو پہلے ضمیر منفصل سے تاکید
لائی جائیگی اور بعد اوس کے عطف کیا جائیگا[۵] جیسے ضربت انا و زید
مگر جس صورت مین کہ ضمیر مرفوع متصل اور اوسکے اسم معطوف کے درمیان
فاصلہ آجاوے تو اوس وقت تاکید نہ لانا جائز ہے جیسے ضربت الیوم
و زید اور جس وقت ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو جار کا اعادہ
لازم ہے جیسے مررت بك وبزيد وغلامك وغلام زيد اور معطوف حکم مین معطوف
علیہ کے ہے یعنے جو حالتین معطوف علیہ کو ماقبل کے اعتبار سے عارض
ہوتے ہین خواہ وہ جائز ہون یا ممتنع وہ حالتین معطوف کو بھی عارض
ہونگے۔ چونکہ معطوف حکم مین معطوف علیہ کے ہوتا ہے اس لئے
ما زید بقائم او قائماً ولا ذاهب عمرٌو مین عمرٌو کو سوائے
رفع دینے کے کوئی اور صورت نہین نکل سکتی کیونکہ اگر عمرو کو نصب اور جر دین
تو قائم یا قائماً پر عطف ہوگا اور خبر ہوگا زید کی اور یہہ نہ جائز ہے
وجہ اس کی یہہ ہے کہ قائم یا قائماً مین معطوف علیہ زید کیطرف پھرنے
والی ضمیر موجود ہے اور ذاهبٌ مین معطوف کے کوئی ضمیر نہین ہے
پس اس صورت مین جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا اگر کوئی اعتراض کرے الذی
یطیر فیغضبُ زیدٌ الذباب مین یطیر جو معطوف علیہ ہے اوس مین
تو ضمیر ہے اور فیغضب جو معطوف ہے اوس مین کوئی ضمیر نہین ہے
پس اوپر کا یہہ قاعدہ کہ معطوف حکم مین معطوف علیہ کے ہے ٹوٹ گیا

[۵] اس کی وجہ یہہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل باعتبار لفظ و معنی کے کلمہ کا جزو ہو گئی ہے پس اگر بغیر تاکید کے عطف کیا جاوے تو ایسا ہوگا جیسا کہ کلمہ کے کسی حرف پر عطف ہو ۱۲

جواب اسکا یہہ ہے کہ فیغضب پر جو فا آیا ہے وہ عطف کا نہین ہے بلکہ سببیت کا ہے اور معنے اسکے یہہ ہین الذی یطیر فیغضب زید بسببہ الذباب اور جس وقت دو مختلف عاملون کے معمول پر عطف دیا جاے ایک حرف عطف کے ساتہہ تو جمہور کے پاس جائز نہین ہے سواے اوس صورت کے جہان مجرور مقدم ہو اور مرفوع یا منصوب متاخر ہو جیسے فی الدار زید والحجرۃ عمرو وان فی الدار زیدا والحجرۃ عمرا بخلاف فرا کے کہ وہ ایسے عطف کو ہر صورت مین جائز جانتا ہے خواہ مجرور مقدم ہو یا نہو پس فرا کے پاس ان زیدا فی الدار وعمرا الحجرۃ جائز ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ اس قسم کا عطف کسی صورت مین جائز نہین تاکید وہ تابع ہے جو ثابت کرتا ہے متبوع کی حالت کو باعتبار اوسکے منسوب یا منسوب الیہ ہونیکے جیسے ضرب زید زید وضرب ضرب زید یا اس اعتبار سے کہ وہ متبوع اپنی افراد کو شامل ہے جیسے جاء نی القوم کلّهم تاکید کے دو قسم ہین لفظی ومعنوی تاکید لفظی وہ ہے کہ پہلے لفظ کو دوبارہ لائین حقیقۃً جیسے جاء نی زیدٌ زیدٌ یا حکماً جیسے ضربت انت وضربت انا اور یہہ تاکید تمام الفاظ مین جاری ہوتی ہے اور تاکید معنوی چند لفظون سے ہوا کرتی ہے اور وہ یہہ ہین نفسہ عینہ کلاهما ۔ کلّه اجمع ۔ اکتع ۔ ابتع ۔ ابصع ۔ انمین سے پہلے دو یعنے نفس وعین عام ہین واحد تثنیہ جمع مذکر مونث سب مین مستعمل ہونے مین صرف

صیغہ اور ضمیر بدلتی جائیگی جیسے واحد مذکر کی تاکید میں جاءنی زید
نفسہ اور واحد مونث میں جاءت ھند نفسہا اور تثنیہ مذکر مونث
میں جاءنی رجلان انفسہما وجاءتنی امراتان انفسہما اور
جمع مذکر میں جاءنی الرجال انفسہم اور جمع مونث میں جاءتنی
النساء انفسہن اور دوسرا یعنے لفظ کلا تثنیہ کے لئے ہے
جیسے جاءنی الرجلان کلاھما وجاءتنی المراتان کلتاھما
اور جو باقی ہیں یعنے کلہ واجمع واکتع وابتع وابصع وہ غیر تثنیہ
کے لئے ہیں خواہ واحد ہو یا جمع مگر کلہ میں صرف ضمیر بدلتی
جائیگی جیسے قرأت الکتاب کلہ وقرأت الصحیفۃ کلہا
واشتریت العبید کلہم وطلقت النساء کلہن اور اجمع
اکتع ابتع ابصع میں صیغہ بدلتا جائیگا جیسے واحد مذکر میں اجمع اور
واحد مونث میں جمعاء اور جمع مذکر میں اجمعون اور جمع مونث میں
جمع اسی طرح اکتع کتعاء اکتعون کتع ابتع بتعاء ابتعون بتع ابصع
بصعاء ابصعون بصع اور کل واجمع سے تاکید نہیں لائی جاسکتی
مگر اوسی چیز کی جو اجزاء والی ہو اور وہ اجزا باعتبار حس کے یا
حکماً باہم جدا ہوسکتے ہوں جیسے اکرمت القوم کلہم واشتریت
العبد کلہ بخلاف جاء زید کلہ کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ زید
کے اجزا نہ حساً نکلتے ہیں نہ حکماً اور جس وقت ضمیر مرفوع متصل
کی تاکید نفس وعین سے لانا چاہیں تو پہلے اوس کی تاکید ضمیر منفصل سے

الی جائیگی اور پھر نفس و عین سے جیسے ضربت انت نفسک واکتع وابتع وابصع تابع ہین اجمع کے پس انہین سے کوئی اجمع سے پہلے نہین آسکتا اور انہین سے کسیکو بغیر اجمع کے ذکر کرنا ضعیف ہے **بدل** وہ تابع ہے کہ جو چیز متبوع کے طرف منسوب ہو اوس سے وہی تابع مقصود ہو نہ متبوع اوس کے چار قسم ہین اول بدل کل دوم بدل بعض سوم بدل اشتمال چہارم بدل غلط ٭ بدل کل وہ ہے کہ مدلول اسکا بعینہ اول کا مدلول ہو یعنے دونو متحد ہون ذات مین اگرچہ مفہوم مین مختلف ہون جیسے جاءنی زیدٌ اخوك بدل بعض وہ ہے کہ مدلول اس کا مبدل منہ کا جز ہو جیسے ضربت زیداً راسہٗ ۔ بدل اشتمال وہ ہے کہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان ایک ایسا تعلق ہو جو علاوہ ہو بدل کل اور بدل بعض کے تعلق کے یعنے بدل و مبدل منہ مین سے کوئی ایک دوسرے کو شامل ہو جیسے سُلِبَ زید ثوبہٗ کہ اس مین بدل شامل ہوگیا ہے مبدل منہ کو اور جیسے یسألونك عن الشھر الحرام قتال فیہ کہ اس مین مبدل منہ شامل ہوا ہے بدل کو ۔ بدل غلط وہ ہے کہ پہلے مبدل منہ کو غلطی سے بیان کرکے پھر ارادہ کرے بدل کا جیسے جاءنی زیدٌ حمار اور بدل و مبدل منہ کبھی دونو معرفہ ہوتے ہین جیسے ضُرِبَ زیدٌ اخوک اور کبھی دونو نکرہ جیسے جاءنی رجلٌ غلامٌ لكَ ۔ اور مختلف بھی ہوتے ہین یعنے مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ

جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ یا بدل معرفہ اور مبدل منہ نکرہ ہو جیسے جاءنی رجلٌ غلام زیدٍ اور جس وقت بدل نکرہ ہو اور مبدل منہ معرفہ تو بدل کو کسی صفت سے موصوف کرنا واجب ہے جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ اور کبھی بدل و مبدل منہ دونو اسم ظاہر ہوتے ہین جیسے جاءنی زیدٌ اخوک اور کبھی دونو ضمیر جیسے الزیدون لقیتھم ایّاھم اور کبھی مختلف یعنے مبدل منہ اسم ظاہر اور بدل ضمیر جیسے اخوک رایت زیداً ایاہ یا بدل اسم ظاہر اور مبدل منہ ضمیر جیسے اخوک رایتُہُ زیداً اور اسم ظاہر ضمیر حاضر و متکلم سے بدل کل نہین ہو سکتا مگر ضمیر غائب سے ہو سکتا ہے جیسے ضربتُہ زیداً **عطف بیان** وہ تابع ہے جو صفت نہو اور اپنی متبوع کی توضیح کرے جیسے اقسم باللہ ابوحفص عُمَر اور عطف بیان اور بدل کا باہمی فرق باعتبار لفظ کے اس مثال ع انا ابن التارک البکری بشر سے ظاہر ہے کہ اگر بشر کو البکری کا عطف بیان قرار دین تو صحیح ہے اور اگر بشر کو بدل قرار دین بکری کا تو چونکہ بدل مبدل منہ کی جگہ مین آسکتا ہے اسلئے یہہ عبارت ہوگی التارک بشر جو الضارب زید کے مانند ہے اور الضارب زید ناجائز ہے تو یہہ بھی ناجائز ہے **مبنی** وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو یا مرکب نہ ہو اور حکم اوسکا یہہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اوس کی آخر کی حالت نہ بدلے اور

القاب اسکے ضمہ و فتحہ و کسرہ و وقف ہین اور مبنیات آٹھ ہین ۔ ضمائر ۔ اسماے اشارہ ۔ اسماے موصولہ ۔ مرکبات ۔ کنایات ۔ اسماء الافعال ۔ اصوات ۔ بعض ظروف ۔ ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم یا حاضر کے لیے وضع کیا گیا ہو یا ایسے غائب کے لیے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو خواہ لفظاً ہو یا معنیً یا حکماً جیسے ضرب زید غلامہ کہ اسمین (ہ) کا مرجع حقیقتہ لفظ مین پہلے مذکور ہے اور ضرب غلامہ زید کہ اس مین (ہ) کا مرجع زید تقدیراً پہلے مذکور ہے اور اعدلوا ھو اقرب للتقوی کہ اسمین (ہو) کا مرجع عدل ہے جو اعدلوا سے سمجھہ مین آتا ہے اور معنی مقدم ہے اور انہ زید قائم مین (ہ) کا مرجع زید قائم ہے جو بعد ہے مگر چونکہ مخاطب اور متکلم کے درمیان اسکا ذکر پہلے ہی سے معین رہتا ہے اس لئے مرجع کو تقدم حاصل ہوتا ہے اسکو تقدم حکمی کہتے ہین اور یہہ ضمیر شان و قصہ مین ہوا کرتا ہے ۔ ضمیر کے دو قسم ہین متصل ۔ منفصل ۔ منفصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل ہو اور متصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل نہ ہو بلکہ محتاج ہو کسی اور کلمہ کی اور ضمیر کے باعتبار اعراب کے تین قسم ہین ۔ مرفوع ۔ منصوب ۔ مجرور ضمیر مرفوع و منصوب مین سے ہر ایک کے دو قسم ہین متصل و منفصل یعنے مرفوع متصل و مرفوع منفصل و منصوب متصل و منصوب منفصل اور ضمیر مجرور کے صرف ایک ہی قسم ہے متصل یعنے مجرور متصل پس یہہ ضمیرین پانچ قسم کے ہوئین اول یعنے ضمیر مرفوع متصل ضربتُ متکلم ماضی معروف و ضربتَ متکلم

ماضی مجہول سے لیکر ضَرَبْنَ وضُرِبْنَ جمع مونث غائب ماضی معروف ومجہول
تک جیسے ضربت ضربنا ضربتَ ضربتما ضربتم ضربتِ ضربتما ضربتن
ضرب ضربا ضربوا ضربتْ ضربتا ضربن دوم ضمیر مرفوع منفصل انا
سے هُنَّ تک سوم منصوب متصل ضربنی سے ضربهُنَّ اور انی سے
انهُنَّ تک چہارم منصوب منفصل ایایَ سے ایاهن تک پنجم مجرور
متصل غلامی سے غلامهنّ اور لی سے لهُنَّ تک پس ضمیر مرفوع متصل
خاصتہ مستتر رہتی ہے ماضی کے دو صیغون مین واحد مذکر غائب و واحد
مونث غائب جیسے زید ضرب وهند ضربت اور مضارع کے
صیغہ متکلم مین مطلقًا خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر یا مونث جیسے
اضرب ونضرب اور واحد مذکر حاضر اور واحد مذکر غائب اور واحد
مونث غائب مین جیسے تضرب وزید یضرب وهند تضرب
اور صفت کے صیغہ مین مطلقًا خواہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول صفت
مشبہ ہو یا افعل التفضیل مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو یا مونث
جیسے زیدٌ ضارب وهند ضاربۃ والزیدان ضاربان و
الزیدون ضاربون والهندان ضاربتان والهندات
ضاربات اور ضمیر منفصل کا لانا جائز ہے مگر اوس صورت مین
کہ جہان ضمیر متصل کا لانا متعذر ہو اور اوس کے متعذر ہونے
کے کئی صورتین ہین یا تو ضمیر اپنے عامل سے پہلے لائی جاے
جیسے ایاک ضربت یا یہہ کہ ضمیر اور اوس کے عامل مین کسی غرض

فاصلہ آگیا ہو جیسے ماضربك الا انا کہ اس مین تخصیص کے
غرض سے فاصلہ آیا ہے یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حذف کر دیا گیا ہو جیسے
ایاك والشر ای اتق نفسك والشر یا یہہ کہ ضمیر کا عامل معنوی ہو
جیسے انا زید یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حرف ہو اور وہ ضمیر مرفوع
ہو جیسے ما انت قائما یا یہہ کہ ضمیر کے طرف ایک ایسی صفت
کی اسناد ہو کہ وہ صفت اصل مین جس کی ہے اوس پر جاری
نہ ہو بلکہ اوس کے غیر پر جاری ہو جیسے ھند زید ضاربتہ
ھی کہ اس مین ضاربۃ جو صفت ہے اوس کی اسناد ہوئی ہے
ھی کے طرف جو ضمیر ہے اور وہ ایسی صفت ہے کہ زید پر جاری
ہوئی ہے کیونکہ اوس کی خبر واقع ہوئی ہے اور در حقیقت صفت
ہے ہند کی کیونکہ ضرب اوس سے قائم ہوا ہے جہان دو ضمیر جمع
ہوں اور اون مین سے کوئی بھی مرفوع نہ ہو پس اگر ایک اعرف
ہو اور دوسری غیر اعرف اور اعرف کو غیر اعرف پر مقدم بھی کر دین
تو دوسری ضمیر مین اختیار ہے کہ اوس کو متصل لائین جیسے اعطیتکہ
یا منفصل لائین جیسے اعطیتك ایاہ اسیطح ضربیك وضربی ایاك
اور اگر اون مین سے کوئی بھی اعرف نہ ہو یا یہہ کہ اعرف ہو مگر اوسکو
غیر اعرف پر مقدم نکرین تو دونوں صورتوں مین دوسرے ضمیر کو منفصل
لانا واجب ہے جیسے اعطیتہ ایاہ و اعطیتہ ایاك اور افعال
ناقصہ کے خبر مین مذہب مختار یہہ ہے کہ ضمیر منفصل لائی جائے نہ متصل

جیسے کان زید قائماً او کنت ایاہ اور اکثر استعمال میں لولا کے
بعد ضمیر منفصل آتی ہے جیسے لولا انت لولا انتما لولا انتم و لولا انتِ
لولا انتما لولا انتن لولا ہو لولا ہما لولا ہم لولا ہی لولا ہما
لولا ہنّ لولا انا لولا نحن اور بعد عسی کے بھی اکثر استعمال میں ضمیر
مرفوع متصل آتی ہے جیسے عسیت سے عسینا تک اور بعض لغات
میں لولاك وعساك آیا ہے اخفش کہتا ہے کہ لولا کے بعد جو کاف ہے
وہ ضمیر مجرور ہے جگہ میں ضمیر مرفوع کے آئی ہے اور ایک ضمیر دوسری
ضمیر کے جائے میں آسکتی ہے جیسے ما انا کانت اور سیبویہ کہتا ہے
کہ لولا اس میں حرف جر ہے اور کاف مجرور اپنے جائے میں آئی ہے
اور عساك میں اخفش کہتا ہے کہ کاف ضمیر منصوب ہے جو ضمیر مرفوع
کے جائے میں آئی ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ عسا یہاں لعل پر حمل
کیا گیا ہے کیونکہ دونوں کے معنے قریب قریب ہیں۔ اور ماضی میں
نون وقایہ کا یائے متکلم کے ساتھ ہونا ضروری ہے جیسے ضربنی
اور مضارع میں اوس وقت لازم ہے جبکہ وہ نون اعرابی سے خالی ہو
جیسے یضربنی اور نون اعرابی رہنے کی صورت میں اختیار ہے
خواہ مضارع میں نون وقایہ لائیں یا نہ لائیں جیسے یضربانی یا یضربانّنی
اور لدن و حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ نون وقایہ کے لانے
میں اختیار ہے خواہ لائیں یا نہ لائیں اور لیت و من و عن و
قد و قط میں نون وقایہ لانا مختار ہے جیسے لیتنی و منّی و عنّی و

قدّلی وقطنی اور لعل لیت کا عکس ہے یعنے لعل مین نون وقایہ
مذا نا مختار ہے جیسے لعلّی اور کبھی مبتدا اور خبر کے درمیان عامل
سے پہلے ہو یا بعد ایک ضمیر مرفوع منفصل لائی جاتی ہے جو مفرد و تثنیہ
وجمع و تذکیر و تانیث و تکلم و خطاب و غیبت مین مبتدا کے موافق
ہوتی ہے اوس کو ضمیر فصل کہتے ہین کیونکہ وہ خبر کے صفت و خبر ہونیمین
تمیز دلاتی ہے جیسے زید هو القائم وکنت انت الرقیب
اور شرط ضمیر فصل کی یہہ ہے کہ خبر معرفہ ہو یا یہہ کہ افعل التفضیل ہو
جسکا استعمال من کے ساتھہ ہو جیسے کان زید هو افضل من عمرو
خلیل کے پاس ضمیر فصل کے لئے باعتبار اعراب کے کوئی درجہ نہین
ہے کیونکہ وہ اس کو ایک حرف بصورت ضمیر جانتا ہے اور بعض عرب
ضمیر فصل کو مبتدا بناتے ہین اور اوسکے مابعد کو اوس کی خبر اور کبھی جملہ کے پہلے
ایک ضمیر غائب آتی ہے جس کو ضمیر شان و قصہ کہتے ہین اور وہ جملہ اوس ضمیر
کے تفسیر کرتا ہے اور ضمیر شان منفصل و متصل مستتر یا بارز موافق عامل کے
ہوتی ہے جیسے هو زید قائم مثال منفصل کے و کان زید قائم مثال
ضمیر متصل مستتر کی اور انّه زید قائم مثال متصل بارز کی اور ضمیر شان
کو لفظا مین سے حذف کرنا اوس کی منصوب ہونے کے حالت مین ضعیف
ہے جیسے اس شعر انّ من یدخل الکنیسة یوما ٭ یلق فیها جاذرا و
ظباءا ٭ مین انّ اصل مین اِنّه تھا جس وقت اَن مفتوحہ مخففہ کے ساتھہ
آتا ہو تو اوس وقت حذف کرنا لازم ہے جیسے اخر دعوٰیہم اَن الحمد لله

رب العالمین ہین اُنؐ کے آخر سے (ہ) حذف ہوگیا اسم
اشارہ وہ اسم ہے جو کسی چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا
ہے وہ یہہ ہین ذَا واحد مذکر کے واسطے اور تثنیہ مذکر کے لیے ذان حالت
رفع ہین اور ذین حالت نصب وجر ہین اور واحد مونث کے لئے تا
وذی وتِی وتہ وذہ وتھی وذھی اور تثنیہ مونث کے لئے تان
حالت رفع ہین اور تین حالت نصب وجر ہین اور جمع مذکر و مونث کے
لئے اولاء با اولا مدّ وقصر دونو کے ساتھہ اور ابتدا ہین ان اسماء
اشارہ کے حرف تنبیہ آتا ہے جیسے ھذا وھذان وھاتا و
ھاتان وھولاء اور ان کے اخیر ہین حروف خطاب ملتے ہین اور
وہ پانچ ہین کیونکہ تثنیہ مشترک ہے کَ ۔ کُما ۔ کُم ۔ کِ ۔ کُنَّ اور
جب ان پانچون حروف خطاب کو اُن پانچون اسمار اشارہ ہین ضرب
دیا تو پچیس ہوئے اس طرح سے کہ ذاکَ ذاکما ذاکم ذاکِ
ذاکُنَّ ۔ وذانکَ وذانکما وذانکم وذانکِ وذانکُنَّ علی ہذا القیاس
اور باقی بھی پس ذَاکَ اوس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ واحد مذکر کے
طرف ہو اور خطاب بھی واحد مذکر کے طرف اور ذاکُنَّ اوس وقت
کہینگے کہ اشارہ واحد مذکر کے طرف ہے اور خطاب جمع مونث
ہو اور ذانکَ اس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف
اور خطاب واحد مذکر سے ہو اور ذانکن اوس وقت کہینگے کہ
اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف ہو اور خطاب جمع مونث سے اسیطرح باقی

سب اور ذا نزدیک کے چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے
اور ذلك دور کی چیز کے طرف اور ذاك اوس چیز کے طرف
اشارہ کرنے کے لئے ہے جو نہ دور ہو نہ نزدیک بلکہ متوسط ہو اور
ذلك وذانك وتانك مشدد اور اولالك دور کی چیز کی طرف
اشارہ کرنے کے لئے مانند ذلك کے ہیں اور ثم وھنا وھنا
ایک مکان کے طرف اشارہ کرنے کے لئے موضوع ہیں اسم
موصول وہ اسم ہے جو جزء تام نہیں بن سکتا مگر صلہ اور ایک ضمیر
سے جو راجع ہو اوس اسم کے طرف اور صلہ سے مراد یہہ ہے
کہ اسم موصول کے بعد ایک جملہ خبریہ مذکور ہو جس میں ایک ضمیر ہو
جو راجع ہو اوس اسم موصول کے طرف اور صلہ الف و لام کا اسم
فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے اسمائے موصولہ یہہ ہیں الذی واحد
مذکر کے لئے اور التی واحد مونث کے لئے اور اللذان تثنیہ
مذکر اور اللتان تثنیہ مونث کے لئے حالت رفع میں الف کے
ساتھہ اور اللذین واللتین حالت نصب وجر میں یا کے ساتھہ اور
اولی جمع مذکر و مونث کے لئے اور الذین جمع مذکر کے لئے
اور اللائی ہمزہ اور یا کے ساتھہ اور اللاء صرف ہمزہ کے ساتھہ اور
اللاتی صرف یا سے مکسور یا ساکن کے ساتھہ اور اللاتی واللواتی
یہہ چاروں جمع مونث کے لئے اور ما غیر ذی عقل
اور من ذی عقل کے لئے اور ای اَیّۃ جیسے اضرب ایہم

فی الدار ای الذی فی الدار و اضرب ابتھن فی الدار ای التی
فی الدار اور ذو قبیلہ بنی طی مین جیسے وبئری ذوحفرت
و ذوطویت ای التی حفرتہا و التی طویتھا اور ذا جو ما استفہامیہ
کے بعد واقع ہو جیسے ماذا صنعت ای ما الذی صنعت اور الف
و لام جیسے جاء الضارب زیدًا ای الذی ضرب اور صلہ مین جو اسم
موصول کے طرف پھرنیوالی ضمیر ہوتی ہے اگر وہ مفعول کے ضمیر ہو تو
اوس کو حذف کرنا جائز ہے جیسے اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من
عبادہ و یقدر لہ ای لمن یشاءہ اور جس وقت الذی سے کسی
جزء جملہ کی خبر دینا چاہین تو اوسکا طریقہ یہہ ہے کہ ابتدا مین جملہ کے الذی
کو لائین اور مخبر عنہ کے جائے پر الذی کے طرف پھرنیوالی ضمیر رکھین
اور خود مخبر عنہ کو آخر مین جملہ کے لائین اور خبر قرار دین الذی کے
جیسے ضربت زیدًا مین جو زید ہے اگر اوس کی الذی سے خبر
دینا منظور ہو تو الذی کو اول لائین گے اور زید جو مخبر عنہ ہے اوسکی
جائے مین ایک ضمیر رکھین گے جو الذی کے طرف راجع ہو اور زید
کو جو دراصل مخبر عنہ ہے جملہ کے اخیر مین خبر بنا کر لائین گے اور یون
کہا جائیگا الذی ضربتہ زیدٌ اور اسیطرح الف لام بمعنے الذی سے
جملہ فعلیہ کے کسی جزء کی خبر دیسکتے ہین اور اس کو خصوصیت جملہ فعلیہ کے
ساتھہ اس لئے ہے کہ اگر اوس جملہ فعلیہ مین فعل معروف ہوگا تو اوس سے
اسم فاعل بن سکتا ہے اور اگر فعل مجہول ہوگا تو اوس سے اسم مفعول

بن سکتا ہے صورت اول میں الذی کا صلہ اسم فاعل ہوگا اور صورت
ثانی میں اسم مفعول بخلاف جملہ اسمیہ کے کہ اس سے نہ اسم فاعل
نکل سکتا ہے نہ اسم مفعول تاکہ الذی کا صلہ بن سکے مثال اسم
فاعل کے الضارب ھو زید ضرب زید میں اور مثال اسم
مفعول کے المضروب ھو زید ضُرِبَ زیدٌ میں اور اخبار
بالذی میں تین چیزیں جو ذکر ہوئے ہیں یعنے اسم موصول کا اول
لانا اور مخبر عنہ کی جائے میں موصول کے طرف پھرنے والی ضمیر رکھنا
اور مخبر عنہ کو خبر بنا کر اخیر میں لانا اگر کسی مقام پر ان تینوں میں
سے کوئی ایک بھی متعذر ہو تو وہاں اخبار نہیں ہو سکتا اسیوجہ سے
ضمیر شان میں اخبار بالذی ناجائز ہے کیونکہ اخبار بالذی میں الذی
کو پہلے لانا ضرور ہے اور ضمیر شان بھی ابتدا جملہ میں آیا کرتی ہے
پس ان دونوں کا ایک جائے جمع ہونا ناممکن ہے اسیطرح موصوف
میں بغیر صفت کے اور صفت میں بغیر موصوف کے اخبار بالذی
ناممکن ہے کیونکہ صورت اول میں ضمیر کو موصوف ہونا پڑے گا اور
یہہ ناجائز ہے جیسے ضربت زیدا العاقل میں اگر صرف زید سے
جو موصوف ہے اخبار کریں تو ضمیر زید کی جائے میں واقع ہوگی
جو موصوف ہے یعنے الذی ضاربتہ ھو العاقل زید اور
صورت ثانی میں ضمیر کو صفت ہونا پڑے گا اور یہہ بھی ناجائز
ہے جیسے ضربت زیدا العاقل میں اگر صرف العاقل سے

جو صفت ہے اخبار کرین تو ضمیر العاقل کی جاگہ مین واقع ہو گی جو
صفت ہے یعنے الذی ضاربته هو زید العاقل ہان اگر موصوف
وصفت دونو سے اخبار ہو تو کوئی قباحت نہین ہے جیسے ضربت
زید العاقل مین الذی ضاربته زید العاقل اسیطرح
اگر کسی مقام پر مصدر عامل ہو تو بغیر اوس کے معمول کے صرف مصدر
عامل سے اخبار نہین ہو سکتا کیونکہ اگر مثلاً عجبت من دق القصار
الثوب مین صرف دق سے اخبار کرین تو لازم یہہ آئیگا کہ جو ضمیر
دق کی جگہ رکہی گئی ہے وہ عامل ہو ثوب مین یعنے الذی عجبت
منه القصار الثوب دق اور یہہ ناجائز ہے کیونکہ ضمیر عامل نہین
ہو سکتی ہان اگر مصدر عامل اور اوس کے معمول دونون سے
اخبار ہو تو جائز ہے جیسے الذی عجبت منه دق القصار
الثوب اور اسیطرح حال سے بہی اخبار نہین ہو سکتا کیونکہ حال
ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ضمیر جو معرفہ ہوتی ہے وہ حال کی جگہ مین
جو نکرہ ہوا کرتا ہے کیسے آسکتی ہے پس جاء زید راکبا
مین الذی جاء هو زید راکب نہین کہسکتے اسیطرح جس مقام
پر ضمیر الذی کے طرف راجع نہ ہو بلکہ کسی اور کلمہ کیطرف پہرتی
ہو وہان بہی اخبار نہین ہو سکتا جیسے زید ضربته مین اگر
ضمیر مفعول سے اخبار کرین اور یون کہین الذی زید ضاربه
تو ضمیر یا الذی کیطرف پہری گی تو زید جو مبتدا ہے اوس کے

طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی یا زید کیطرف پھرے گی تو الذی جو
موصول ہے اوسکی طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی اور اسیطرح
اگر کوئی اسم ایک ایسے ضمیر پر شامل ہو جو راجع ہو غیر کلمہ الذی
کیطرف تو وہان بھی اخبار نہین ہوسکتا پس زید ضربت غلامہ
مین غلامہ سے اخبار کرنا اور الذی زید ضاربہ غلامہ
کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ ضاربہ کے (ہ) کی ضمیر اگر الذی کے
طرف راجع ہو تو زید جو مبتدا ہے اوس کے طرف پھرنے والی
ضمیر نہ رہی اور اگر زید کیطرف راجع ہو تو الذی کے طرف پھرنے
والی ضمیر نہ رہی ما اسمیہ کے کئی قسم ہین یا تو موصولہ ہوگا
جیسے عرفت ما اشتریتہ یا موصوفہ ہوگا جیسے مررت
بما معجب لک ای شیء یعجبک یا استفہامیہ جیسے ما عندک
یا شرطیہ جیسے ما تصنع اصنع یا تامہ معنی ہین شیء کے جیسے
فنعما ھی ای نعم شیئا ھی یا صفت جیسے اضربہ ضربا ما ای
ضربا ای ضرب کان اور من بھی ما کے مانند ہے مگر تامہ اور
صفت نہین ہوتا موصولہ جیسے اکرمت من جاءک استفہامیہ
جیسے من غلامک شرطیہ جیسے من تضرب اضرب موصوفہ
بمفرد جیسے شعر وکفی بنا فضلا علی من غیرنا حب النبی
محمد ایانا + اسمین من غیرنا معنی ہین ہے شخص غیرنا کے یا موصوفہ
بجملہ جیسے من جاءک فاکرمتہ اور ای جو مذکر کے لئے

ہے اور آیۃٌ جو مونث کے لئے ہے من کے مانند موصولہ و استفہامیہ
و شرطیہ و موصوفہ ہوتا ہے موصولہ جیسے اِضرب ایّھم لقیت استفہامیہ
جیسے ایُّھُم اخوك شرطیہ جیسے ایّا ماتدعوا فله الاسماء
الحسنیٰ اور موصوفہ جیسے یا ایھا الرجل اور موصولات میں سے
صرف اَیٌّ و ایۃٌ معرب ہیں مگر یہہ کہ جس وقت موصول ہو اور اسکے
صلہ کا ابتدائی حصّہ محذوف ہو تو وہ مبنی ہو جاتا ہے جیسے لننزعن
من کل شیعۃٍ ایُّھُم اشد علی الرحمٰن عتیا ای ایھم ھو اشدُّ
وجہ مبنی ہونے کی یہہ ہے کہ صلہ کے سوائے دوسرے کسی امر کیطرف
محتاج ہونے کے سبب سے حرف سے زیادہ مشابہ ہوگا اور عرب جو ماذا
صنعت بولتے ہیں اسکے دو صورتیں ہیں ایک تو یہہ کہ ماذا ما الذی
کے معنے میں ہو اوس وقت اوس کا جواب مرفوع ہوگا کہ خبر ہوگی
مبتدا محذوف کی جیسے الاکرام یعنی الذی صنعتہٗ الاکرام
تاکہ جواب جملہ اسمیہ ہونے میں سوال کے مطابق ہو جائے دوسرے
یہہ کہ ماذا ای شئی کے معنے میں ہو اوس وقت اسکا جواب منصوب
ہوگا کہ مفعول ہوگا فعل محذوف کا جیسے الاکرام یعنے صنعت الاکرام
تاکہ جواب جملہ فعلیہ ہونے میں سوال کے مطابق ہو جائے

اسماء الافعال اسم فعل وہ اسم ہے جو معنی میں امر کے ہو
یا ماضی کے جیسے رویدَ زیدًا ای اَمْھِلْہُ و ھیھات ذالك
یعنے بعد ذالك اور ثلاثی مجرد کا اسم فعل امر کے معنی میں فَعالِ کے

وزن پر قیاسی ہے جیسے نزال معنی مین انزل کے نزال معنی مین
انزل کے اور وہ اسم فعل جو فعال کے وزن پر ہو اور مصدر معرفہ
کے معنی مین ہو جیسے فجارِ معنی مین الفجور کے یا یہہ کہ صفت ہو کسی
مونث کی جیسے فساقِ معنی مین یا فاسقۃ کے دونون صورتون
مین مبنی ہے کیونکہ معدول ہوتے ہین اور وزن مین مشابہ ہے
فعال بمعنی امر کے جیسا نزال معدول ہے انزل سے اسی
طرح فجار معدول ہے الفجور سے اور وزن مین ایک ہونا تو ظاہر
ہے اور جو صیغہ فعال کا علم ہو کسی ذات مونث کا جیسا قطام
وغلاب اہل حجاز کے پاس مبنی ہے اور بنی تمیم کے پاس معرب
مگر جس وقت اوس کے اخیر مین را ہو جیسے حضارِ وطمار تو اکثر
بنی تمیم مبنی پڑہتے ہین اہل حجاز کے موافق ہین اور بعضے بنی تمیم سب
کو معرب پڑہتے ہین خواہ را والے ہون یا بغیر را کے اصوات
صوت وہ لفظ ہے جس سے کسی چیز کی آواز نقل کی جاے جیسے
غاقِ کہ کوے کی آواز کی نقل ہے یا کسی جانور کو اوس سے آواز
دین جیسے نخ اونٹ بٹہلانے کے وقت بولتے ہین مرکبات
مرکب وہ اسم ہے جو ایسے دو کلمون سے مرکب ہوئے جن مین
باہم کوئی نسبت نہو پس اگر جزو ثانی کسی حرف عطف وغیرہ پر مشتمل ہو
دونون جز مبنی ہونگے جیسے حادی عشر اور اسکے اخوات کہ
حادی عشر مین عشر جو جز دوم ہے حرف عطف کو متضمن ہے کیونکہ

دراصل حادی وعشر ہے مگر اثنا عشر مین دونو جز مبنی نہین ہین بلکہ جزو دوم مبنی ہے اور جز اول معرب کیونکہ بوجہ مشابہت مضاف کے نون ساقط ہو گیا اور اگر دوسرا جز حرف عطف وغیرہ کو متضمن نہ ہو تو جز ثانی معرب رہیگا اور غیر منصرف اور جزو اول مبنی جیسے بعلبك۔ جاء بعلبكُ ورأیت بعلبكَ ومررت ببعلبكَ الکنایات کنایہ کسی شئی معین کو ایک لفظ مبہم سے کسی غرض کے لئے بیان کرنا کم اور کذا عدد سے کنایہ کرنے کے لئے ہین جیسے کم درھما اعطیت وصرفت درھما کذا اور کیت و ذیت گفتگو سے کنایہ کرنے کے لئے ہین جیسے قلت لزید کیت وذیت کم کے دو قسم ہین ایک استفہامیہ دوسرا خبریہ کم استفہامیہ کا ممیز منصوب مفرد ہوتا ہے جیسے کم درھما عندك اور کم خبریہ کا ممیز مجرور ہوتا ہے کبھی مفرد کبھی جمع جیسے کم رجلٍ عندی وکم رجالٍ عندی اور کم استفہامیہ وخبریہ دونون کے ممیز پر مِن داخل ہوا کرتا ہے جیسے کم من رجل ضربتَ وکم من قریۃ اھلکناھا اور کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ ابتدائی کلام مین آیا کرتا ہے اور کم استفہامیہ وخبریہ دونون مرفوع بھی ہوتے ہین اور منصوب ومجرور بھی پس اگر کم کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور اوس فعل یا شبہ فعل مین کوئی ضمیر نہ ہو جسکے سبب وہ فعل یا شبہ فعل کم مین عمل کرنے سے باز رہے تو وہ کم منصوب پڑھا جائیگا اور اوس فعل کے عمل کے موافق معمول بنے گا یعنے تمیز واقع ہوگا جیسے کم رجلا ضربت وکم ضربۃ ضربت وکم یوما سرت مثال کم استفہامیہ کے اور کم

غلامِ ملکت وکم ضربۃ ضربت وکم یوم سرت مثال کم خبریہ کی اور اگر
کم سے پہلے حرف جر ہو یا کوئی ایسا اسم ہو جو مضاف ہو کم کے طرف تو کم
مجرور ہوگا جیسے بکم درھما اشتریت وبکم رجلٍ مررت وغلام
کم رجلاً ضربت وعبدکم رجلٍ اشتریت اور اگر یہہ دو تو مذکورہ صورتین
(منصوب ومجرور کی) نہ پائی جائین تو کم مرفوع ہوگا اگر ظرف نہ ہو تو مبتدا
بن جائیگا جیسے کم مالک اور اگر ظرف ہو تو خبر ہو جائیگا جیسے کم یوما سفرك
اورجیسا کم مین تین صورتین باعتبار مرفوع ومنصوب ومجرور ہونے کے نکلتی
ہین اسی طرح اسماء استفہام واسماء شرط مین بھی یہہ تینون صورتین جاری
ہوتی ہین جیسے مَنْ ضربت ومَا صنعت مثال اسماء استفہام
کی جو منصوب ہین وبمن مررت وغلام من ضربت مثال اسماء
استفہام کی جو مجرور ہین ومن ضربتہٗ وما صنعتہٗ مثال اسماء
استفہام کی جو مرفوع ہین اور مَنْ تضرب اضْرِبْ وما تصنع
اصنع مثال اسمائے شرط کی جو منصوب ہین وبمن تمرر امرر و
غلام من تضرب اضرب مثال اسمائے شرط کی جو مجرور ہین و
من یاتنی نھو مکرم وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ
عند اللہ مثال اسماء شرط کی جو مرفوع ہین اور کم عمۃٍ لك یا
جریرُ وخالۃ یعنے اوس مقام پر جہان کم استفہامیہ بھی ہوسکتا
ہو اور خبریہ بھی تین صورتین جائز ہین اول کم کو مبتدا بناکر مرفوع
پڑہین دوم کم کو منصوب پڑہین باعتبار ظرفیت کے سوم کم کو منصوب

پڑہین باعتبار مصدر بیت لکھے یاد رہے کہ یہہ فرزدق کا شعر ہے
جس مین جریر کی ہجو کی ہے جسکا دوسرا مصرع یہہ ہے فدعاء قد
حلبت علیّ عشاری یعنے اے جریر تیری کتنے پھپیان اور
خالہ ہین جن کے ہاتھ خدمت کرتے کرتے خمیدہ ہو گئے ہین جو میرے
پاس آکر میری دودہ والے اونٹنیون کا دودہ دوہا کرتے ہین اور
جہان کہین کم کے ممیز یعنے (تمیز) کے حذف ہونے پر قرینہ قایم
ہو وہان کم کے ممیز کا حذف کرنا جائز ہے جیسے کم مالك وکم ضربت
یعنے کم درہمًا مالك وکم ضربة ضربت ظروف بعض انہین
سے وہ ہین جو منقطوع الاضافت ہوتے ہین یعنے انکا مضاف الیہ
لفظ مین محذوف ہوتا ہے مگر نیت مین موجود رہتا ہے جیسے
قبل وبعد وفوق وتحت وقدام وخلف ووراء یہہ ضمہ
پر مبنی ہوتے ہین اور لاغیر ولیس غیر وحسب ظروف
مقطوع الاضافت کا حکم رکہتے ہین اور ظروف مبنی مین سے
ایک حیث ہے جو ظرف مکانی کے لئے ہے اور اکثر استعمال مین
جملہ کے طرف مضاف ہوا کرتا ہے جیسے المرءُ من حیث یثبت
لا من حیث ینبت ضمہ پر مبنی ہے مگر بعض وقت مفرد کے طرف
بھی مضاف ہوتا ہے جیسے اس مصرع مین اما ترى حيث سهيل
طالعًا۔ اور انہین سے اذا ہے جو زمانہ مستقبل کے لئے ہے
یعنے اگر ماضی پر بھی داخل ہو تو مستقبل کے معنے دیتا ہے جیسے

ایک احتمال یہ ہے کہ یہہ تینون صورتین کم کی تمیز (عمتك) مین جاری ہون اول نصب کم استفہامیہ بنا کر دوم جر کم خبریہ بنا کر ان دونون صورتون مین کم محل رفع مین ہوگا باعتبار مبتدا ہونے کے اور (قد حلبت الخ) خبر ہوگی سوم رفع بحذف تمیز کم ای کم مرة اور اس تمیز محذوف مین

[illegible] جائز ہین بلحاظ [illegible] استفہامیہ [illegible] اور ان دونون [illegible] منصوب [illegible] ۱۲

اذا کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجودٌ اور اذا مین شرط
کے معنے ہوتے ہین اس لئے اس کے بعد فعل کو ذکر کرنا مختار ہے
اور کبھی اذا مفاجات کے لئے آتا ہے اوس وقت اسکے بعد
ایک مبتدا کا ذکر کرنا لازم ہے جیسے خرجت فاذا السبع ای فاذا
السبع حاضر یا واقف اور انہین سے ایک اِذ ہے جو زمانہ ماضی
کے لئے آتا ہے اور اس کے بعد جملہ فعلیہ و اسمیہ دونو آسکتے ہین
ہین جیسے کان ذالک اذ زید قائم یا اذ قام زید اور
انہین سے آین و انّٰی ہین جو ظرف مکانی کے لئے ہین استفہام
کے معنی مین ہوں یا شرط کے جیسے این زیدٌ و این تکن اکن و
انی زید و انی تجلس اجلس اور انہین سے متی ہے جو حالت
استفہام و شرط مین ظرف زمانی کے لئے ہے جیسے متی
القتال و متی تخرج اخرج اور انہین سے اِیّان ہے بحالت استفہام
ظرف زمانی کے لئے ہے جیسے ایّان یوم الدین اور انہین
سے کیف ہے جو حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے
کیف حالک اور انہین سے مذ و منذ ہین جو اول مدت کے معنے
مین آتے ہین اور ان کے بعد ایک اسم مفرد معرفہ ذکر ہوتا
ہے جیسے ما رأیتہ مذ او منذ یوم الجمعۃ یعنے میرے
نہ دیکھنے کی زمانہ کی ابتدا جمعہ کا دن ہے اور کبھی یہہ دونون
تمام مدت کے معنی مین بھی آتے ہین پھر ان کے بعد مقصود بالعدد

بیان ہوتا ہے جیسے ما رایتہ مذ یومان یعنی میرے نہ دیکھنے
کے زمانے کی تمام مدت دو دن ہے اور کبھی ان دونون کے بعد مصدر
آتا ہے جیسے ماخرجت مذ ذھابك اور کبھی فعل جیسے ما
خرجت مذ ذھبت اور کبھی اَن مخففہ ہو یا مثقلہ جیسے ماخرجت
مذ انك ذاھبٌ وماخرجت مذ ان ذھبت پس ان
دونون کے بعد لفظ زمان مقدر ہوتا ہے جو مضاف ہوتا ہے ان
تینون مین ہر ایک کے طرف جیسے ماخرجت مذ ان ذھبت
مین مذ زمان ذھبت اور مذ و منذ ترکیب مین مبتدا واقع
ہوتے ہین کیونکہ یہہ دونو معنے مین اول مدۃ یا جمیع مدت کے ہین اور
اسکا مابعد اس کی خبر بخلاف زجاج کے کہ اوس کے پاس مذ و منذ
خبر مقدم ہین اور اس کے مابعد مبتدا موخر اور انہین سے لدی
و لدُن ہین اور بعض لغات مین لَدُنِ و لدَن و لُدنِ و لد
و لدُ و لُد بھی آئے ہین اور انہین سے قطّ ہے ماضی منفی
کے لئے جیسے ما رأیتہ قطّ اور عوض مضارع منفی کے لئے جیسے
لا اراہ عوض اور جو ظروف کہ جملہ کیطرف مضاف ہون یا ظروف
کہ جو مضاف ہو جملہ کے طرف تو اون کو فتح پر مبنی کرنا جائز ہے
جیسے یوم ینفع الصادقین ومن خزی یومئذ اور اسیطرح
مثل و غیر مین جبکہ ما و ان مخففہ و مثقلہ کے ساتھ مذکور ہون
فتح پر مبنی کرنا جائز ہے جیسے قیامی مثل ما قام زید وقیامی

وفیا می مثل ان یقوم زیدٌ وفیا می مثل انک تقوم **المعرفہ والنکرۃ** معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز کے لئے مقرر ہوا سکے چھ قسمیں ہین اول مضمرات دوم اعلام سوم مبہمات یعنے اسمائے اشارہ وموصول چہارم وہ اسم جو معرف باللام ہو پنجم وہ جو معرف بحرف ندا ہو ششم وہ اسم جو ان مذکورہ چیزون مین سے کسی ایک کے طرف باضافت معنوی مضاف ہو جیسے کتاب زید وفرس الرجل وغیرہ **علم** وہ اسم ہے جو شی معین کے لئے مقرر ہوا اور اپنی غیر کو ایک وضع کے لحاظ سے شامل نہ ہو سب سے زیادہ اعرف ضمیر متکلم ہے پھر ضمیر حاضر **نکرہ** وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے مقرر ہو **اسماء العدد** وہ الفاظ ہین جو اشیا کے احاد کی مقدار بتانے کے لئے مقرر ہین خواہ وہ آحاد منفرد ہوکر پائے جائین یا مجتمع ہون اصل اسمائے عدد بارہ ہین واحدٌ اثنان ثلثۃ۔ اربعۃ۔ خمسۃ ستۃ۔ سبعۃ۔ ثمانیۃ تسعۃ۔ عشرۃ۔ مائۃ۔ الف۔ ایک اور دو کے لئے مذکر مین مذکر مونث مین مونث چاہئے جیسے جاء واحدٌ اثنان وواحدۃ واثنتان یا ثنتان اور تین سے دس تک مذکر کے لئے مونث اور مونث کے لئے مذکر جیسے ثلثۃ رجال وثلث نسوۃ وعشرۃ رجال وعشر نسوۃ اور گیارہ وبارہ مین مذکر کے لئے دونون جز مذکر اور مونث کے لئے دونون جز مونث جیسے احد عشر رجلاً واثنا عشر رجلاً واحدی عشرۃ امراۃ واثنتا عشرۃ

امراۃً اور نیرہ سے انیس تک مذکر کے لئے پہلا جز مونث اور دوسرا
مذکر اور مونث کے لئے پہلا جز مذکر اور دوسرا جز مونث جیسے ثلثۃ عشر
رجلاً و تسعۃ عشر رجلاً و ثلث عشرۃ امراۃ و تسع عشرۃ امراۃ
اور لفظ عشرۃ جو مونث مرکب ہو کر مونث میں آئے تو بنی تمیم شین کو
عشرۃ کے کسرہ دیتے ہیں تاکہ چار فتحے پے در پے جمع نہ ہو جائیں اور
اہل حجاز اس کو ساکن پڑھتے ہیں اور دہائیوں میں عشرون سے
لیکر تسعون تک مذکر و مونث میں کوئی فرق نہیں جیسے عشرون
رجلاً و امراۃ و تسعون رجلاً و امراۃ اور جب دہائیاں مرکب
ہوں تو اکیس ۲۱ میں مذکر کے لئے پہلا جز مذکر اور مونث کے لئے
پہلا جز مونث جیسے احد و عشرون رجلاً و احدی و عشرون
امراۃ اور بائیس سے ننانوے تک عطف کے ساتھ موافق الفاظ
بالا کے ذکر ہیں جیسے اثنان و عشرون رجلاً و اثنتان و عشرون
امراۃ و ثلثۃ و عشرون رجلاً و ثلث و عشرون امراۃ و
تسعۃ و تسعون رجلاً و تسع و تسعون امراۃ اور مائۃ
والف و مائتان و الفان مذکر اور مونث میں بلا فرق آتے ہیں
جیسے مائۃ رجل و امراۃ و مائتا رجل و امراۃ و الف رجل
و امراۃ و الفا رجل و امراۃ اور جب اور ایکائیاں اس پر بڑھائی
جائیں تو اس کا حال عطف کیساتھ موافق پہلے صورت کی ہے اور اصل
ثمانی عشرۃ میں یا کو فتح ہے اور اس کو ساکن کرنا جائز ہے جیسے

ثمانی عشرۃ اور یا کو گرا کر نون کو فتح دیکر ثمان عشرۃ پڑھنا
شاذ ہے تین سے دس تک تمیز مجرور ہو گی اور جمع خواہ وہ جمع
باعتبار لفظ کے ہو جیسے ثلثۃ رجال یا باعتبار معنی کے جیسے ثلثۃ
رھط مگر ثلاث مائۃ سے تسع مائۃ تک مائۃ حرف واحد ہیگا
نہ جمع اور قاعدہ یہہ چاہتا تھا کہ مئات یا مئین ہوتا اور گیارہ سے
ننانوے تک تمیز منصوب مفرد ہوتی ہے جیسے احد عشر رجلاً
وتسعۃ وتسعون غلاماً اور تمیز مائۃ والف اور ان دونوں
کے تثنیہ مائتان والفان اور الف کے جمع آلاف کی مجرور
مفرد ہوتی ہے اور جسوقت کہ معدود مونث ہو اور لفظ مذکر جیسے لفظ
شخص بولیں اور اوس سے مراد لیں مونث یا یہہ کہ معدود مذکر ہو اور
لفظ مونث جیسے لفظ نفس بولیں اور مراد اوس سے مذکر لیں تو عدد
میں دونوں وجہ جائز ہیں کہ مذکر لائیں یا مونث جیسے لفظ شخص سے
مونث مراد لیکر باعتبار لفظ کے ثلثۃ اشخص اور باعتبار معنی کے
ثلث اشخص کہدیں اور واحد و اثنین کو ذکر کرکے اوس کے بعد
پہر اوس کی تمیز نہیں لائی جاتی کیونکہ لفظ تمیز کے ذکر کرنے کے
بعد واحد و اثنین کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے
جیسے صرف جاء رجلٌ و رجلان کہدینا جو لفظ تمیز ہے مستغنی کردیتا
ہے جاء واحد رجل و اثنا رجلین کے کہنے سے اس لئے کہ
لفظ تمیز مقصود بالعدد کو صاف بتلا دیتا ہے بعض وقت متعدد

سے کسی واحد کو ذکر کرتے ہیں باعتبار تصییر کے (یعنے اس لحاظ سے
کہ وہ واحد عدد ناقص کے ساتھہ ملکر اوس کو عدد زاید کردے) جیسے
الثانی مذکر ہیں والثانیۃ مونث ہیں کہ یہہ ایک ایسا عدد مفرد ہے
کہ عدد واحد کے ساتھہ جو ناقص ہے ملکر اوس کو عدد زائد یعنے دو کردیا
اسیطرح العاشر مذکر ہیں اور العاشرۃ مونث ہیں پس ایسا مفرد دو سے
لیکر دس سے زیادہ میں نہیں بن سکتا کیونکہ اوس سے اسم فاعل
کا مشتق ہونا دشوار ہے اور باعتبار حالت یعنے درجہ کے مذکر کے لئے الاول اور مونث کے
لئے الاولی کہا جائیگا اور اسیطرح مذکر ہیں الثالث اور مونث ہیں الثانیۃ
والعاشر والعاشرۃ والحادی عشر والحادیۃ عشرۃ والثالث
عشر والثانیۃ عشرۃ والتاسع عشر والتاسعۃ عشرۃ اور چونکہ
اعتبار تصییر و حالت میں اختلاف ہے اس لئے اول میں یعنے
باعتبار تصییر کے مفرد میں ثالث اثنین باضافت الی الانقص کہیں گے
یعنے ایسا مفرد جو دو کو تین کرنیوالا ہے مراد اوس سے تیسرا ہے
یہہ ماخوذ ہے ثلثتہما سے جس کے معنی ہیں صیرت الاثنین ثلثہ
یعنے کیا میں نے دو کو تین اور دوسرے میں یعنے باعتبار حالت کے
ثالث ثلثۃ کہینگے یعنے تین میں کا ایک جو تیسرے درجہ میں ہے
اور خاص باعتبار حالت کے حادی عشر احد عشر یعنے مرکب اول کو مضاف
کر کے طرف مرکب دوم کے یا حادی احد عشر مرکب اول کے جزء اخیر کو حذف
کر کے اسیطرح تاسع تسعۃ عشر یعنے مرکب اول

کا پچھلا جز معرب ہوگا باقی اور دوسرا جز مبنی (مذکر و مونث)
مونث وہ اسم ہے جسمین علامت تانیث کی لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے
امرأۃ و دارٌ اور مذکر وہ اسم ہے کہ جس مین علامت تانیث کی نہ
لفظاً ہو نہ تقدیراً اور علامتین تانیث کی دو ہین اوّل تا دوم الف
مقصورہ جیسے حبلی یا ممدودہ جیسے صحراء اور مونث کے دو قسم ہین
حقیقی و لفظی مونث حقیقی وہ اسم ہے کہ جسکے مقابل مین جنس حیوان سے
کوئی مذکر ہو جیسے امرأۃ مقابلہ مین رجل کے و ناقۃ مقابلہ مین جمل اور مونث لفظی اسکے
خلاف ہے یعنے اوسکے مقابلہ مین کوئی مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ و عین کہ پہلا مونث لفظی
حقیقتہ ہے اور دوسرا تقدیراً۔ اور جسوقت فعل کے اسناد مونث کے
طرف ہو اور دونون مین کوئی فاصلہ نہ ہو خواہ وہ مونث حقیقی ہو یا
لفظی اسم ظاہر ہو یا ضمیر ہر حال مین فعل کو مونث لانا واجب ہے
جیسے جاءت ہندٌ و ہندٌ جاءت و انہدمت الدارُ و الدار
انہدمت اور مونث ظاہر غیر حقیقی مین اختیار ہے یعنے اگر فعل کی اسناد
مونث غیر حقیقی کے طرف ہو اور وہ اسم ظاہر ہو تو وہان اختیار ہے
کہ فعل کو مذکر لائین یا مونث جیسے طلع الشمس و طلعت الشمس اور
حکم اوس ظاہر جمع کا جو مذکر سالم نہ ہو مطلقاً حکم ظاہر غیر حقیقی کا ہے یعنے اگر
اسناد فعل کی ایسے جمع کے طرف ہو جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور وہ
جمع اسم ظاہر ہو تو اوسکا حکم مونث غیر حقیقی ظاہر کا سا ہے خواہ وہ
مونث کی جمع ہو یا مذکر کی جیسے جاء المومنات و جاءت المومنات

وجاء الرجال وجاءت الرجال اور ضمیر جمع عاقل کی جو جمع مذکر سالم نہو (فعلت) و (فعلوا) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی ایسے جمع مذکر عاقل کے طرف ہو جو جمع مذکر نہ ہو اور ضمیر ہو تو فعل کو بصیغہ واحد مونث وجمع مذکر دونون طرح سے لا سکتے ہین جیسے الرجال فعلت والرجال فعلوا اور ضمیر النساء والایام کی (فعلت وفعلن) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی جمع مونث یا جمع مذکر غیر سالم کے طرف ہو اور وہ دونون ضمیر ہون تو فعل کو بصیغہ واحد مونث وجمع مونث دونون لا سکتے ہین جیسے النساء فعلت وفعلن والایام مضت ومضین (تثنیہ) وہ اسم ہے جس کے مفرد کے اخیر مین الف یا یا ماقبل مفتوح ہو اور نون مکسورہ تا دلالت کرے اسبات پر کہ مفرد کے ساتھہ اوسی کے جنس سے اوس کے جیسا ایک اور ہی جیسے جاء رجلان و رائت رجلین ومررت برجلین اگر کسی مفرد کے اخیر مین الف مقصورہ ہو اور وہ الف واو سے بدلا ہوا ہو اور وہ اسم ثلاثی ہو تو وہ الف واو سے بدلجاتا ہے جیسے عصا سے عصوان اور اگر وہ الف واو سے بدلا ہوا نہ ہو بلکہ یا سے بدلا ہوا ہو جیسے رحیٰ سے رحیان یا یہہ کہ چار یا چار سے زیادہ حرف رکھتا ہو جیسے حبلی ومصطفے تو وہ یا سے بدلیگا جس اسم کے اخیر مین الف ممدودہ ہو اگر اوسکا ہمزہ اصلی ہو تو حالت تثنیہ مین باقی رہتا ہے

جیسے قُرّاء سے قُرّاءان - اور اگر وہ ہمزہ تانیث کے لئے ہو تو واو
سے بدلیجائیگا جیسے حمراء سے حمراوان - اور اگر وہ ہمزہ اصلی بھی نہ ہو اور
تانیث کے لئے بھی نہ ہو بلکہ الحاق کے لئے ہو یا واو یا یائی اصلی سے
بدلا ہوا ہو تو اوس مین دونون صورتین جائز ہین کہ ہمزہ کو باقی رکہین
یا یہہ کہ واو سے بدلین جیسے عِلْباء سے علباءان وعلباوان
اور کساء سے کساءان وکساوان ورداء سے رداءان و
رداوان - اور نون تثنیہ کا بسبب اضافت کے حذف ہوجاتا
ہے جیسے مسلما مکۃ اور خصیۃ والیۃ مین سے حالت تثنیہ مین
تار تانیث کو خلاف قیاس حذف کرکے خُصیان واَلیان کرلیا گیا اور
وجہ اوس کی یہہ ہے کہ یہہ شمار مین اگرچہ دو ہین مگر بسبب شدت اتصال
کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو نہین سکتا حکم مین مفرد کے ہوگئے
اور تار تانیث جو آتی ہے تو اخیر مین آتی ہے نہ حشو مین **جمع**
وہ اسم ہے جو دلالت کرتا ہے مجموعہ پر چند آحاد کے جو اوس کے
مفرد کے حروف سے مقصود ہون صرف تہوڑا سا تغیر ہو پس تمر[۵۷]
ورکبٌ موافق مذہب اصح کے جمع نہین ہین بلکہ تمر اسم جنس ہے
اور رکب اسم جمع فرق دونون مین یہہ ہے کہ اسم جنس واحد
وتثنیہ دونون پر اطلاق ہوتا ہے اور اسم جمع کا صرف جمع پر
اور فُلکٌ یعنے وہ اسم کہ جسکے واحد وجمع کی صورت ایک ہی ہو
وہ جمع ہے اور جمع مین تغیر تقدیری ہے کہ جس وقت مفرد ہو تو اوسکا

[۵۷] تمر سے مراد وہ لفظ ہے کہ ت کے ساتھ واحد پر اطلاق کیا جائے اور بغیر ت کے واحد وکثیر پر اور رکب سے مراد اسم جمع ہے ۱۲

ضمہ قفلٌ کا سا سمجھا جائیگا اور اگر جمع ہو تو اُسدٌ کا سا جمع کے دو قسم ہین
صحیح ۔ تکسیر جمع صحیح کے پہر دو قسم ہین اگر مذکر کے جمع ہو تو جمع صحیح مذکر
اور موئنث کی جمع ہو تو جمع صحیح موئنث جمع صحیح مذکر وہ ہے جس کے
آخر مین واو ماقبل مضموم حالت رفع مین یا یای ماقبل مکسور حالت
نصب وجر مین اور نون مفتوح ہو تا دلالت کرے اسبات پر کہ
اوس مفرد کے ساتہہ اوس کے جنس سے کئی فرد ہین پس اگر اسم
مفرد کے اخیر مین یا ہو اور ماقبل وسکا مکسور تو حالت جمع مین وہ یا
حذف ہو جائیگی جیسے قاضی سے قاضُون ۔ اور اگر کسی اسم مفرد کے
اخیر مین الف مقصورہ ہو تو حالت جمع مین محذوف ہو جاتا ہے اور
ماقبل وسکا مفتوح رہتا ہے جیسے مصطفےٰ سے مُصطفَون جس اسم کی
جمع صحیح مذکر بنانا چاہین اوس کی شرط یہہ ہے کہ اگر وہ اسم ہو تو مذکر
ہو اور علم ہو ذوی عقل کا جیسے زیدٌ سے زیدون اور اگر صفت
ہو تو اوس مین کئی شرطین ہین اول یہہ کہ مذکر عاقل ہو دوم ایسا
صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو افعل کے جسکا موئنث فعلاءُ
کے وزن پر آتا ہو جیسے احمر حمراءُ کہ اوس کی جمع احمرون نہین
آتی ۔ سوم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو فعلان کے
اور موئنث اوسکا وزن پر فعلی کے آتا ہو جیسے سکران سکریٰ
کہ اس کی جمع سکرانون نہین آتی ۔ چہارم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو
جو صفت ترکیبی مین موئنث کے مساوی ہو یعنے ایسی صفت نہ ہو

ترکیب بین مذکر کی بھی صفت واقع ہو اور مونث کی بھی جیسے
جریح وصبور کہ یہہ مذکر مونث دونون کی صفت پڑتی ہے رجل
جریح وصبور وامراۃ جریح وصبور پس اس کی جمع جریحون
وصبورون نہین آئیگی۔ پنجم یہہ کہ اوس صفت کے اخیر مین
تائے تانیث نہو جیسے علامۃ اور بہ سبب اضافت کے
جمع کا نون حذف ہو جاتا ہے جیسے مسلمو مکۃ اور سنۃ کی
جمع سنون اور ارض کی ارضون جو آئی ہے باوجود شرایط
مذکورہ نہ پائے جانے کے شاذ ہے جمع صحیح مونث وہ ہے جسکے
اخیر مین الف وتا ہو شرط اوسکی یہہ ہے کہ اگر واحد اسکا صفت
کا صیغہ ہو اور اوس کا کوئی مذکر بھی ہو تو اوس مذکر کے جمع واو
نون کے ساتھہ آتی ہو جیسے مسلمۃ کی جمع مسلمات کیونکہ
اسکے مذکر مسلم کی جمع مسلمون ہے اگر اوس کا کوئی مذکر ہی نہو
تو وہ تا تانیث سے خالی نہ ہو جیسے حائض کہ چونکہ تار تانیث
اس مین نہین ہے اس لئے اس کی جمع حائضات نہین
آئیگی۔ اور اگر مونث صفت نہ ہو بلکہ اسم ہو تو اوسکی جمع بغیر
کسی قسم کے شرط کے الف وتا کے ساتھہ آئے گی جیسے
زینب سے زینبات وطلحۃ سے طلحات۔ جمع مکسر
وہ جمع ہے کہ جس مین اوس کی واحد کی بنا متغیر ہو جائے جیسے
رجل وفرس کی جمع رجال وافراس جمع قلت کے چار وزن

وہ جمع جو تین سے
دس تک مستعمل
ہو ۱۲

۹۷

ہین اَفعُلُ جیسے فلس سے افلس۔ افعال جیسے فرس سے افراس اَفعِلَۃٌ جیسے رغیف سے ارغفہ فِعلَۃٌ جیسے غلام سے غلمۃ جمع صحیح خواہ مذکر ہو یا مونث اور جو ان اوزان جمع قلت کے سوائے ہین وہ سب جمع کثرت[۱] ہین

المصدر

وہ اسم ہے جو دلالت کرے حدث یعنی معنی قایم بالغیر پر اور فعل پر جاری ہو یعنے فعل کی تاکید یا نوعیت یا عددیت بیان کرتا ہو جیسے جلست جلوسًا وجِلسۃ وجَلسۃ۔ فعل ثلاثی مجرد کا مصدر سماعی ہے اور غیر ثلاثی مجرد کا مصدر قیاسی شلًا اَخرَجَ سے اِخرَاجٌ یعنے ماضی افعل کے وزن پر ہو تو اوس کا مصدر افعال کے وزن پر آتا ہے استخرج سے استخراج مصدر جس وقت کہ مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے خواہ وہ فعل ماضی ہو جیسے اعجبنی اکرامُ عمرٍو خالدًا غدًا او الآن۔ اور مصدر کا معمول مصدر سے پہلے آ نہین سکتا پس اعجبنی عمرًا ضربُ زیدٍ نہین کہسکتے اور مصدر کا معمول مصدر مین مضمر نہین ہو سکتا اور مصدر کے فاعل کو فاعلیت کے حیثیت سے ذکر کرنا لازم نہین ہے اور اوس کو فاعل کے طرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے ولولا دفعُ اللّٰہِ الناس اور کبھی مصدر مفعول کے طرف بھی مضاف ہوتا ہے جیسے ضربُ اللّصِ الجلادُ وضربُ یوم الجمعۃ وضربُ التادیب اور مصدر کو معرف باللام رہنے کی حالت مین

---

[۱] وہ جمع جس کا اطلاق دس سے زیادہ پر ہو ۱۲

عمل دینا کم آیا ہے اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو عمل اوسکے فعل کو دیا جائیگا
جیسے ضربت ضرباً زیداً مین ضربت کو زید کا عامل قرار دینگے
نہ ضرباً کو اگر مصدر فعل سے بدل ہو یعنے فعل وجوباً حذف ہوا اور مصدر
اوس کی جگہ مین آیا ہو تو وہان دو وجہ جائز ہین کہ فعل کو عمل دین یا مصدر
کو جیسے سقیاً لہ وشکراً لہ وحمداً لہ مین سقیا وشکراً
وحمداً کو بھی عامل بنا سکتے ہین اوران کے فعل محذوف سقیتُ
وشکرتُ وحمدتُ کو بھی (**اسم الفاعل**) اسم فاعل
وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور اوس شخص کے لئے موضوع
ہو جس سے فعل قائم ہے اور معنی حدوث کے رکھتا ہو یعنے فعل کا
وجود وقیام اوسکے ساتھہ تجددی طور پر ہو اور کسی ایک زمانہ سے
مقترن ہو۔ فعل ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ فاعل کے
وزن پر آتا ہے اور غیر ثلاثی مجرد سے مضارع معروف کے وزن پر
اسطرح کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم رکھین اور ماقبل آخر کو کسرہ
دین جیسے یُدخِلُ سے مُدخِلٌ ویستغفر سے مستغفر اسم فاعل
اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے اوسکے دو شرط ہین اول یہہ کہ معنے مین حال
یا استقبال کے ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ غلامہ عمراً الان اوغداً
دوم یہہ کہ اسم فاعل کو اعتماد ہو اپنے صاحب[1] پر یعنے اسم فاعل کے پہلے
یا تو مبتدا ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ ابوہ یا اسم موصول ہو جیسے جاء
الضاربُ ابوہ یا موصوف ہو جیسے جاء رجل ضارب ابوہ

[1] صاحب سے مراد وہ ہے جس سے اسم فاعل متصف ہو۔ ۱۲

یا ذوالحال ہو جیسے جاء زید راکبًا فرسہ یا اعتماد ہو ہمزہ استفہام یا مای نافیہ پر یعنے بعد ہمزہ استفہام یا مای نافیہ کے واقع ہو جیسے اقائم زیدٌ وما قائم زیدٌ اور اگر اسم فاعل ماضی کے معنے ہین ہو تو اوس کو مفعول کیطرف باضافت معنوی مضاف کرنا واجب ہے جیسے زیدٌ ضارب عمرو امس بخلاف کسائی کے کہ وہ کہتا ہے مضاف کرنا واجب نہین پس اوسکے پاس زید ضارب عمرًا امس صحیح ہو جائیگا۔ اگر اسم فاعل کا کوئی دوسرا معمول ہو سوا اسے اوس معمول کے جسکے طرف وہ مضاف ہوا ہے تو وہان ایک فعل مقدر سے اوس کو نصب دیا جائیگا جیسے زیدٌ معطی عمرٍو درھمًا ای اعطاہ درھمًا۔ اور اگر اسم فاعل پر الف لام موصول داخل ہو جائے تو سب برابر ہین یعنے زمانہ ماضی حال و استقبال مین کوئی فرق نہین ہے جیسے مررتُ بالضارب ابوہ زیدًا امس ومررت بالضارب ابوہ زیدًا الآن اوغدًا اور اسم فاعل کے اوزان جو مبالغہ کے لئے ہین جیسے ضرابٌ وضروبٌ ومضرابٌ وعلیمٌ وحذرٌ وغیرہ عمل کرتے ہین اسم فاعل کے مانند ہین اور جو شروط اوپر ہین اسمین بھی ہین جیسے زید ضراب ابوہ عمرًا الآن اوغدًا ومررت بزیدن الضراب عمرًا الآن اوغدًا اوامس اور اسم فاعل کا تثنیہ وجمع عمل کرنے مین اسم فاعل مفرد کے مانند ہے اور تثنیہ وجمع جسوقت اپنی معمول کو مفعول

درہما منصوب ہوا ہے اعطی فعل مقدر سے کیونکہ جب معطی عمرو کہا گیا تو سوال کیا گیا ما اعطاہ اوسکے جواب مین درہما کہا گیا یعنے اعطاہ درہما ۱۲

بناکر نصب دین اور وہ تثنیہ وجمع معرف باللام بھی ہون تو اوس صورت مین تثنیہ وجمع کے نون کو تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے جیسے المقیمی الصلوٰۃ (اسم المفعول) وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور موضوع ہو اوس ذات پر دلالت کرنے کے لئے جس پر فعل واقع ہو فعل ثلاثی مجرد سے اوسکا صیغہ مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مضروبٌ اور نیز ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے میم تو مضموم رہیگی مگر ماقبل آخر مفتوح ہوگا جیسے مستخرج اور عمل کرنے مین اور شروط عمل مین اسکا حال اسم فاعل کا سا ہے پس جب معرف باللام ہو تو بمعنی ماضی بھی عمل کرے گا اور رفع دیگا قایم مقام فاعل کو اور اگر کوئی دوسرا مفعول ہو تو وہ اپنی نصب پر باقی رہیگا جیسے زید معطی غلامہٗ درھماً الآن او غداً او المعطی غلامہ درھماً الآن او غداً او امس (الصفۃ المشبہۃ) وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہو اوس شخص کے لئے جس سے وہ قائم ہو باعتبار معنی ثبوتی اور سماعی طور سے صفت مشبہ کا صیغہ اسم فاعل کے صیغہ کے مخالف ہوتا ہے مثلاً حسنٌ و صعبٌ و شدیدٌ اور مطلقاً یعنے بغیر کسی زمانہ کے شرط کے اپنی فعل کا سا عمل کرتا ہے اور اوس کے صورتون کے تقسیم یہہ ہے کہ صفت یا تو معرف باللام ہوگی یا لام تعریف سے خالی ہوگی اور ان دو نو صورتون مین اوسکا معمول یا تو مضاف ہوگا یا معرف

باللام یا خالی ہوگا لام تعریف اور اضافت دونون سے پس یہہ تو
چھہ قسم ہوئے اور ان چھہون قسمون مین سے ہر ایک مین معمول یا تو مرفوع
ہوگا یا منصوب یا مجرور تو سب ملکر اٹھارہ ہوئے پس معمول کو رفع فاعلیت
کے لحاظ سے ہوگا اور نصب درصورت معرفہ ہونے کے مشابہت بمفعول
کے اعتبار سے اور درصورت نکرہ ہونے کے باعتبار تمیز کے اور جر بوجہ
اضافت کے تفصیل ان اٹھارہ اقسام کی یہہ ہے حسن وجہہ) مین تین
صورتین اول حسنٌ وجہہُ دوم حسنٌ وجہہَ سوم حسنُ وجہہٖ ایسطرح
(حسنُ الوجہ) مین حسنُ الوجہُ وحسنُ الوجہَ وحسنُ الوجہِ (حسن
وجہاً) مین حسنٌ وجہٌ وحسنٌ وجہاً وحسنُ وجہٍ اور (الحسن وجہہ)
مین الحسنُ وجہہُ والحسنُ وجہہَ والحسنُ وجہہٖ اور (الحسنُ
الوجہ) مین الحسنُ الوجہُ والحسنُ الوجہَ والحسنُ الوجہِ۔ اور
(الحسن وجہاً) مین الحسنُ وجہٌ والحسنُ وجہاً والحسنُ وجہٍ انہین
سے دو صورتین ناجائز ہین اول یہہ کہ صفت معرف باللام ہو اور
مضاف ہو اپنی معمول کے طرف اور وہ معمول مضاف ہو ضمیر موصوف
کے طرف جیسے الحسن وجہہٖ کہ اس مین اضافت لفظی ہے اور فائدہ
اضافت لفظی کا یعنے تخفیف لفظی حاصل نہین ہے دوم یہہ کہ صفت معرف
باللام ہو اور مضاف ہو اپنی معمول کے طرف جو خالی ہو لام تعریف سے
جیسے الحسنُ وجہٍ کہ اسمین اگرچہ الحسن کی اضافت وجہ کے طرف
ہوئی ہے اسمین تخفیف لفظی ہے کہ ضمیر حذف ہوکر صفت مین مستتر ہوگئی

مگر چونکہ معرفہ نکرہ کے طرف مضاف ہوا ہے اس لئے صورتمین مشابہ ہے
معهود[٥١] من الاضافة کے عکس سے اور جس صورت مین کہ صفت لام
تعریف سے خالی ہو اور مضاف ہو اپنے معمول کے طرف جو مضاف ہو
ضمیر موصوف کے طرف جیسے حسن وجهه اس مین اختلاف ہے سیبویہ
اور تمام بصریین اس کو ضرورت شعری مین بکراہیت جائز رکھتے ہین
کیونکہ وہ کہتے ہین کہ مقصود اضافت سے تخفیف لفظی ہے پس تخفیف
ہو بھی تو ایسی ہو جسقدر اوس کلمہ مین ممکن ہو اور تہوڑی سی تخفیف یعنے
(حذف تنوین) پر کفایت کرنا باوجود زیادہ تخفیف یعنے ضمیر حذف
کرکے صفت مین مستتر کردینا) ممکن ہونے کے قبیح ہے اور کوفیین
اس کو غیر شعر مین بلاکراہیت جائز رکھتے ہین اس دلیل سے کہ تنوین کے
حذف ہونے سے فی الجملہ تخفیف حاصل ہوگئی اور یہہ کافی ہے اور
باقی صورتون مین سے جسمین ایک ہی ضمیر ہو خواہ صفت مین ہو یا
معمول مین وہ احسن ہے[٥٢] جیسے الحسن الوجهَ بنصب معمول
والحسن الوجهِ بجر معمول وحسن الوجهَ بنصب معمول وحسن الوجهِ بجر معمول والحسنُ وجهًا
وحسنٌ وجهًا وحسن الوجهِ بجر معمول والحسنُ وجهُهُ وحسن وجهُهُ برفع
معمول اور جس مین دو ضمیر ہون ایک صفت مین اور دوسرے
معمول مین وہ حسن ہے[٥٣] جیسے حسنٌ وجهَهُ والحسنُ وجهَهُ بنصب
معمول اور جس مین کوئی بھی ضمیر نہ ہو وہ قبیح ہے جیسے[٥٤] الحسن الوجهُ
وحسن الوجهُ والحسنُ وجهٌ وحسنٌ وجهٌ برفع معمول اور جسوقت

صفت مشبہ کے معمول کو رفع دیا جائے تو پہر صفت مین کوئی ضمیر نہوگی پس حال صفت کا فعل کا سا ہے یعنے فعل جسطرح فاعل ظاہر کے تثنیہ و جمع سے تثنیہ و جمع نہین ہوسکتا اوسیطرح صفت مشبہ بھی اپنی معمول کے تثنیہ و جمع ہونے سے تثنیہ و جمع نہین ہوسکتا اور اگر صفت کے معمول کو رفع نہ ہو بلکہ نصب و جر ہو تو صفت مین ایک ضمیر موصوف کی رہیگی پس صفت مونث آئیگی جسوقت کہ موصوف اوسکا مونث ہو جیسے هند حسنة وجهٍ یا حسنةٌ وجهًا اور جب موصوف تثنیہ ہو تو صفت بھی تثنیہ ہوگی جیسے الزیدان حسنا وجهٍ وحسنان وجهًا اور جب موصوف جمع ہو تو صفت بھی جمع ہوگی جیسے الزیدون حسنو وجه وحسنون وجهًا اور وہ اسم فاعل و اسم مفعول جو متعدی نہ ہون اونکا حال ان اٹھارہ صورتون مین صفت مشبہ کا سا ہے[۲] مثلًا زیدٌ قائمُ الاب و زیدٌ قائمُ الاب و زیدٌ قائمٌ الابِ اسیطرح زید مضروبُ الابُ و زید مضروبُ الاب و زید مضروبُ الابِ

اسم تفضیل

وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو ایک ایسے موصوف کے لئے جو اصل فعل مین اپنے غیر سے زیادہ ہو اور وہ اسم تفضیل مذکر کے لئے اَفعَلُ اور مونث کے لئے فُعلیٰ ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ فعل ثلاثی مجرد سے بنایا جائے تاکہ افعل و فعلیٰ کے وزن پر بن سکے اور وہ

[۱] کیونکہ معمول صفت کا اوسکا فاعل ہے پس اگر اوس مین ضمیر ہو تو تعدد فاعل کا لازم آتا ہے
[۲] یعنے اسم فاعل و مفعول غیر متعدی فاعل و مفعول مالم یسم فاعلہ سے رفع بھی آسکتی ہے اور نصب بھی ... اور اضافت بھی ... یعنی ۱۸

وہ ثلاثی مجرد رنگ اور عیب ظاہری کے معنے نرکھتا ہو کیونکہ لون و عیب
کے معنی ہین جو افعل ایا کرتا ہے وہ غیر اسم تفضیل کے لئے ہوتا ہے اگر
اسم تفضیل کے لئے ہو تو دونون ہین التباس ہوجائیگا جیسے زیدٌ
افضل الناس اگر غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل بنانا چاہین تو لفظ
اشدّ یا اکثر وغیرہ اوسکے ساتھہ ملادین جیسے زیدٌ اشد شحناجاً
دبیاضاً دعیً من عمرو۔ اور قاعدہ یہہ ہے کہ اسم تفضیل فاعل کے
معنے ہین ہو اور کبھی مفعول کے معنے ہین بھی آتا ہے جیسے اَعذَرُ
زیادہ معذور (آلوم) زیادہ ملامت کیا ہوا (اشغل) زیادہ
مشغول (اشھر) زیادہ مشہور۔ اسم تفضیل تین طریقون مین سے کسی ایک
ایک طریقہ پر مستعمل ہوتا ہے یا تو مضاف ہوتا ہے جیسے زید
افضل الناس یا مِن کے ساتھہ جیسے زید افضل من عمرو
یا معرف باللام جیسے زید الافضل پس ان تینون طریقون
ہین سے دو کو ایک حالت ہین جمع کرنا جائز ہے جیسے زید الافضل
من عمرو۔ ہان اگر مفضل علیہ معلوم ہو تو بغیر ان تینون طریقون
کے بھی آسکتا ہے جیسے اللہ اکبر۔ اسم تفضیل کو جسوقت مضاف
کرتے ہین تو اوسکے دو معنی ہین ایک تو یہہ کہ زیادتی مقصود ہو
اوس پر جسکی طرف اسم تفضیل مضاف ہو اور اسی معنی ہین اسم تفضیل
اکثر آتا ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ موصوف ایک جزء ہو مضاف
الیہ کا اور اسمین داخل ہو اور مفہوم عام ہین اوسکے ساتھہ شریک ہو

جیسے زید افضل الناس پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ
کہنا ناجائز ہوگا کیونکہ اخوتہ کی اضافت حضرت یوسف کے طرف ہونے
کے سبب سے یوسف اپنے بہائیون سے خارج ہین اور اگر داخل کیا جائے
تو یہہ معنے ہونگے کہ یوسف اپنے اخوت ہین جو ایک مفہوم عام ہے شریک
ہین جس سے لازم آتا ہے کہ یوسف خود اپنے آپ بہائی ہون پس اپنے
بہائیون ہین داخل نہوے اور شرط یہہ ہے کہ موصوف اپنے مضاف
الیہ ہین داخل ہو۔ دوسرے معنی اسم تفضیل کے یہہ ہین کہ مطلق زیادتی بغیر
تخصیص مضاف الیہ کے مقصود ہو اور اضافت اسم تفضیل کی مضاف الیہ کے
طرف توضیح کے لئے ہو پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ
کہنا صحیح ہو جائیگا۔ اور اسم تفضیل مضاف کی پہلے قسم ہین اسم تفضیل کو دو
طرح سے ذکر کرسکتے ہین اول یہہ کہ اوس کو مفرد لائین خواہ اوسکا موصوف
تثنیہ ہو یا جمع اسیطرح مذکر لائین اگرچہ موصوف مونث ہو جیسے زید
والزیدان والزیدون وھند والھندان والھندات افضل
الناس دوم یہہ کہ اوس کو موصوف کے مطابق لائین جیسے الزیدان
افضلا الناس والزیدون افضلوھم وھند فضلی النساء والھندان
فضلیاھن والھندات فضلیاتھن اور اسم تفضیل مضاف کی دوسرے
قسم اور اسم تفضیل معرف باللام ہین اسم تفضیل کا موصوف کے مطابق ہونا
ضروری ہے اور وہ اسم تفضیل جسکا استعمال (من) کے ساتہہ ہو اوسکو
ہر حالت ہین مفرد مذکر سے لانا چاہئے۔ اسم تفضیل اسم ظاہر ہین عمل کرکے

اوس کو اپنا فاعل بنا کر رفع نہیں دے سکتا مگر ایک صورت مین وہ یہہ ہے
کہ اسم تفضیل لفظ کے لحاظ سے کسی شے کی صفت ہو اور معنی کے لحاظ
سے ایک ایسے مسبب کی صفت ہو جو مشترک ہو اوس شے مین اور اوسکے
غیر مین اور وہ مسبب موافق پہلے اعتبار کے مفضل ہو اور موافق اعتبار
غیر اول کے مفضل علیہ ہو اور وہ اسم تفضیل منفی ہو جیسے ما رأیتُ رجلاً احسن
فی عینہ الکحلُ منہ فی عین زیدٍ مین احسن جو اسم تفضیل ہے باعتبار
لفظ کے رجلا کی صفت ہی اور معنی کے لحاظ سے صفت ہے کحل کی اور کحل
مسبب ہے اور مشترک ہے عین رجل و عین زید مین اور عین رجل کے اعتبار
سے مفضل ہے اور عین زید کے لحاظ سے مفضل علیہ اسم تفضیل کے منفی ہونے
کی شرط اس لئے ہے کہ وہ منفی ہونے کی حالت مین معنے مین فعل کے
ہو جاتا ہے اور فعل کا سا عمل کرتا ہے اسی لئے اس مثال مین احسن بمعنے
حسن کے ہے وجہ اس کی یہہ ہے کہ جس وقت اسم تفضیل پر نفی آتی ہے
تو وہ اسم تفضیل کے قید یعنے معنی زیادت کیطرف متوجہ ہوتی ہے پس یہ
نکل آیا کہ کحل عین رجل کحل عین زید سے زائد نہین ہے یا تو اسکے مساوی
ہوگا یا اوس سے کم اور چونکہ مقام مدح کا ہے اس لئے مساوات نہی
اور یہہ معنی حاصل ہوئے کہ ہر ایک کے آنکہہ مین سرمہ خوبصورت ہوگیا
ہے مگر زید کے آنکہہ سے کم۔ دوسرا سبب احسن کے عمل کرنے کا کحل مین
یہہ ہے کہ اگر احسن کو کحل کا عامل نہ بنائین بلکہ احسن کو خبر بنا کر رفع دین
اور کحل کو مبتدا بنا کر رفع دین تو احسن جو اسم تفضیل ہے اور منہ فی عین

زید جو اوسکا معمول ہے ان دونون مین ایک اجنبی چیز یعنے الکحل کا فاصلہ آجائیگا جو نا جائز ہے اور اسی مثال سے منہ کی ضمیر اور فی حذف کرکے اوس کی جگہ پر من عین زید رکھکر ما رائیتُ رجلا احسن فی عینہ الکحل من عین زید بھی کہسکتے ہین اور لفظ عین کو جس مین کحل مفضل علیہ ہے اسم تفضیل پر مقدم کرکے ما رائیتُ کعین زید احسن فیھا الکحل کھنا بھی صحیح ہے جیطرح سے کہ اس شعر مین آیا ہے ؎ مررتُ علی وادی السباع ولا اری کوادی السباع حین یظلم وادیا - اقل بہ رکبٌ اتوہٗ تأیۃً - واخوف الا ما وقی اللہ ساریا - گویا اصل اس کی یہہ ہے - لا اری وادیا اقل بہ رکب منھم فی وادی السباع - وادی السباع کو اسم تفضیل پر جو اقل ہے مقدم کیا معنی اسکا یہہ ہے میرا گزر وادی سباع پر سے ہوا ابجا لیکہ نہین دیکھتا ہون مانند وادی سباع کے شب تاریک مین کوئی ایسی وادی جہان سوار کم ٹھہرتے ہون اور خوفناک ہون ہر وقت مین مگر وقت بچانے خدائے تعالی کے

الفعل

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنی معنی فی نفسہ پر دلالت کرے اور تین زمانون مین سے کسی ایک زمانہ سے مقترن ہو اور فعل کے خواص مین سے ہے داخل ہونا - قد اور سین وسوف اور جوازم کا اور تاء تانیث ساکنہ وضمیر متصل بارز مرفوع متحرک کا آخر مین آنا جیسے فعلتُ وفعلتِ کی رت الماضی وہ فعل ہے جو زمانہ حاضر کے پہلے کے زمانہ پر دلالت کرے

اور جسوقت ماضی مین ضمیر مرفوع متحرک اور واو نہ ہو تو وہ فتحہ پر مبنی رہتی ہے
(مضارع) وہ فعل ہے جسکے اول مین حرف نایت مین سے کوئی ایک حرف
بڑھنے سے اسم کے مشابہ ہو اور یہہ مشابہت یا تو زمانہ حال و استقبال مین
مشترک ہونے کے لحاظ سے ہے جیسے کہ اسم مشترک ہوتا ہے متعدد معانی مین
مثلاً لفظ عین ذھب و کعبہ وغیرہ کے لئے یا بسبب خاص ہو جانے فعل
مضارع کے استقبال کے ساتھہ سین و سوف بڑھانے کے سبب سے
جیسا کہ اسم خاص ہو جاتا ہے بہت ساری معانی مین سے کسی ایک معنی کے ساتھہ بسبب
قرینہ کے پس ہمزہ تو واحد متکلم کے لئے ہے خواہ مذکر ہو یا مونث جیسے
اَضْرِبُ اور نون جمع متکلم کے لئے جیسے نَضْرِبُ اور تے مخاطب اور واحد
مونث غائب اور تثنیہ مونث غائب کے لئے ہے اور کیا غائب کے لئے
ہے سوائے اون دو صیغون کے یعنے واحد مونث و تثنیہ مونث غائب کے
اور حروف مضارع مضموم ہوتے ہین رباعی مین یعنے ماضی جسوقت چار حرفی ہو
خواہ چارون اصلی ہون جیسے یُدَحْرِجُ یا اصلی نہ ہون جیسے یُکْرِمُ
اور غیر رباعی مین مفتوح اور افعال مین سے سوائے فعل مضارع کے کوئی
اور فعل معرب نہین ہے مگر وہ بھی دو شرطون کے ساتھہ ایک تو یہہ کہ نون
تاکید یعنے نون ثقیلہ و خفیفہ اوس مین نہ ہو اور دوسرے یہہ کہ نون
جمع مونث بھی نہ ہو اعراب مضارع کے تین ہین رفع۔ نصب۔ جزم (مضارع)
جسوقت صحیح ہو یعنے اوسکے اخیر مین حرف علت نہ ہو اور اوس ضمیر بارز
مرفوع متصل سے خالی ہو جو تثنیہ و جمع و واحد مونث حاضر مین ہوا کرتی ہے

تو حالت رفع میں ضمہ لفظی اور حالت نصب میں فتحہ لفظی اور حالت جزم
میں سکون ہوتا ہے جیسے یضربُ و لن یضربَ و لم یضربْ اور جو مضارع
کہ ضمیر بارز مرفوع سے متصل ہو اوسکا اعراب حالت رفع میں نون سے
ہوتا ہے اور حالت نصب و جزم میں نون محذوف ہو جاتی ہے جیسے
یضربان وتضربان ویضربون وتضربون وتضربین ولن یضربا ولن تضربا
ولن یضربوا ولن تضربوا ولن تضربی ولم یضربا ولم تضربا ولم یضربوا
ولم تضربوا ولم تضربی اور جس مضارع کے اخیر میں حرف واو ہو یا یا
حالت رفع میں ضمہ مقدر رہتا ہے اور حالت نصب میں فتحہ لفظی اور حالت
جزم میں واو یا حذف ہو جاتے ہیں جیسے یدعُو ولن یدعُوَ ولم یدعُ
ویرمی ولن یرمیَ ولم یرم اور جس مضارع کے اخیر میں الف ہو حالت رفع
و نصب میں ضمہ و فتحہ مقدر رہتا ہے اور حالت جزم میں الف حذف ہو جاتا
ہے جیسے یخشیٰ ولن یخشیٰ ولم یخش مضارع جو وقت عامل ناصب و جازم
سے خالی ہو تو مرفوع رہتا ہے جیسے یقوم زیدٌ اور مضارع منصوب ہوتا
ہے اَنْ ولَن و اِذَن و کَی اور اوس اَن سے جو بعد حتیٰ و لام کَی و لام
جحود اور فَ اور وَاو اور اَو کے مقدر ہوں (اَنْ) جیسے ارید ان تحسن
الیّ. مثال ہے حالت نصب میں فتحہ کے آنے کی و ان تصوموا خیرٌ
لکم مثال ہے حالت نصب میں جمع سے نون گرنیکی اور جو اَن کہ بعد علم
کے واقع ہو وہ اَن مخففہ ہی جو ان مثقلہ سے تخفیف کر لیا گیا ہے اور فعل مضارع
کو نصب دینے والا اَن نہیں ہے جیسے علمت ان سیقوم و اَن

لا یقومُ اور جو آنْ کے بعد ظن کے واقع ہو اوس مین دولون وجہ جائز ہین کہ اس کو مخففہ ٹھہرا کر مضارع کو ضمہ دین یا مثقلہ بنا کر نصب دین جیسے ظننت ان یقومُ (لن) جیسے لَنْ اَبْرَحَ معنے اس کے نفی مستقبل کے ہین (اذن) مضارع کو اوس وقت نصب دیگا جو وقت کہ اسکا مابعد اسکے ماقبل پر اعتماد نکرے یعنے اسکا مابعد اسکے ماقبل کا معمول نہ ہو اور وہ فعل جو اس کے بعد مذکور ہو وہ مستقبل ہو جیسے اذن ندخل الجنۃ کہنا اوس شخص سے جو اسلمتُ کہے اور اذن جو وقت کہ بعد واو وفا کے واقع ہو تو وہان دولون وجہ جائز ہین کہ اپنے مابعد کے فعل کو نصب دے یا دفع (رفع) کرے جیسے اسلمتُ کَیْ ادخل الجنۃ اور معنے اس کے سببیت کے ہین یعنے کَیْ کا ماقبل اوسکے مابعد کا سبب ہو جیسا اسلام سبب ہے دخول جنت کا مثال مذکور مین (حتّیٰ) مضارع کو اسوقت نصب دیتا ہے جبکہ مضارع مستقبل ہو باعتبار ماقبل حتی کے اگرچہ زمان تکلم کے لحاظ سے ماضی ہو یا حال ہو یا استقبال اور وہ حتی معنی ہین کَیْ کے ہو یا الیٰ کے جیسے اسلمت حتی ادخل الجنۃ مثال ہے حتی بمعنی کَیْ کے اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کے و نیز باعتبار زمان تکلم کے و کنت سرت حتی ادخل البلد مثال ہے حتی بمعنے کَیْ۔ اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کی و اسیر حتی تغیب الشمس مثال ہے حتی بمعنی الیٰ اور مابعد کی کے استقبال کی اگر حتی کے مابعد کے فعل سے زمانہ حال حقیقتہً یا بطور حکایت کے

مراد ہو تو حتی وہاں حرف ابتدا سمجھا جائیگا اور اوسکا ما بعد فعل مرفوع ہوگا اور جملہ
مستانفہ ہوگا اور ما قبل حتی کا ما بعد کے لیے سبب ہونا واجب ہوگا جیسے مرض
فلان حتی لا یرجونہ مثال ہے فعل سے زمانہ حال حقیقتہً مراد لینے کی و
کنت سرت امس حتی ادخل البلد مثال ہے فعل سے زمانہ حال بطور
حکایت کے مراد لینے کی اور چونکہ حتی کے بعد کے فعل سے جس وقت زمانہ
حال مراد ہو تو اس میں دو شرط ہیں اوّل تو یہہ کہ وہ حرف ابتدا ہو جاتا
ہے دوم یہہ کہ اسکا ما قبل اسکے مابعد کی علت پڑتا ہے اس لیے کان سیری
حتی ادخلہا جس وقت کہ کان ناقصہ لیا جائے تو شرط اول کے لحاظ سے
اسکے فعل کو رفع نہیں آسکتا کیونکہ حتی جب حرف ابتدا ہے تو ضرور اوسکا
ما بعد اول سے بالکل بے تعلق رہیگا پس کان ناقصہ بلا خبر کے رہجائیگا بخلاف
اس کے کہ کان تامہ لین کیونکہ تامہ خبر کو نہیں چاہتا اور اسرت حتی
تدخلہا میں فعل کو شرط دوم کے لحاظ سے رفع نہیں آسکتا کیونکہ حتی کا مابعد
خبر مستانف ہے جو یقینی طور سے واقع ہے اور اسکا ما قبل جو سبب ہے حرف
استفہام کے پائے جانے کی وجہ سے مشکوک ہے تو لازم آئیگا کہ سبب کے
وقوع کا حکم لگایا جائے سبب کے مشکوک ہونے کی حالت میں اور یہہ
ناجائز ہے اور اگر حتی پر کان تامہ داخل ہو تو حتی اپنی ما بعد کے فعل
مضارع کو رفع دیسکتا ہے جیسے کان سیری حتی ادخلہا ایہم سار
حتی یدخلہا بدخل کو رفع دیکر کیونکہ سیر اس مقام میں متحقق ہے اور
شک تعیین فاعل میں ہے پس سبب متحقق الحصول ہوسکتا ہے لام کی

جیسے اسلمت لادخل الجنۃ لام جحود وہ لام تاکید ہے جو کان کی نفی کے
بعد اس کی تاکید کے لئے لایا جاتا ہے جیسے وما کان اللہ لیعذبھم
ف جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اسکے دو شرط ہین اول سببیت
یعنے ف کا ماقبل اسکے مابعد کا سبب ہو۔ دوم یہہ کہ ف سے پہلے اِنْ
چھہ چیزون مین سے جو ذیل مین ہین کوئی ایک ہو اول امر جیسے زُرنی
فاکرمك دوم نہی جیسے لاتشتمنی فاضربك سوم استفہام جیسے
ھل عندکم ماءٌ فاشربہٗ چہارم نفی جیسے ما تاتینا فتحدثنا
پنجم تمنی جیسے لیت ما لا فانفقہٗ ششم عرض جیسے الا تنزل بنا
فتصیب خیرًا واو جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اس کی بھی
دو شرط ہین اول جمعیت یعنے واو کا ماقبل اسکے مابعد کے ساتھہ ساتھہ ہو
دوم یہہ کہ واو سے پہلے امر و نہی و استفہام و نفی و تمنی و عرض مین سے کوئی
ایک ہو جیسے ف کے پہلے ہوا کرتا ہے امر جیسے زرنی و اکرمك نہی جیسے لا تشتمنی
واضربك استفہام جیسے ھل عندك ماءٌ واشربہٗ نفی جیسے ما تاتینا وتحدثنا تمنی لیت
لی مالا وانفقہٗ عرض جیسے الا تنزل بنا وتصیب خیرًا او جو مضارع کو
بتقدیر اَن نصب دیتا ہے اسکی شرط یہہ ہے کہ الیٰ اَن کے معنے مین ہو یا الا اَن کے جیسے
لالزمنك او تعطینی حقی ای الیٰ اَنْ تعطینی حقی یا الا اَنْ تعطینی حقی
حروف عطف جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتے ہین اسکی شرط یہہ ہے
کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی ضربك زیدا و تشتم او فتشتم
او ثم تشتم اور لام کی اور حروف عطف کے ساتھہ اَن کو ظاہر کرنا بھی جائز ہے

جیسے جئتک لان تکرمنی واعجبنی قیامک وان تذہب

اور جس صورتین کہ مضارع پر لا داخل ہو اور ان پر لام کئی ہو تو ان کا ظاہر

کرنا واجب ہے جیسے لئلا یعلم اور مضارع لم ولما ولام امر ولا نہی و کلمات

مجازات اور ان مقدرہ سے مجزوم ہوتا ہے اور کلمات مجازات یعنے کلمات

شرط و جزا یہ ہین ان ومہما وما واذما وحیثما واین ومتی وما ومن و

ای وانی اور مضارع کا کیفما واذا سے مجزوم ہونا شاذ ہے (لم) مضارع

کو ماضی منفی کے معنے مین کرنے کے لئے آتا ہے (لما) بھی لم کے مانند مضارع کو

ماضی منفی کے معنی مین کردیتا ہے اور دو باتون مین اوس سے خاص ہے ایک

تو استغراق یعنے زمانہ ماضی کو وقت نفی سے لیکر وقت تکلم تک گہیر لیتا ہے جیسے

ندم فلان و لما ینفعہ الندم دوسرے فعل کا حذف کرنا کہ لم

کا فعل حذف نہین ہوتا ہے جیسے قاربت المدینۃ ولما ای ولما

ادخلہا (لام امر) وہ لام ہے کہ جس سے کوئی فعل مطلوب ہو جیسے

لیضرب (لا) نہی وہ لام کہ جس سے کسی فعل کا ترک مطلوب ہو جیسے لا تضرب

کلمات مجازات دو فعل پر داخل ہوا کرتے ہین پہلے فعل کو سبب

بناتے ہین اور دوسرے فعل کو مسبب اور وہ دونون شرط و جزا کہلاتے

ہین پس اگر شرط و جزا دونون فعل مضارع ہون یا صرف شرط مضارع

ہو تو مضارع کو جزم دینا واجب ہے جیسے ان تزرنی ازرک وان

تزرنی نفقد زرتک اور اگر صرف جزا مضارع ہو تو وہان دونون

صورتین جائز ہین کہ جزم دین یا رفع جیسے ان اتانی زید آتہ یا آتیہ

اور اگر جزا ماضی ہو اور اسمین (قد) لفظاً نہ ہو جیسے ان خرجت خرجت
یا معنی نہ ہو جیسے ان خرجت لم اخرج تو جزا پر فا کا داخل کرنا ناجائز ہے
اور اگر جزا مضارع مثبت ہو یا مضارع منفی بلا تو دونون صورتین جائز
ہین کہ جزا پر فا لائین یا نہ لائین اور اگر جزا ماضی بھی نہ ہو اور مضارع مثبت
و منفی بلا بھی نہ ہو تو ف لازم ہے جیسے ان اکرمتنی الیوم فقد اکرمتک امس
وان اکرمتنی الیوم فاکرمتک امس ای فقد اکرمتک امس (اذا مفاجات
اور جملہ اسمیہ کے ساتھ آتا ہے جو جزا بنکر بجائے فا کے آتا ہے جیسے خرجت
اذا السبع ای خرجت فالسبع موجود اور ان بعد امر و نہی و استفہام و تمنی و عرض کے
مقدر رہکر مضارع کو جزم دیتا ہے امر جیسے زرنی اکرمک ای ان تزرنی
اکرمک (نہی) جیسے لا تفعل الشر یکن خیرا لک ای ان لم تفعله یکن
خیرا لک (استفہام) جیسے ہل عندکم ماءٌ اشربہٗ ای ان یکن عندکم
ماءٌ اشربہٗ (تمنی) جیسے لیت لی مالا انفقہٗ ای ان یکن لی مال انفقہ
(عرض) جیسے الا تنزل تصب خیرا ای ان تنزل تصب خیرا اور
(ان) کا بعد ان پانچ چیزون کے مقدر رہنے کے مضارع کو جزم دینا اوس صورت
مین ہے کہ جب سببیت مقصود ہو یعنے ماقبل مابعد کا سبب ہو جیسے اسلم
تدخل الجنة کہ اسمین اسلام سبب ہے اور دخول جنت مسبب پس تقدیر
یہہ ہوگی ان تسلم تدخل الجنة اسیطرح لا تکفر تدخل الجنة ای ان لا تکفر
تدخل الجنة کہ اسمین عدم کفر سبب ہے دخول جنت کا اسی وجہ سے (لا تکفر
تدخل النار) جمہور کے پاس صحیح نہین ہے کیونکہ ان کے موافق اسکی تقدیر

ان لا تکفرُ تدخل النار ہوگی جس سے معنی بگڑ جاتے ہین اس لئے کہ عدم کفر سبب دخول نار کا نہین ہے بخلاف کسائی کے کہ اوسکے پاس یہہ مثال صحیح ہے کیونکہ وہ اسکی تقدیر عرف کے لحاظ سے فعل مثبت نکالتا ہے یعنے ان تکفر تدخل النار (امر) وہ صیغہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے طریقہ اوسکے بنانیکا یہہ ہے کہ صیغہ مضارع سے حرف مضارع کو گرا کر اخیر مین جزم کردین پس اگر حرف مضارع کے گرانے کے بعد حرف متحرک ہو تو حرف اخر کو ساکن کردینا بغیر زیادتی ہمزہ وصل کے جیسے تَعِدُ سے عِد اور اگر حرف ساکن ہو اور مضارع رباعی نہ ہو یعنے ماضی اسکے چہار حرفی نہ ہو تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اس ساکن کے بعد کا حرف مضموم ہے یا مفتوح یا مکسور اگر مضموم ہو تو ہمزہ وصل مضموم پڑہنا چاہئے اگر مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصل مکسور جیسے اُقْتُلْ واضرِبْ واعلَمْ اور اگر مضارع رباعی ہو تو اسکے امر مین ہمزہ مفتوح رہیگا قطعی ہوگا نہ وصلی جیسے اَکْرِمْ (**فعل مالم یسم فاعله**) وہ فعل ہے کہ جسکا فاعل حذف کیا گیا ہو اور اوسکا مفعول اوسکی جگہ پر رکھدیا گیا ہو اگر فعل ماضی ہو اور اوسکے اول مین ہمزہ وصل اور ت نہ ہو تو پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو کسرہ جیسے ضرب سے ضُرِبَ ودَحْرَجَ سے دُحْرِجَ اور اگر اسکے اول ہمزہ وصل ہو تو تیسرے حرف کو ہمزہ دیا جائے جیسے اُنْطُلِقَ واُقْتُدِرَ ورنہ درج کلام مین اس باب کے امر کے ساتھہ مشابہ ہوجائیگا اور اگر اول مین ت ہو تو دوسرے حرف کو ضمہ دین جیسے تُعُلِّمَ وتُجُوهِلَ وتُدُحْرِجَ ورنہ اس باب کی تفعیل ومفاعلہ ودحرج کے مضارع سے مشابہ ہوجائیگا اور اگر فعل معتل عین ہو تو

اوس کے مجہول مین تعلیل کرکے پڑہنا افصح ہے جیسے قِیلَ و بِیعَ اور
اس مین اشمام بھی جائز ہے یعنے ف کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کے طرف
اور اوس کے بعد جو یاے ساکن ہے اوس کو واو کے طرف مائل کرین
اور یہہ بھی ایک صورت آئی ہے کہ در اصل اگر واو ہو تو وہ باقی
رکھا جائے اور اگر یا ہو تو اوس کو واو سے بدل لین جیسے قُوْلَ
و بُوْعَ اور معتل عین باب افتعال و انفعال کے ماضی مجہول کا حال
معتل ثلاثی مجرد کے ماضی مجہول کا سا ہے جیسے اُخْتِیرَ اُنْقِیدَ لَمَّا اُسْتُقِیمَ
وَ اُقِیمَ مین صرف ایک پہلی صورت جاری ہوگی اور اشمام اور واو سے
بدلنا جائز ہوگا کیونکہ اسمین حرف علت کا ماقبل ساکن ہی اور اگر فعل مضارع
ہو تو مجہول مین پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو فتحہ جیسے یُضْرَبُ و
یُکْرَمُ اور اگر فعل مضارع معتل عین ہو تو مجہول مین اسکا عین کلمہ الف
سے بدل جائیگا جیسے یُقَالُ و یُبَاعُ **(فعل متعدی و
غیر متعدی)** متعدی وہ فعل ہے کہ جسکے معنی کا سمجھنا ایک
متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے سوائے ہو جیسے ضَرَبَ اور غیر متعدی
یعنے لازم وہ فعل ہے جو متعدی کے برخلاف ہو جیسے قَعَدَ فعل متعدی
مین سے بعض تو ایک مفعول کے طرف متعدی ہوتے ہین جیسے
ضَرَبَ زَیدٌ عَمرًا اور بعض دو مفعول کے طرف جیسے اَعْطٰی و
عَلِمَ یعنے اَعْطَیْتُ زَیدًا دِرْهَمًا و عَلِمْتُ زَیدًا فَاضِلًا اور بعض
تین مفعولون کے طرف ہے جیسے اَعْلَمَ و اَرٰی و اَنْبَأَ و نَبَّأَ و اَخْبَرَ

وخَبّرَ وحَدَّثَ اور یہہ افعال جو تین مفعولون کو چاہتے ہین ان کا
پہلا مفعول اعطیتُ کے مفعول کا سا ہے یعنے صرف پہلے ہی مفعول پر
اکتفا کرین اور باقی کو حذف جیسے آعْلَمْتُ زیدًا عمرًا
منطلقًا مین اعلمت زیدًا یا یہہ کہ پہلے مفعول کو حذف کرکے دوسر
و تیسرے کو ذکر کرین جیسے اَعْلَمتُ عمرًا منطلقًا اور انکا دوسرا و تیسرا مفعول علمت کے مفعول
کا سا ہے یعنے جب ایک مفعول کو ذکر کرین تو دوسرے کو ذکر کرنا واجب ہوتا ہے یا یہہ کہ
دونونکو حذف کرین افعال قلوب یعنی افعال شک و یقین یہہ ہین ظننت و حسبت و خلت
و زعمت و علمت و رأیت و وجدت یہہ افعال جملہ اسمیہ پر آتے ہین تاکہ وہ اس ظن و علم کو بیان
کرین کہ جس سے وہ جملہ واقع ہوا ہے اور اپنی دونون جز یعنے دونون مفعولونکو
نصب دیتے ہین ان افعال کے کئے خاصیتین ہین ایک تو یہہ کہ جب ایک
یعنے ایک مفعول مذکور ہو تو دوسرے کا ذکر کرنا واجب ہو جاتا ہے بخلاف
آعطیتُ کے کہ اسمین ایک مفعول پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے دوسرے یہہ کہ
ان کے عمل کا ابطال بھی جائز ہے یعنے جسوقت یہہ افعال دونون مفعولون کے
درمیان مذکور ہون جیسے زیدٌ ظننت قائمٌ یا دونون مفعولون کے بعد آئین
جیسے زیدٌ قائمٌ ظننتُ تو انکا عمل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت مین
دونون مفعول مستقل کلام تام ہو جاتے ہین تیسرے یہہ کہ جب یہ افعال استفہام
یا نفی یا لام ابتدا کے پہلے آوین تو ان کے عمل کی تعلیق جائز ہے یعنے لفظ کے
اعتبار سے عمل باطل ہوا اور معنی کے لحاظ سے باقی رہے جیسے عَلِمتُ ازیدٌ عند
ام عمروٌ و علمتُ ما زیدٌ فی الدار و علمتُ لزیدٌ منطلق چوتھی یہہ کہ

فاعل و مفعول ان افعال قلوب کا ایک ہی چیز کے لئے ضمیر متصل واقع ہوسکے
علمتنی منطلقا اور بعض افعال قلوب کے لئے ایک دوسرے معنی بھی ہیں جو پہلے معنی
سے قریب قریب ہیں جسکے سبب سے وہ ایک مفعول کو چاہتے ہیں جیسے ظننت
معنی میں اتہمت کے و علمت معنی میں عرفت کے و رائت معنی میں ابصرت
کے و وجدت معنے میں اصبت کے (افعال ناقصہ) وہ
فعل ہیں جو اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ فاعل یعنے اسم کو کسی صفت پر
ثابت و قایم کریں وہ یہہ ہیں کان و صار و اصبح و امسی و اضحی و ظل و
بات و آض و عاد و غدا و راح و مازال و ما انفک و ما فتیٔ
و مابرح و مادام و لیس اور بعض لغات میں جاء و قعد بھی افعال
ناقصہ کے معنی میں مستعمل ہوئے ہیں جیسے ماجاءت حاجتک ای
ما کانت و قعدت کانہا حربۃ ای صارت الشفرۃ کانہا حربۃ
یہہ افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنے کا حکم خبر کو دیں
اور جزء اول یعنے اسم کو رفع اور جزء ثانی یعنے خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے
کان زید قائما پس کان ناقصہ اسلئے آتا ہے کہ اپنے خبر کو اپنے اسم
کے لئے زمانہ ماضی میں ثابت کرے خواہ وہ ثبوت دائمی ہو یا منقطع ہو
جیسے کان زید فاضلا و کان زید غنیا فافتقر اور کان ناقصہ
معنے میں صار کے بھی آتا ہے جیسے کان زید غنیا ای صار اور (کان)
میں ضمیر شان کبھی ہوا کرتی ہے جو ترکیب میں کان کا اسم ٹھہرتی ہے
اور اسکے بعد کا جملہ اوس کی خبر جیسے اس شعر میں اذا مت کان الناس

جاء و قعد کا افعال ناقصہ سے ہونا ان مثالون سے نکلتا ہے کہ اسم مرفوع ان کا بغیر خبر منصوب کے ناتمام رہتا ہے

در ترکیب کلمہ ما بمعنی ای است و ناقصہ نحو ۔۔۔

صفان شامت و اَحْرِقِتْنِ بالذی کُنتُ اَصْنَعُ اور کبھی نامہ بھی ہوتا
ہے معنے ہین وجد و ثبت کے جیسے کن فیکون ای فیوجدُ
اور کبھی زاید بھی ہوتا ہے جیسے کیف نکلّمُ من کان فی المھد صبیًا
(صار) انتقال کے واسطے آتا ہے یعنے ایک حالت سے دوسرے
حالت کے طرف یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف بدلنے
کے لئے جیسے صار زیدٌ عالمًا وصار الطین خزفًا (اصبح و امسی
و اضحی) یہہ مضمون جملہ کو اون اوقات کے ساتھہ مقترن کرتے ہین
جس پر خود دلالت کرتے ہین جیسے اصبح زیدٌ نائمًا کہ اسمین مضمون
جملہ یعنے قیام زید کا اقتران وقت صبح سے ہوا ہے اسیطرح امسی زیدٌ
و اضحی زید نائمًا یہہ تینون صار کے معنے مین بھی آتے ہین جیسے
اصبح ای صار و امسی ای صار و اضحی ای صار زیدٌ غنیًا اور کبھی تامہ بھی
ہوتے ہین جیسے اصبح زید ای دخل فی الصباح (ظل و بات) یہہ
دونون جملہ کے مضمون کو اپنے وقت سے مقترن کر دیتے ہین جیسے ظل زید
سائرًا یعنے سیر ثابت ہوا ہے زید کے لئے دن بہر اسیطرح بات زید سائرًا
یعنے سیر ثابت ہوا ہے زید کے لئے رات بہر اور صار کے معنی مین بھی آتے ہین
جیسے ظل و بات ای صار زیدٌ غنیًا (مازال و ما برح
و ما فتی و ما انفک) یہہ افعال استمرار کو بتلاتے ہین کہ انکا فاعل یعنے اسم جب سے کہ
سے کہ خبر کو قبول کیا ہے اوس وقت سے اب تک ان کی خبر ان کے اسمار کے لئے
مستمر ثابت ہے جیسے مازال زید امیرًا یعنے زید جس زمانے سے

تبا ہے اوس وقت سے اتبک مارت مستمرا اوس کے لئے ہے اور ان چارون
افعال کو معنی نفی لازم ہین (ماد ام) یہہ تبلاتا ہے کہ خفنی مدت تک ثبوت
خبر کا فاعل یعنے اسم کے لئے ہے اوس وقت تک فلان چیز اوس نت کیساتہہ
مقید ہے اس لئے یہہ فعل ایک کلام مستقل کا محتاج رہتا ہے جو مع اپنے اسم و
خبر کے اوسکا ظرف واقع ہوتا ہے جیسے اجلس ماد ام زیدٌ جالسًا
(لیس) زمانہ حال مین مضمون جملہ کے نفی کے لئے ہے جیسے لیس زیدٌ قائمًا
ای الآن اور بعض نحویین یعنے سیبویہ نے لکھا ہے کہ لیس مضمون جملہ کی
نفی مطلقًا کرتا ہے خواہ زمانہ حال مین ہو جیسے لیس زیدٌ قائمًا الآن
یا ماضی مین جیسے لیس خلق اللہ تعالیٰ مثلہ یا زمانہ استقبال مین جیسے
الا یوم یاتیھم لیس مصروفا عنھم اور ان کی خبر کو ان کے اسمار پر
مقدم کرنا جائز ہے اور یہہ افعال اس اعتبار سے کہ ان کی خبر ان کے افعال
پر مقدم ہوتی ہے تین قسم پر ہین اول یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے
اور وہ کان سے راح تک گیارہ فعل ہین دوم یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم
کرنا ناجائز ہے اور وہ وہ افعال ہین جن کے اول مین لفظ (ما)
آیا ہے بخلاف ابن کیسان کے وہ کہتا ہے کہ خبر کا فعل پر مقدم نہ ہونا
صرف ماد ام مین ہے اور دوسرے افعال مین کہ جن کے اول مین
ما آیا ہے وہان جائز ہے سوم یہہ کہ جس مین اختلاف ہوا ہے اور
وہ لیس ہے کہ مبرد و کوفیین اس کی خبر کے تقدیم کو فعل پر جائز نہین
جانتے ہین اور بصریین اور سیبویہ جائز سمجھتے ہین (افعال مقاربہ

وہ فعل ہیں جو وضع کئے گئے ہیں کہ خبر کا فاعل سے نزدیک ہونا بتلائیں وہ
نزدیکی یا تو متکلم کے اُمید رکھنے کے اعتبار سے ہے یا باعتبار حصول خبر کے
یا اس اعتبار سے کہ فاعل خبر کو شروع کر دیا ہے اول عسیٰ ہے جسکی پوری
گردان بہ لحاظ مضارع و امر وغیرہ کے نہیں آتی ہے جیسے عسیٰ زیدٌ
ان یخرج اور اسمیں عسیٰ ان یخرج زیدٌ کہنا بھی صحیح ہے اور کبھی اَن
کو حذف کر دیتے ہیں جیسے عسیٰ زیدٌ یخرج دوم کاد جیسے کاد زیدٌ
یجیٔ اور کبھی کاد کی خبر پر اَنْ زاید ہوتا ہے جیسے کاد زید ان یخرج
اور کاد پر جس وقت حرف نفی داخل ہو تو اوسکا حال بنا بر قول اصح کے
فعل کا سا ہے یعنے جسطرح فعل پر حرف نفی داخل ہونے سے معنی نفی کے
پیدا ہوتے ہیں اسیطرح کاد پر داخل ہونے سے بھی معنے نفی کے حاصل ہوتے
ہیں اور بعض نحویین کہتے ہیں کہ کاد کی نفی اثبات کا معنی دیتی ہے مطلقا
ماضی ہو یا مستقبل و بعض کہتے ہیں کہ کاد کے صیغہ ماضی پر جب حرف نفی
داخل ہو تو اثبات کے لئے ہے اور جب مضارع پر آوے تو مانند اور افعال کے
نفی کے لئے اور اس غیر مذہب والوں نے دعوے اول میں آیہ ما کادوا یفعلون
سے تمسک کیا ہے کہ اس میں ثبوت کے معنے ہیں ورنہ (فذبحوھا)
جو اس سے پہلے آیا ہے بے معنے ہے اور دوسرے دعوے میں دلیل لائی
ہے ذی الرمہ کے اس شعر سے ۵ اذا غیر النأی المحبین
لم یکد۔ رسیس الھوی من حب میۃ یبرح کہ اس میں یکد
جو فعل مضارع ہے لم داخل ہو کر نفی کے معنے دیتا ہے ورنہ

اصل مطلب شاعر کا فوت ہو جاتا ہے یعنے جدائی جس وقت اور عاشقوں کے
عشق میں تغیر پیدا کرے تو میرے محبوبہ میتہ کا استوار عشق میرے دل سے
جدا نہیں ہوتا۔ سوم طفق و کرب وجعل و کرب ہیں اور یہہ کاد کے مانند
ہیں اسبات میں کہ خبر مضارع ہو خواہ (ان) کے ساتھہ ہو یا بدون (ان) کے
جیسے طفق زید ان یفعل وطفقا یخصفان اوشک بھی انہی میں سے
ہے اور عسی وکاد کے مانند ہے استعمال میں جیسے اوشک زید ان یجیئ واوشک ان یجیئ زید
دا وشک زید یجیئ (فعل التعجب) وہ فعل ہے جو بنایا گیا ہے معنی تعجب
پیدا کرنے کے لیئے اور اس کے دو ہی صیغے ہیں ما افعلہ دا فعل بہ اور
یہہ دونوں متصرف نہیں ہوتے یعنی انکا مضارع و مجہول و مونث نہیں آتا جیسے
ما احسن زیدا دا حسن بزید اور یہہ دونوں بن نہیں سکتے مگر اوسی فعل[۹۲]
فعل سے جس سے افعل التفضیل بنتا ہے اور جس سے صیغہ تعجب بن نہیں سکتا
مثلاً رباعی یا ثلاثی مزید یا وہ ثلاثی جس میں لون وعیب کے معنے ہوں اوس میں
اشد وغیرہ کا لفظ بڑھا یا جاتا ہے جیسے ما اشد استخراجہ وا شدد
باستخراجہ اور ان دونوں صیغوں میں تقدیم و تاخیر سے تصرف نہیں ہو سکتا[۹۳]
اور نہ ان صیغوں میں عامل و معمول میں کوئی فاصلہ آسکتا ہے اور مازنی جائز
رکھتا ہے اگر ظرف سے فاصلہ آجائے پس اسکے پاس ما احسن فی الدار
زیدا جائز ہے اور ترکیب ما احسن زیدا کی یہہ ہے کہ سیبویہ کے
پاس ما مبتدا نکرہ ہے معنے میں شئے کے اور ما بعد اوسکا اوس کی خبر پس ما
احسن زیدا کے یہہ معنے ہیں شیئ من الاشیاء لاعرفہ جعل زیدا

حَسَناً اور اخفش کے پاس ما موصولہ ہے اور خبر محذوف ای الذی احسن زیداً شئی عظیم اور احسن بزید میں مجرور فاعل ہے سیبویہ کے پاس اور با زائد ہے پس موافق رائے سیبویہ کے افعِل میں کوئی ضمیر نہیں ہے اور اخفش کے پاس مجرور مفعول ہے اور بار تعدیہ کے لئے ہے یا زائد پس اسکے بنابر اَفعِل میں ایک ضمیر ہے جو فاعل واقع ہوتی ہے ای احسن انت زیداً او بزید - (افعال المدح والذم) وہ افعال ہیں جو بنائے گئے ہیں مدح یا ذم کے معنی پیدا کرنے کے لئے اونمیں سے نِعم و بئس ہیں اور شرط ان دونوں کی یہہ ہے کہ فاعل یا معرف باللام ہو جیسے نعم الرجل زید یا مضاف ہو معرف باللام کے طرف جیسے نعم صاحب الرجل زید ونعم فرس غلام الرجل یا ضمیر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوب واقع ہو جیسے نعم رجلاً یا نعم ضارب رجلٍ یا اوس فاعل مضمر کی تمیز ما ہو جو شئی کے معنے میں ہے جیسے نعمّا ھی ای نعم شیأ ھی اور بعد فاعل کے مخصوص ہوتا ہے اور وہ مخصوص ترکیب میں مبتدا موخر ہے اور اوسکا ماقبل خبر مقدم یا وہ مخصوص خبر ہے مبتدا محذوف کے پس نعم الرجل زید میں زید مبتدا ہے اور نعم الرجل خبر مقدم یا زید خبر ہے مبتدا محذوف کی جو (ھو) ہے پس باعتبار ترکیب اول کے نعم الرجل زید ایک جملہ ہے اور باعتبار ترکیب دوم کے دو جملے ہیں - شرط مخصوص کی یہہ ہے کہ فاعل کے مطابق ہو افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث میں جیسے نعم الرجل زید و نعم الرجلان الزیدان و نعم الرجال الزیدون و بئست المرأۃ ھند و بئست المرأتان الھندان و بئست النساء الھندات - اگر یہاں کوئی اعتراض کرے کہ قاعدہ

مذکور کے اعتبار سے مخصوص فاعل کے مطابق ہو بایا جاتا ہے حالانکہ اس آیہ
بئس مثل القوم الذین کذبوا مین الذین کذبوا جو مخصوص ہے جمع
ہے اور فاعل جو مثل القوم ہے واحد ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ اور جو
اس کے مشابہ ہے اوس کے تاویل کی گئی ہے یعنے تقدیر اسکی بئس مثل القوم
مثل الذین کذبوا ہے کبھی مخصوص محذوف ہوجاتا ہے جبوقت کہ قرینہ
سے معلوم ہوجاوے جیسے نعم العبد ای ایوب فنعم الماھدون ای نحن
اور ساء مانند بئس کے ہے احکام و شرایط مین اور انہین سے حبذا ہے
اور یہہ متغیر نہین ہوتا خواہ مخصوص تثنیہ ہو یا جمع ہو یا مونث جیسے
حبذا الزیدان وحبذا الزیدون وحبذا ھند اور بعد
حبذا کے مخصوص ہوتا ہے اور اعراب مخصوص کا نعم کے مخصوص کے مانند
ہے۔ اگر حبذا کے مخصوص سے پہلے یا بعد تمیز یا حال واقع ہو موافق مخصوص کے
افراد و تثنیہ و جمع و تانیث مین تو جائز ہے جیسے حبذا رجلا زید و حبذا
زید رجلا و حبذا راکبا زید و حبذا زید راکبا و حبذا رجلین
اور راکبین الزیدان و حبذا الزیدان رجلین اور راکبین
و حبذا امرأۃ ھند و حبذا ھند امرأۃ (الحروف) حرف
وہ کلمہ ہے جو دلالت کرتا ہے اوس معنی پر جو اپنی غیر یعنے اپنے متعلق مین
پائے جاتے ہین اور نیز اوس متعلق و ضمیمہ کے معنی اوس کے درست نہو سکین
اس لیے جزء کلام بنتے ہین اسم جیسے من البصرۃ یا فعل جیسے قد ضرب
کا محتاج ہے (حروف جر) حرف جر وہ ہے جو مقرر کیا گیا ہے کہ فعل یعنی

فعل یعنی شبہ فعل کو پہونچادے اوس چیز کے طرف جو اوس سے متصل ہے خواہ وہ چیز اسم ہو جیسے مارت بزید وانا مار بزید یا مؤول باسم جیسے وضاقت علیہم الارض بما رحبت ای برحبہا۔ وہ حروف جارہ یہہ ہین من والی وحتی وفی باو لام ورُبَّ واو رُبَّ واو قسم وتا قسم وبا قسم وعن وعلی وکاف ومذ ومنذ وخلا وعدا وحاشا پس (من) کے کئے قسمین ہین ابتدا ء غایت کے لئے جیسے سرت من البصرۃ اور تبیین یعنے امر مبہم کے بیان کرنے کے لئے جیسے اجتنبوا الرجس من الاوثان ای الرجس الذی ھو الوثن تبعیض کے لئے جیسے اخذت من الدراھم ای بعضہا۔ زائد ہوتا ہے کلام غیر موجب مین جیسے ما جاءنی من احد وھل جاءک من احد بخلاف کوفیین و اخفش کے کہ وہ کلام موجب مین بھی (من) کی زیادتی کو جائز رکھتے ہین جیسے وقد کان من مطر اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ مثال اور اس کے مانند اور سب تاویل کرلئے گئے ہین کہ یہہ (من) تبعیضیہ ہے یعنے قد کان بعض مطر یا بیانیہ ہے ای شی من مطر (الی) انتہاء غایت کے لئے آتا ہے جیسے خرجت الی السوق و اتموا الصیام الی اللیل بمعنی مع کم آتا ہے جیسے لاتاکلوا اموالہم الی اموالکم ای مع اموالکم (حتی) الی کے مانند ہے یعنی انتہاء غایت کے لئے معنی مین مع کے اکثر آتا ہے جیسے اکلت السمکۃ حتی راسہا اور حتی اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے ضمیر پر نہین آتا جیسے نمت البارحۃ حتی الصباح پس حتاہ کہنا درست نہین ہے بخلاف مبرد نحوی کے وہ

کہ وہ ضمیر پر بھی داخل ہونے کو جائز جانتا ہے (فی) ظرفیت کے لئے ہے حقیقۃً
جیسے الماء فی الکوز یا مجازاً جیسے النجاۃ فی الصدق معنی ہیں علی کے کم آتا ہے
جیسے ولاُصَلِّبَنَّکُم فِی جُذُوعِ النخل (الباء) الصاق کے لئے ہے یعنی
کسی چیز کو باکے مجرور سے متصل کر دینا جیسے مررت بزید۔ استعانۃ کے لئے جیسے
کتبت بالقلم۔ مصاحبت کیلئے جیسے اشتریت الفرس بسرجہ ای مع سرجہ۔ مقابلہ کے
لئے جیسے بعت ہذا بذالک۔ تعدیہ یعنی فعل لازم کو متعدی کرنے کے لئے جیسے
خرجت بزید ای اخرجتہ۔ ظرفیت کے لئے جیسے جلست بالمسجد ای
فی المسجد۔ زائد ہوتا ہے استفہام و نفی کی خبر میں قیاساً جیسے ہل زید
بقائم و ما زید بقائم و لیس زید بقاعد اور اس صورت کے سوا دوسری
صورت میں زیادتی با کی سماعی ہے جیسے بحسبک زید و القی بیدہ و کفی
باللہ شہیداً ای حسبک زید و القی یدہ و کفی اللہ شہیداً (اللام)
اختصاص کے لئے ہے ملکیت کے لئے ہو یا نہ ہو جیسے الجل للفرس والمال
لزید۔ تعلیل یعنی کسی چیز کی علت بیان کرنے کے لئے ذہن جیسے ضربتہ
للتادیب یا اخبار جیسے خرجت لمخافتک۔ معنی ہیں (عن) کے اگر قول کے
ساتھ مذکور ہو جیسے قلت لزید ای عن زید۔ زائد جیسے ردف لکم ای
ردفکم۔ معنی ہیں واو قسم کے تعجب کے لئے جیسے للہ لا یوخر الاجل (رُبَّ)
تقلیل یعنی کمی کے معنی بتلانے کے لئے جیسے رُبَّ رجل کریم لقیتہ اور رُبَّ
کے لئے ابتدا کلام ضرور ہے اور خاص ہوتا ہے نکرہ موصوفہ کے ساتھ موافق
مذہب اصح کے یعنی رُبَّ کے بعد ایک نکرہ موصوفہ کا ہونا واجب ہے یہ ابو علی

وسیبویہ کا مذہب ہے اور اخفش و فرا کی یہہ رائے ہے کہ واجب نہیں ہے اور
رُبَّ کا فعل یعنی متعلق صیغہ ماضی ہوتا ہے جو اکثر محذوف رہتا ہے جیسے ربّ
رجل کریم ای لقیتہ اور رُبَّ کبھی ایسی ضمیر مبہم پر آتا ہے جسکی تمیز نکرہ
منصوبہ ہوتی ہے اور ضمیر مفرد مذکر ہی رہتی ہے خواہ تمیز تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو
یا مونث جیسے ربہ رجلًا اور رجلین اور رجالًا و امرأۃ و امرأتین
و نساءً نحویان کوفیین کے مُطابقت تمیز میں اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ ضمیر ممیز کے موافق چاہیے افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث میں جیسے ربھما
رجلین و ربھم رجالًا و ربھا امرأۃ و ربھما امرأتین و ربھن نساءً
اور آخر میں رُبَّ کے ما کافہ لاحق ہوتا ہے جو اوس کو عمل سے روکدیتا ہے
اوس وقت وہ جملوں پر بھی آسکتا ہے جیسے ربما یودّ الذین کفروا (واو
رُبَّ) نکرہ موصوفہ پر آتا ہے جیسے ع وبلدۃٍ لیس لھا انیس (واو
قسم) یہہ اوس وقت ہوتا ہے کہ جب قسم کا فعل غیر سوال میں حذف کیا گیا ہو
جیسے واللہ لافعلن کذا اور سوال میں واو قسم مستعمل نہیں ہوتا پس واللہ
اخبرنی صحیح نہیں ہے اور خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھ ضمیر پر نہیں آتا
پس وک لافعلن نہیں کہسکتے (تاء قسم) واو کے مانند ہے فعل کے حذف
ہونے اور غیر سوال میں آنے میں اور خاص ہے اسم (اللہ) کے ساتھ جیسے
تاللہ لاکیدن اصنامکم (باء قسم) واو و تا دونوں سے عام ہے سبب
بانو میں یعنے با کا استعمال فعل کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور بغیر فعل کے بھی جیسے
باللہ و اقسم باللہ و سوال و غیر سوال دونوں میں آتا ہے جیسے باللہ

لافعلن و باللہ اجلس اور جیسا اسم ظاہر پر آتا ہے ضمیر پر بھی آتا ہے جیسے باللہ لافعلن وبک لافعلن اور اسم اللہ و غیر اللہ دونوں پر آتا ہے جیسے باللہ وبالرحمٰن لافعلن اور لایا جاتا ہے جواب قسم میں لام اور اَنْ اور حرف نفی جیسے واللہ لزید قائم وواللہ لافعلن کذا وواللہ ان زیداً لقائم وواللہ ما زید بقائم ولا یقوم زید۔ کبھی جواب قسم حذف کیا جاتا ہے جس وقت کہ قسم درمیان اوس جملہ کے ہو جو جواب قسم پر دلالت کرتا ہے یا قسم سے پہلے آئے وہ چیز جو جواب قسم پر دلالت کرتی ہے جیسے زید واللہ قائم وزید قائم واللہ (عن) مجاوزت یعنی ایک چیز کا تجاوز کرنا ایک چیز سے بتلانیکو آتا ہے جیسے رمیت السہم عن القوس الی الصید (علی) استعلا کے لئے ہے جیسے زید علی السطح۔ اور کبھی عن وعلی دونوں اسم بنجاتے ہیں جس وقت کہ ان دونوں پر (من) داخل ہو جیسے من عن یمینی ای من جانب یمینی ومن علیہ ای من فوقہ (کاف) تشبیہ کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور زاید ہوتا ہے جیسے لیس کمثلہ شئی ای لیس مثلہ شئی اور کبھی اسم بنجاتا ہے معنی میں لفظ مثل کے جیسے ع یضحکن عن کالبرد المنہم ای عن اسنان مثل البرد الذائب اور خاص ہوتا ہے اسم ظاہر سے پس کہ وکہا نہیں کہ سکتے (مذ ومنذ) جو زمانی ہیں کسی کام کی ابتدا زمانہ ماضی میں بتلانے کو آتے ہیں جیسے ما رایتہ مذ ومنذ یوم الجمعۃ یعنی عدم رؤیتی لہ الجمعۃ الماضیۃ اور

ظرفیت کے لئے زمانہ حاضر ہین جیسے ما رایتہ مذ شہرنا و منذ یومنا
یعنے جمیع زمان انتفاء رؤیتنا ہو ہذا الشہر او الیوم الحاضر عندنا
(حاشا و عدا و خلا) استثنا کے لئے ہین جیسے جاءنی القوم حاشا
زید و عدا زید و خلا زیدٍ (حروف مشبہ بالفعل) یہہ
ہین اِنَّ و اَنَّ و کاَنَّ و لکنّ و لیت و لعلّ ان سب حروف کے
لئے ابتدائے کلام چاہئے سوائے اَنَّ مفتوحہ کے کہ یہہ ان سب کے
برعکس ہے۔ ان حروف کے اخیر ہین ما رکافہ لاحق ہوتا ہے او سوقت
بنا بر لغت فصیحہ کے یہہ عمل سے روک دئے جاتے ہین جیسے انما زید قائمٌ
اور اس حالت ہین افعال پر بھی آتے ہین جیسے انما قام زید (اِنَّ)
جملہ کے معنی ہین تغیر پیدا نہین کرتا بلکہ تاکید پیدا کرتا ہے اور جملہ جملہ
ہی کی حیثیت پر باقی رہتا ہے اور (اَنَّ) مفتوحہ اپنے جملہ یعنی اسم و خبر
سے ملکر حکم ہین مفرد کے ہوتا ہے اس لئے جملہ کے مقام ہین کسرہ واجب
ہے اور فتحہ مقام ہین مفرد کے یعنے جہان جملہ جملہ ہی کی حیثیت پر رہے
وہان اِنَّ پڑہنا چاہئے اور جہان جملہ مفرد ہو جائے وہان اَنَّ پڑہنا
چاہئے پس اِنَّ مکسور ہوتا ہے ابتدا رکلام ہین جیسے اِنَّ زیداً قائم
اور بعد قول کے جیسے قال زید ان عمراً قائم اور بعد اسم موصول کے
جیسے جاءنی الذی ان اباہ قائمٌ اور اَنَّ مفتوح ہوتا ہے جبکہ
فاعل واقع ہو جیسے بلغنی اَنَّ زیداً عالم یا مفعول ہو جیسے کرہت
اَنَّ زیداً شاعرٌ یا مبتدا ہو جیسے عندی اَنَّک فاضل یا مضاف الیہ ہو

جیسے اعجبنی اشتہار انک عالم اور عربون نے لولا انک پڑھا ہے
یعنے لولا کے بعد اَنّ مفتوحہ لاتے ہین کیونکہ مابعد لولا کا مبتدا ہوتا ہے
اور خبر اوسکی محذوف رہتی ہے یعنے وہ اَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مقام مبتدا
بین ہے اور مبتدا کو مفرد ہونا واجب ہے یعنی لولا انک منطلق ن انطلقت
اسیطرح سے لو کے بعد بھی اَنّ پڑھا ہے جیسے لو انک کیونکہ مابعد لو کا
فاعل ہی فعل محذوف کا اور فاعل کو مفرد ہونا واجب ہے پس لو انک قائم
جگہ بین ہے لو وقع قیامک کے اور جس مقام پر مفرد بھی ہو سکے اور جملہ
بھی وہان دونون وجہ جائز ہین یعنی اِنّ مکسورہ واَنّ مفتوحہ دونون
پڑھ سکتے ہین جیسے من یکرمنی فانی اکرمہ پس اگر اس سے مراد من یکرمنی
فانا اکرمہ ہو تو کسرہ واجب ہے کیونکہ اس صورت بین مقام مین جملہ
کے ہے اور اگر مراد یہہ ہو من یکرمنی فجزاءہ انی اکرمہ تو فتحہ واجب
کیونکہ اس صورت بین مقام مفرد بین ہے کہ مبتدا واقع ہوا ہے اسیطرح سے
اس مصرع اذا انہ عبد القفا واللہازم بین اور جو اس کے مشابہ ہو
(عظم مرتفع فی اللحی تحت الاذن)
کسرہ وفتحہ دونون جائز ہین کسرہ اسلیئے کہ اِنّ اپنی اسم وخبر سے ملکر جملہ
واقع ہوا ہے اور فتحہ اس لیئے کہ اَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مبتدا ہے اور خبر
محذوف ہے ای اذا عبودیتہ للقفا واللہازم ثابتۃ اور اسی لئے
یعنے چونکہ اِنّ مکسورہ جملہ کے معنے بین تغیر پیدا نہین کرتا اس لیئے
اِنّ مکسورہ کے اسم پر خواہ لفظاً مکسور ہو یا حکماً کسی اور اسم کا عطف
کرنا رفع کے ساتھہ جائز ہے جیسے ان زیداً قائم وعمرو یہہ اِنّ

مکسورہ لفظی کی مثال ہوی اور مثال مکسورہ حکمی کی یہہ ہے جیسے علمت
اَنَّ زیدًا قائم وعمرٌو کہ اَنَّ یہان اگرچہ مفتوح ہے کہ مفعول واقع ہوا
ہے مگر حکما مکسور ہے۔ اس عطف مین شرط یہ ہے کہ اِنَّ کی خبر معطوف سے
پہلے مذکور ہو کر رہنی چاہیے خواہ لفظا مکسور ہو جیسے اِنَّ زیدًا قائم
وعمرٌو یا تقدیرًا جیسے اِنَّ زیدًا وعمرٌو قائم ای اِنَّ زیدًا قائم و
عمرو قائم بخلاف کوفیین کے کہ وہ کہتے ہین اس عطف کے صحیح ہونے مین
اس شرط کی کوئی ضرورت نہین ہے اور اسم اِنَّ کے مبنی ہونے کو جواز
عطف مین کوئی اثر و دخل نہین ہے یعنے اگر اسم اِنَّ کا مبنی ہو تو بھی
اوسکے محل پر قبل مذکور ہونے خبر کے عطف صحیح نہین بخلاف مبرد وکسائی
کے یہہ کہتے ہین کہ اسم اَنَّ کا جسوقت مبنی ہو تو اوس کے محل پر بغیر خبر کے
پہلے ذکر ہونے کے عطف جائز ہے ورنہ نہین جیسے انک وزید
ذاھبان (لکن) یہہ بھی اِنَّ کے مانند ہے کہ معنی جملہ مین تغیر نہین
پیدا کرتا پس اسکے اسم کے محل پر بھی عطف دینا صحیح ہے جیسے لم یخرج
زید لکن عمرًا خارج وبکرٌ اور اسی لئے یعنے چونکہ اِنَّ مکسورہ
جملہ کے معنے مین تغیر نہین پیدا کرتا اس لیے اِنَّ مکسورہ کے ساتھہ لام تاکید
آتا ہے نہ اَنَّ مفتوحہ کے ساتھہ کبھی تو خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنَّ
زیدًا لقائم اور کبھی اسم پر جسوقت کہ اِنَّ مکسورہ اور اوسکی اسم
کے درمیان فاصلہ آجائے جیسے اِنَّ فی الدار لزیدًا اور کبھی اسم
و خبر کے درمیان جو چیز مذکور ہوتی ہے اوس پر لام آتا ہے جیسے

اِن زید اَلطعامك اکل اور لکن کے ساتھہ لام کولانا ضعیف ہے اور اِنَّ مکسورہ مخفف بھی کیا جاتا ہے اوس وقت اوسکے ساتھہ لام کولانا واجب ہے اور اوسکے عمل کو باطل کرنا جائز ہے جیسے ان زیدٌ لقائمٌ اور ان مکسورہ مخففہ کا کسی فعل پر افعال مبتدا سے (یعنے وہ افعال جو مبتدا وخبر پر داخل ہوا کرتے ہین جیسے کان وظن اور اونکے اخوات) داخل ہونا جائز ہے جیسے انکانت لکبیرۃ وان نظنك لمن الکاذبین اور کوفیین نے اس کی تعمیم مین اختلاف کیا ہے یعنی وہ ان مکسورہ مخففہ کے تمام افعال پر داخل ہونیکو جائز رکہتے ہین نصرف افعال مبتدا پر جیسے شعر تالله ربك ان قتلت لمسلما۔ وجبت علیك عقوبة المتعمد اور اَنّ مفتوحہ بھی مخفف کیا جاتا ہے اوس وقت وہ ایک ضمیر شان مقدر مین وجوباً عمل کرتا ہے اور جملون پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جو اوس ضمیر کی تفسیر کرسکے اور غیر ضمیر شان مین اوس کو عمل دینا شاذ ہے جیسے اظن انك قائمٌ اور جب ان مفتوحہ مخففہ فعل پر داخل ہوتو اوس کے ساتھہ سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا لانا لازم ہے جیسے علم اَنْ سیکون منکم مرضیٰ شعر اعلم فعلم المرأ ینفعه۔ ان سوف یاتی کل ما قُدِرا ولیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربّی و اولا یرون ان لا یرجع الیهم (کان) ایک چیز کو ایک چیز سے مشابہ کرنے کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور کانّ کبھی مخفف

بھی ہوتا ہے اوس وقت موافق استعمال فصیح کے اوسکا عمل باطل کردیا جاتا ہے جیسے شعر ونحر مشرق اللون۔ کان ثدیاہ حقان (لکن) استدراک کے لئے ہے یعنے کلام سابق سے جو وہم پیدا ہوتا ہے اوس کے رفع کرنے کے لئے جیسے جاء نی زیدٌ لکن عمراً لم یجئ اور لکن درمیان دو ایسے کلاموں کے واقع ہوتا ہے جو بلحاظ معنی کے نفی واثبات میں متغائر ہوں لفظ کے لحاظ سے تغائر ہو یا نہو اور لکن بھی مخفف ہوتا ہے پس عمل اوسکا باطل ہوجاتا ہے اور لکن کے ساتھہ واو لانا جائز ہے (لیت) تمنی کے لئے ہے جیسے لیت زیداً قائم ولیت الشباب یعود اور فرالیت کے دونو معمول کے منصوب ہونے کو جائز رکھا ہے جیسے لیت زیداً قائماً (لعلّ) ترجی کے لئے ہے جیسے لعلّ زیداً اباتی (ف) تمنی وترجی میں یہہ فرق ہے کہ تمنی ممکن التحصول اور غیر ممکن الحصول دونوں میں ہوسکتی ہے اور ترجی خاص ممکن الحصول میں اور لعل کے مدخول کو لعل سے جر دینا شاذ ہے جیسے لعل ابی المغوار منک قریب (حرف عاطفہ) دس ہیں واو۔ فا۔ ثم۔ حتیٰ۔ او۔ ام۔ امّا۔ لا۔ بل۔ لکن انمیں سے پہلے چار یعنی (و۔ ف۔ ثم۔ حتیٰ) معطوف ومعطوف علیہ دونوں کو ایک حکم میں جمع کرنے کے لئے آتے ہیں (و) صرف معطوف ومعطوف علیہ کے جمع کرنے کے لئے آتا ہے اور اوس میں ترتیب نہیں ہوتی (فا) معطوف ومعطوف علیہ کے جمع ہونے کو بتلاتا ہے

ترتیب دار بغیر مہلت کے جیسے جاء زید فعمرو یعنے زید پہلے آیا
اور عمرو بعد (ثم) بھی مانند فا کے ہے مگر مہلت کے ساتھہ یعنے ثم معطوف
ومعطوف علیہ کے جمع ہونے کو بالترتیب بمہلت بتلاتا ہے جیسے جاء زید
ثم عمرو یعنے زید پہلے آیا اور عمرو بعد مگر ساتھہ ہی نہیں بلکہ عمر کچھہ دیر بعد آیا
(حتی) مانند ثم کے ہے یعنے جیسا ثم ترتیب و مہلت پر دلالت کرتا ہے
اوسیطرح یہہ بھی مگر حتی مین مہلت کم ہوتی ہے اور ثم مین زیادہ اور
حتی کا معطوف اپنے متبوع کا جز ہوا کرتا ہے تاکہ وہ عطف اشیا کا فائدہ دے
کہ معطوف مین قوت یا ضعف پایا جاتا ہے جیسے مات الناس حتی
الانبیاء وقدم الحاج حتی المشاة (او و اما و ام) انمین سے
ہر ایک حرف دو چیزو نمین سے کسی ایک مبہم چیز کے تبلانے کو آتا ہے اور
ام متصلہ ہمزہ استفہام کو لازم ہے یعنے ہمیشہ ہمزہ استفہام کے ساتھہ
مستعمل ہوتا ہے اور دو امر مستوی مین سے خواہ وہ اسم ہون یا فعل
یا حرف ایک متساوی تو آم کے بعد بلا فاصلہ مذکور ہو اور دوسرا ہمزہ سے
متصل ہو اور اون دونمین سے کوئی ایک علم متکلم مین ثابت رہے تا کہ
مخاطب سے تعیین طلب کی جاوے اس وجہ سے اراءیت زیداً ام عمراً لقنا
صحیح نہین ہے کیونکہ ایک امر مستوی یعنے (عمراً) توام سے متصل ہے
مگر دوسرا امر مستوی یعنے (زید) ہمزہ سے متصل نہین ہے بلکہ ویسی یہ
مثال صحیح ہوگی جیسے ازیداً لقیت ام عمراً اور چونکہ ام سے جسوقت سوال
کیا جاتا ہے تو دو امر مستوی مین سے ایک تو معلوم رہتا ہے صرف اوس کی

اوس کی تعین مطلوب ہوتی ہے اس لیے اوسکا جواب تعین کے ساتھ
چاہیے نہ نعم یا لا سے یعنے جسوقت کہا جائے ازیدًا رایت ام عمرًا تو
جواب مین زیدًا یا عمرًا کہنا چاہیے اور ام منقطعہ مانند بل کے ہے یعنے جسطرح سے
کہ بل اضراب یعنی کلام سابق سے اعراض کرکے دوسرے کے طرف آتا ہے
اوسیطرح سے یہہ بھی ہے اور مانند ہمزہ کے ہے تشکیک مین کلام ثانی کے
جیسے انها لابل ام شاۃ ای بل هی شاۃ۔ ام کے لانے سے معلوم ہوا کہ
ابل تو نہین ہے مگر پھر شک ہے اسمین کہ آیا وہ بکری ہے یا کوئی اور چیز
اور (اِمّا) معطوف کے ساتھہ معطوف علیہ سے پہلے لفظ اِمّا کا لانا ضرور
ہے اور (او) کے ساتھہ اِمّا کو لانا جائز ہے جیسے جاءنی اما زید واما
عمرو وجاءنی اما زید او عمرو یا جاءنی زید او عمرو۔
(لا۔ بل۔ لکن) یہہ تینون حرف معطوف ومعطوف علیہ مین سے ایک کی
تعیین کے لیے آتے ہین جیسے جاءنی زید لا عمرو کہ یہان حکم مجی کا زید
کے لیے ثابت ہے نہ عمرو کے لیے (ف) لا۔ اوس حکم کو جو معطوف علیہ کے
لیے ثابت ہوتا ہے معطوف سے نفی کر دیتا ہے پس حکم یہان معطوف علیہ کے
لیے ہے تعیین کے ساتھہ اور بل بعد اثبات کے حکم کو معطوف علیہ سے
پھیر کر معطوف کے طرف لاتا ہے پس حکم یہان معطوف کے لیے ہے
تعیین کے ساتھہ جیسے جاءنی زید بل عمرو یعنے عمرو آیا رہا زید اوس سے
سکوت کیا گیا ہے نہ اوس پر مجی کا حکم ہے نہ عدم مجی کا (لکن) نفی کو لازم
ہے (حروف تنبیہ) الا۔ اما۔ ها۔ ہین جیسے الا زید قائم واما زید قائم

وھا زید قائم (حروف ندا) یا عام ہے قریب و بعید دونوں کے لئے آتا ہے اور ایا وھیا بعید کے لئے اور آی اور ھمزہ قریب کے لئے (حروف ایجاب) نعم۔ بلیٰ ای اجل جیر اِنَّ نعم اپنے ماقبل کے کلام سابق کے مضمون کو ثابت کرتا ہے جیسے اجاء زید۔ نعم اور بلیٰ اپنے ماقبل کے کلام منفی کو واجب کرتا ہے جیسے الست بربکم قالوا بلیٰ ای بلیٰ انت ربنا۔ ای بعد استفہام کے ثبوت کے لئے آتا ہے اور اس کو قسم لازم ہے جیسے اقام زید ای واللہ اور اجل وجیر و اِنَّ یہ تینوں مخبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے قد اتاک زید جواب میں اجل یا جیر و لعن اللہ ناقۃ حملتنی الیک اِنَّ وراکبھا ای لعن اللہ ناقۃ التی حملتنی الیک وراکبھا (حروف زیادت) اِن مخففہ و اَن مخففہ و ما و لا و من و باء و لام ہیں (اِن) مخففہ مانافیہ کے ساتھ زاید ہوتا ہے جیسے ما اِن رایت زیداً اور ما مصدریہ و لما کے ساتھ اِن کا زاید ہونا کم ہے جیسے انتظر ما ان جلس القاضی ای مدۃ جلوسہ و لما ان قام زید قمت (اَن) مخففہ زاید ہوتا ہی لما کے ساتھ جیسے فلما اَن جاء البشیر اور زاید ہوتا ہے لو اور قسم کے درمیان جیسے واللہ اَن لو قمت قمت اور کاف کے ساتھ اس کا زاید ہونا کم ہے جیسے کان ظبیۃ تعطو الیٰ ناضر السلم (ما) زاید ہوتا ہے اذا و متیٰ و ای و این و ان کے ساتھ جو وقت کہ یہ شرط ہوں جیسے اذا ما تخرج اخرج و متیٰ ما تذھب اذھب و ایا ما تدعو فلہ

الاسماء الحسنیٰ وا ینما تجلس اجلس واِمّا ترینّ من البشر احدا اور
بعض حرف جر کے ساتھ بھی زیادہ ہوتا ہے جیسے فبما رحمۃٍ ومما خطیئاتہم
اور مضاف کے ساتھ اوسکی زیادتی کم ہے جیسے غضبت من غیر ماجرم
ای من غیر جرم (لا) زاید ہوتا ہے واو عاطفہ کے ساتھ جو بعد نفی کے
واقع ہو جیسے ماجاءنی زید ولا عمرو اور بعد ان مصدریہ کے جیسے
ومامنعک ان لا تسجد ای ان تسجد اور قبل اُقسم کے اوس کی
زیادتی کم ہے جیسے لا اقسم ھو بیوم القیامۃ اور مضاف کے ساتھ اسکا
زاید ہونا شاذ ہے جیسے فی بئر لا حورٍ سریٰ وما شعر ای فی بئر حور
(من۔یا۔لام) انکا ذکر پہلے آچکا۔ (حرف تفسیر اَنْ و اَیْ پس اَنْ
خاص ہے اوس فعل کے ساتھ جبکہ قول کے معنے ہوں جیسے وناد یناہ
اَنْ یا ابراھیم مگر اَیْ ہر مبہم کے تفسیر کے لئے آتا ہے ~~جیسے تلعت~~
ای تلقطت وجاءنی زید ای ابو عبد اللہ (حروف مصدر) ما
وان مخففہ واَنّ مشددہ ہیں انمیں سے پہلے کے دو جملہ فعلیہ کے
ساتھ خاص ہیں جیسے ضاقت علیہم الارض بما رحبت ای برحبہا
واعجبنی ان خرجت ای خروجک اور اَنّ مشددہ جملہ اسمیہ کے
ساتھ خاص ہے جیسے اعجبنی انک قائم ای قیامک (حروف تحضیض
ھلّا و الّا و لو لا و لوما ہیں) ان کو ابتدار کلام ہیں لا نا ضرور
ہے اور ان کے لئے فعل لازم ہے خواہ لفظاً ہو جیسے ھلّا ضربت زیدا
یا تقدیراً جیسے ھلّا زیدا ضربتہ ای ھلا ضربت زیدا ضربتہ

(ف) یہ افعال جس وقت کہ ماضی پر داخل ہوں تو توبیخ کا فائدہ دیتے ہیں
اور جب مضارع پر داخل ہوں تو ترغیب کا (حرف توقع قد) ہے یہ ماضی
میں قریب کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے قد ضرب زید یعنے زید نے
ابھی مارا ہے اور مضارع میں قلت کے لئے جیسے الکذوب قد یصدق
(حرف استفہام ہمزہ وھل ہیں) یہ ابتدا کلام میں آتے ہیں ہمزہ جملہ اسمیہ و
فعلیہ دونوں پر آتا ہے جیسے ازید قائم وا قام زید اور ھل بھی ایسا
ہی ہے کہ جملہ اسمیہ و فعلیہ دونوں پر آتا ہے جیسے ھل زید قائم وھل قام
زید اور ہمزہ کا بہ نسبت ھل کے استعمال میں تصرف زیادہ ہے جیسے
ازیداً ضربت مفعول کو مقدم کرکے واتضرب زیداً وھو اخوك یعنے استعمال ہمزہ کا
واسطے استفہام انکاری کے وازید عندك ام عمرو یعنے ہمزہ کو ام متصلہ کا
مقارن قرار دیکر و اثم اذا ما وقع وافمن کان ومن کان یعنے ہمزہ کو حروف
عطف پر داخل کرکے ان سب صورتوں میں ھل کا استعمال ناجائز ہے (حرف
شرط ان ولو واما) یہ ابتدا کلام میں آتے ہیں ان استقبال کے لئے ہے
اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے ان ضربتنی ضربتك اور لو اسکا عکس یعنے
ماضی کے لئے ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے لو یطیعکم ای اطاعکم اور ان
دونوں کو فعل لازم ہے لفظا ہو جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود یا
تقدیراً جیسے ان احد من المشرکین استجارک ای استجارك احد
اور چونکہ ان دونوں کے بعد فعل کا ہونا ضرور ہے اسلئے لو کے بعد ان
مفتوحہ مذکور ہوتا ہے کیونکہ انّ مع اپنے معمول کے فعل مقدر کا فاعل ہے

پس لو انّك كھا جاتا ہے اور اوسکی خبر انطلقت بصیغہ فعل مذکور ہوتی ہے جگہ بین منطلق کے تاکہ فعل محذوف کیلیئے بمنزلہ عوض کے ہو بلفظ یا اوسی صورت بین ہے کہ خبر ان کی اسم مشتق ہو اور فعل اوسکی جگہ بین آسکتا ہو اور اگر خبر جامد ہو تو اسم جامد ہی خبر بن جائیگا کیونکہ فعل کا خبر کی جگہ بین آنا متعذر ہے جیسے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام کہ یہان اقلام اسم مشتق نہیں ہے تاکہ اوسکا کوئی فعل لیکر جگہ بین اوس کے رکھا جائے جسوقت کہ قسم ابتدا کلام بین شرط سے پہلے مذکور ہو تو اوسکے بعد صیغہ ماضی کا ہونا لازم ہے خواہ لفظاً ہو یا معنیً اور جواب جو بعد ذکر ہوگا وہ لفظاً صرف قسم کا جواب ہوگا نہ قسم و شرط دونو کا اور معناً جواب ہوگا شرط و قسم دونون کا جیسے واللہ ان اتیتنی لاکرمنہ مثال ماضی لفظاً کی اور واللہ ان لم تاتنی لاکرمنك مثال ماضی معناً کی اور اگر قسم درمیان اجزاء کلام کے واقع ہو شرط کے اوس پر مقدم ہونے سے یا غیر شرط کے مقدم ہونے سے تو جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کرکے جواب کو جواب قسم قرار دین اور شرط کو لغو کر دین یا قسم کو لغو کر دین اور شرط کا اعتبار کرکے جواب کو جواب شرط یعنے (جزا) قرار دین جیسے انا واللہ ان تاتنی اتیك مثال غیر شرط کو قسم پر مقدم کرنے کے اور جیسے ان اتیتنی واللہ لاتینك مثال شرط کو قسم پر مقدم کرنے کی لاف یہان پر چار صورتین ہین اول الغاء قسم بتقدیم شرط جیسے ان تاتنی واللہ لاتك اسمین جواب (لاتك) جزا ہے شرط کی اور مجموعہ

شرط وجزا کا قائم مقام جواب قسم دوم الغاز قسم تقدیم غیر شرط جیسے انا واللہ
ان تاتنی آتیك اسمیں جواب جزا ہے شرط کی اور مجموعہ شرط جزا کا خبر
مبتدا کی اور مبتدا مع خبر قائم مقام جواب قسم سوم اعتبار قسم تقدیم شرط
جیسے ان اتیتنی واللہ لا تینك اسمیں جواب جواب قسم ہے
اور قسم مع اپنے جواب کے جزا ہے شرط کی چہارم اعتبار قسم تقدیم غیر
شرط جیسے انا واللہ ان اتیتنی لاکرمنك اسمیں جواب جواب
قسم ہے باعتبار لفظ کے اور جزا ہے شرط کی بلحاظ معنے کے اور مجموعہ
مع جواب خبر مبتدا کی اور قسم جسوقت مقدر ہو تو وہ مثل ملفوظ ہونے
کے ہے پس جو شرط کہ اوسکی بعد واقع ہو اوس کو صیغہ ماضی ہونا لازم ہے
تا قسم کا جواب ہوسکے جیسے لئن اخرجوا لایخرجون ای واللہ لئن
اخرجوا لایخرجون پس شرط ماضی ہے اور لایخرجون جواب قسم پس اگر
شرط کی جزا ہوتی تو بحذف نون جزم ہونا (لایخرجون) کو ضرور تھا
اسیطرح وان اطعتموھم انکم لمشرکون ای واللہ ان اطعتموھم
انکم لمشرکون اسمیں بھی شرط ماضی ہے اور انکم لمشرکون جواب
قسم اگر جزا شرط کی ہوتی تو فا لازم ہوتا کیونکہ جملہ اسمیہ جب جزا واقع ہو تو
اوس پر فا کا لانا واجب ہے۔
(امّا) کلام مجمل کی تفصیل کے لئے اکثر آتا ہے جیسے جاءنی اخوتك
اما زید فاکرمته واما عمرو فاهنته اور امّا کے فعل کو جو شرط ہے
یعنے یکون من شئی حذف کرنا لازم ہے اور امّا اور اوس کے ثانی جزا

کے درمیان ایک جز فا جزائیکے جیز کا عوض مین لایا جاتا ہے سطلب
جیسے اما زید فمنطلق مین اما قائم مقام ہے مہما یکن من
شئی کے پس یہ جو مبتدا ہے اور جیز فا جزائیہ مین واقع ہے
فا جزائیہ پر مقدم کیا گیا تاکہ معلوم ہو زید مستلزم ہے انطلاق
کو جیسا کہ شرط مستلزم ہوتی ہے جزا کو اور بعض کہتے ہین کہ جو جیز اما
اور فا جزائیہ کے درمیان آتی ہے وہ معمول ہے ایک فعل محذوف
کا مطلقا جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق ای مہما یذکر یوم
الجمعہ فزید منطلق اسمین یوم الجمعہ منصوب ہے کہ مفعول ہے
فعل محذوف کا اور پہلی راے کے موافق یوم الجمعہ جیز فا مین ہے
اور منطلق کا معمول ہے اور مقدم کیا گیا تاکہ بمنزلہ شرط واقع ہو اسطرح سے
اس رائے ثانی کے موافق اما زید فمنطلق کی اصل یہ ہوگی مہما
یذکر زید فھو منطلق اور بعض کہتے ہین اور وہ مازنی ہے کہ اگر وہ
جیز جو اما اور فا کے درمیان فاصل ہوتی ہے فا کے پہلے اوسکی تقدیم
جائز ہو تو وہ قسم اول سے ہے (یعنے اوس کو ایک جز جیز فا کا قرار دین)
جیسے اما زید فمنطلق مین اور اگر اوس کی تقدیم فا پر جائز نہو سکے
تو وہ قسم ثانی سے ہے (یعنے اوس کو معمول فعل مقدر کا قرار دین)
جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق مین (حرف ردع کلا) ہے
جیسے کلا جواب مین اوس شخص کے جو کہے فعلت کذا یعنے ہرگز
نہین پس یہ زجر و منع کے لئے آتا ہے - کبھی کلا معنی مین حقا کے

آتا ہے جیسے کلا ان الابنات لیطغی ۔ تاء تانیث ساکن ماضی کے اخیر میں
لاحق ہوتی ہے تاکہ مسند الیہ کی تانیث بتلاوے اگر مسند الیہ اسم ظاہر و
مونث غیر حقیقی ہو تو اختیار ہے کہ فعل میں تاء تانیث لائیں یا نہ لائیں جیسے
طلع الشمس و طلعت الشمس اور علامت تثنیہ و علامت جمع مذکر و جمع مونث
کا فعل میں بڑھانا جیسے قاما الزیدان و قاموا الزیدون و قمن النساء
ضعیف ہے (تنوین) وہ نون ساکن ہے جو آخر کلمہ کی حرکت کے تابع
ہو اور فعل کے تاکید کے لئے نہ ہو اس کے کئی قسم ہیں (تمکن) وہ تنوین
ہے جو اسم کی معرب و منصرف ہونے کو تبلاتی ہے جیسے زید و رجل
(تنکیر) وہ تنوین ہے جو معرفہ و نکرہ کا فرق تبلاتی ہے جیسے صہٍ ای اسکت
سکوتا ما یعنی چپ رہ کسی ایک وقت غیر معین میں چپ رہ (عوض) وہ تنوین
جو آخر اسم میں مضاف الیہ کے عوض میں لاحق ہو جیسے حینئذٍ و یومئذ
ای یوم اذ کان کذا (مقابلہ) وہ تنوین ہے جو جمع مونث سالم کے اخیر میں
لاحق ہوتی ہے جو مقابل میں ہے جمع مذکر سالم کے نون کے جیسے مسلمات
کی تنوین مقابل میں نون مسلمون کے (ترنم) وہ تنوین ہے جو آخر میں بیت
و مصرع کے حسن انشاد کی غرض سے آتی ہے جیسے اقلی اللوم عاذل
والعتابن ہو و قولی ان اصبت لقد اصابن کہ اصل میں العتابا و الاصابا
ہے ۔ اور جو علم موصوف ہو لفظ ابن کے ساتھ اور ابن مضاف ہو
دوسرے کسی علم کے طرف تو اوس علم اول کی تنوین حذف ہو جاتی ہے
جیسے جاءنی زید بن عمرو (نون تاکید) کے دو قسمیں ہیں ایک نون

خفیفہ ساکنہ دوسرا نون مشددۃ بغیر الف تثنیہ و جمع کے مفتوح ہوتا ہے
اور الف تثنیہ و جمع کے ساتھ مکسور جیسے اضربانّ واضربنانّ اور نون
تاکید خاص ہے فعل مستقبل سے ضمن میں امر کے جیسے اضربنّ یا نہی کے
جیسے لا تضربنّ یا استفہام کے جیسے ھل تضربنّ یا تمنی کے جیسے لیتک
تضربنّ عرض کے جیسے الا تنزلنّ بنا فتصیب خیراً یا قسم کے واللہ
لافعلنّ اور نون تاکید فعل منفی میں کم آتا ہے جیں   ومنّ کم منتعل ہی
اور جواب قسم میں جبکہ وہ فعل مضارع مثبت ہو نون تاکید   نالازم ہے جیسے
تا اللہ لاکیدنّ اصنامکم۔ اور اوس شرط میں جس   ف شرط کی تاکید
مَا کے ساتھ لائی گئی ہو نون تاکید اکثر آیا کرتا ہے   مّا تفعلنّ د
امّا تخافنّ اور ما قبل نون تاکید کا جمع مذکر غائب و حاضر   کے ساتھ مضموم
رہتا ہے جیسے لیضربُنّ و لتضربُنّ اور واحد مونث حاضر   سمیر کے
ساتھ مکسور جیسے لتضربِنّ اور ان کے سوا یعنی واحد مذکر حاضر و غائب جیسے
لیضربنّ و لتضربنّ اور واحد مونث غائب جیسے لتضربَنّ میں مفتوح
اور تثنیہ و جمع مونث میں اضربانّ واضربنانّ کہا جاتا ہے یعنی تثنیہ میں
قبل نون تاکید الف رہتا ہے اور جمع مونث میں بعد نون جمع کے اور قبل نون
تاکید الف زاید ہوتا ہے اور تثنیہ و جمع مونث میں نون خفیفہ نہیں آتا
کیونکہ التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آتا ہے بخلاف یونس کے کہ وہ جائز جانتا
ہے اس لئے کہ اوس کے پاس حالت وقف میں اجتماع ساکنین علی غیر حدہ
درست ہے اور یہہ رائے اکثر نحویین کے پاس غیر مختار ہے اور نون ثقیلہ و

وخفیفہ غیر تثنیہ وجمع مونث مین ضمیر بارز یعنی (واو ویا) کے ساتھہ مانند کلمہ منفصل کے
ہو یعنی جسطرح سے کہ کلمہ منفصل مین سے واو ویا حذف ہوتے ہین یا ضمہ وکسرہ دیا جاتا ہے
(جمع مذکر، واحد مونث حاضر)
اوسیطرح سے نون تاکید والے افعال سے بھی واو ویا حذف ہونگے اور حرکت ضمہ
وکسرہ کی دیجائیگی (ف) غرض اس بیان سے یہ ہے کہ جن افعال کے اخیر مین حرف
علت ہو نون تاکید کے لاحق ہونیکی صورتین اونکا کیا حال ہے حاصل مضمون
شارح رضی کا اس مقام پر یہ ہے کہ نون ثقیلہ وخفیفہ جسوقت کہ تثنیہ وجمع مونث مین
آئین تو اوسکا ذکر پہلے ہو چکا اور اگر غیر تثنیہ وجمع مونث مین آئین تو اوس کے
دو قسم ہین یا تو ضمیر بارز کے ساتھہ ہونگے اور وہ دو ہی صیغے ہین جمع مذکر جیسے
اغزوا وارموا واخشوا اور واحد مونث جیسے اغزی وارمی واخشی تو واو ویا
حذف ہو جائینگے پس کہا جائیگا اغزُنّ وارمُنّ بحذف واو جسطرح سے کہ کلمہ
منفصل سے واو یا حذف ہوتے ہین جیسے اغزوا الکفار وارموا الغرض اسیطرح
اغزِنّ وارمِنّ بحذف یا جیسے اغزی الجیش وارمی الغرض اور واو ماقبل
مفتوح کو ضمہ دیا جائیگا اور یا کو [illegible] پس کہا جائیگا اِخشَوُنّ واِخشَیِنّ
جسطرح سے کلمہ منفصل مین ضمہ اور کسرہ آتا ہے جیسے اخشوا الرجل واخشی الرجل
یا ضمیر مستتر کے ساتھہ وہ نون تاکید ہونگے اور وہ واحد مذکر کا صیغہ ہے
جیسے اغزو وارم واخش تو اسمین نون تاکید مانند کلمہ متصل یعنے الف تثنیہ کے
پس جسطرح سے کہ بحالت تثنیہ لام کلمہ کے حذف کئے حروف اور فتحہ لوٹتے ہین
اوسیطرح حالت تاکید مین بھی لام کلمہ کے حروف محذوفہ وفتحہ لوٹائے جائینگے کہا
جائیگا اغزو سے اغزون وارم سے ارمین واخش سے اخشین جسطرح سے کہ
بحالت تثنیہ اغزوا وارمیا واخشیا یہی مطلب ہے صاحب کافیہ کی عبارت
وھما فی غیرھما مع الضمیر البارز کالمنفصل فان لم یکن بارز فکالمتصل

کا۔ چونکہ نون تاکید ضمیر بارز کے ساتھ مانند منفصل کے ہے اور ضمیر مستتر کے ساتھ
مثل متصل کے اسلئے ہل ترین میں یا کو فتحہ آئیگا کیونکہ یہان نون تاکید ضمیر مستتر کے
ساتھ آئی ہے تو صرور ہوا کہ یا کا فتحہ جو زائل ہوگیا تھا وہ لوٹ آئے اسیطرح سے
ھل تنہاون میں واو کو ضمہ آئیگا جیسے لم ترءا القوم میں اور تنسرین میں یا کو کسرہ
ہوحال منفصل کا ہی جیسے اتری الناس میں اور اغزون میں واو حذف کردیا گیا
تھا وہ لوٹ آئیگا مانند اغزوا اور اغزن میں سے وا ... ہوگا مانند اغزوا القوم کے
اور اغزن میں سے یا حذف ہوگی مانند اغزی القوم کے ا ... خفیفہ بوجہ اجتماع
ساکنین کے حذف ہوجاتا ہے جیسے لا تھین الفقیر میں ... ر لام الفقیر کا دو
ساکن جمع ہوی اسلئے نون کو حذف کرکے لا تھین الفقیر کہینگے ... ن خفیفہ حالت وقف
مین محذوف ہوجاتا ہی اور جو نون خفیفہ کے سبب سے حذف کیا گیا ... وہ لوٹا یا جائیگا جیسے
اغزن کو حالت وقف مین اغزو کہا جائیگا اور جو نون خفیفہ ... اوسکا مفتوح ہو
حالت وقف میں الف سے بدل جائیگا جیسے اضربن ... سفعا

تمت الرسالۃ الشارحۃ للکافیہ فی الھندیہ بحول الملک المنعام لسبع
خلون من ذی القعدہ سنہ عشرین بعد الالف وثلثمائۃ من الھجرۃ النبویہ علی ھاجرھا
الف سلام والسلام یکون خیر ختام فقط